ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

دورۂ ترجمۂ قرآن کے بیان کرنے والوں کے لیے
طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم و بیانیہ
ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصۂ مضامین

حافظ انجنیئر نوید احمد حفظہ اللہ
مرکزی ناظم شعبۂ تعلیم و تربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

نام کتاب: ترجمہ برائے تدریسِ قرآنِ حکیم

مؤلف: حافظ انجینئر نوید احمد حفظہ اللہ

طبع اوّل (مئی ۲۰۱۴ء): ۱۱۰۰

ہدیہ: -/۷۰۰ روپے

ناشر: مدیر مطبوعات، انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

مقامِ اشاعت: مرکزی دفتر، انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی

فون: 021-34993436-7

مرکزی دفتر، انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی (رجسٹرڈ)

B-375، پہلی منزل، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔

ای میل: Publications@QuranAcademy.com

ویب سائٹ: www.QuranAcademy.com

مطبع: القادر پرنٹنگ پریس

فون نمبر: 0300-0321-9201166
0300-0321-9201121

فہرستِ پارہ

پارہ نمبر	پارے کا نام	صفحہ نمبر
01	الٓمّٓ	1
02	سَيَقُوْلُ	77
03	تِلْكَ الرُّسُلُ	151
04	لَنْ تَنَالُوا	233
05	وَالْمُحْصِنٰتُ	319
06	لَا يُحِبُّ اللّٰهُ	406
07	وَاِذَا سَمِعُوْا	493

فہرستِ سورہ

صفحہ نمبر	سورت کا نام	سورت نمبر
1	سُوْرَةُ الفَاتِحَة	01
6	سُوْرَةُ البَقَرَة	02
182	سُوْرَةُ آلِ عِمرَان	03
298	سُوْرَةُ النِّسَاء	04
426	سُوْرَةُ المَائِدَة	05

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

بانی تنظیم اسلامی و مؤسسِ انجمن خدام القرآن حضرت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے راستے میں کی جانے والی جدوجہد کے بعض ثمرات اس دنیا میں بھی دکھا کر آنکھوں کی ٹھنڈک کا اہتمام فرمادیا۔ ظاہر ہے ایک داعیِ دین کی کوششوں کا ثمرہ اُس کی دعوت کی اثر پذیری اور متاثرین کی وسعت ہی سے دنیا میں متعین ہوا کرتی ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحبؒ کی انتھک محنت اور اخلاص ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کی دعوت کو ایک درجے میں قبولیتِ عامہ عطاء کی اور بہت سے باصلاحیت اور مخلص افراد کارآپؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔ اگر ایک جانب صالحین کی اچھی بھلی تعداد تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے دعوت و اقامتِ دین کی سعی و جہد میں مصروفِ عمل ہے تو ساتھ ہی ایسے بہت سے باصلاحیت افراد جو اپنی جوانی اور نوجوانی میں محترم ڈاکٹر صاحبؒ کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوئے اور پھر کمال یکسوئی کے ساتھ عمر کا ایک بڑا حصہ بانیٔ محترمؒ سے حاصل شدہ علم و فکر کی نشر و اشاعت میں صرف کر چکے ہیں۔ اگر آج ایسے افراد کی فہرست تیار کی جاتی تو صفِ اول میں جگہ پانے والوں میں ایک نام محترم حافظ انجینئر نوید احمد مدظلہٗ کا بھی یقیناً ہوگا۔ زیرِ نظر درسی ترجمۂ قرآن آں محترم ہی کی مسلسل اور انتھک محنت کا حاصل ہے۔

محترم نوید احمد صاحب گزشتہ تئیس، چوبیس برس سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کے طرز پر رمضان المبارک کے دوران نمازِ تراویح کے ساتھ ترجمۂ قرآن بیان کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اس بارہا کے تجربے سے موصوف کے سامنے اس کارِ عظیم کو انجام دینے والے نوواردانِ بساطِ دل کی مشکلات نمایاں ہو کر سامنے آئیں۔ جس میں ایک اہم مسئلہ دورۂ ترجمۂ قرآن کے دوران آیات کو مناسب اور متناسب وقفوں میں تقسیم کر کے ترجمہ کرنے کا تھا۔ ایک نوآموز مدرسِ قرآن کے لئے یہ ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے کہ طویل آیات کے مابین وقفہ کہاں کیا جائے اور پھر اُس کا ترجمہ بیان ہو۔ اگر مدرس اس حوالے سے درست مقامات کا تعین نہ کر سکے تو سامعین کے لیے ترجمے کا ربط برقرار رکھنا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اکثر ترجمے جو مدرسین اپنے سامنے بیان کرتے ہوئے رکھتے ہیں وہ یا تو لفظی/تحت اللفظ ہوتے ہیں یا تحریر کے اسلوب میں ڈھلے ہوتے ہیں۔ جن کی افادیت یقیناً ترجمہ سیکھنے یا پڑھنے والے قاری کے لیے تو بہت ہے البتہ ترجمہ بیان کرنے کے تقاضے قدرے مختلف ہوا کرتے ہیں۔

پھر یہ کہ ''دورۂ ترجمۂ قرآن'' جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد روایت کا نام ہے، چند مزید حوالوں سے خصوصی تقاضوں کی حامل نشست ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا عرصے سے اس ''روایت'' سے وابستہ افراد ان تقاضوں کا شدت سے احساس رکھتے تھے مگر کم ہی سہولیات دستیاب ہوا کرتی تھیں۔ محترم نوید احمد صاحب نے اس ضرورت کا کماحقہٗ احساس کرتے ہوئے، اپنے سال ہا سال کے تجربۂ تدریس کو استعمال میں لا کر، کئی اہم اور مستند تراجمِ قرآن کو سامنے رکھتے ہوئے اس ضرورت کو پورا کرنے کی عظیم اور پر صعوبت خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ واقعہ یہ ہے کہ ترجمۂ قرآنِ حکیم پر کسی بھی نوعیت کا کام کرنا انتہائی مشکل اور نازک امر ہے۔

انجمن خدامِ القرآن سندھ کراچی کے شعبۂ مطبوعات نے اس درسی ترجمے کی اشاعت کو چار جلدوں میں تقسیم کر کے چھاپنے کا منصوبہ بنایا اور جس میں سے پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ الحمد للہ!

کوشش کی گئی ہے کہ اس ترجمے کے مقاصد کی تکمیل میں طرزِاشاعت بھی مؤلف کے کام میں ممدومعاون ہو۔ چنانچہ آیات اورترجمے کوجدول کی صورت میں پیش کیاگیاہے۔ ہر صفحے کے اختتام پرمزید یادداشتوں کے درج کرنے کے لیے سطریں دے دی گئی ہیں۔ متنِ قرآنی کوبڑے حروف اورواضح خط میں رکھاگیاہے۔اسی طرح خط بافی اورحرف چینی میں حتی الوسع احتیاط برتی گئی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین ہماری غلطیوں پرہمیں متوجہ کرکے اصلاح اوربہتری کی مزیدراہیں واکرتے ہوئے عنداللہ اجر کے مستحق ٹھہریں گے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعاہے کہ وہ اس کام کوپایۂ تکمیل تک پہنچائےاورمؤلف موصوف،جملہ معاونینِ اشاعت اورتمام مستفید ہونے والے افراد کے لیےاسے دنیاوآخرت میں انتہائی نافع بنادے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۵ /شعبان ۱۴۳۵ھ

۱۴ /جون ۲۰۱۴ء

عبدالرزاق کوڈواوی

مدیر

شعبۂ مطبوعات

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی

عـــرض مؤلف

استاذِ محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کا آغاز ۱۹۸۴ء میں مسجد جامع القرآن لاہور سے کیا تھا۔اہل کراچی کو یہ سعادت ۱۹۸۶ء میں اُس وقت میسر آئی جب محترم ڈاکٹر صاحب نے ناظم آباد نمبر ۵ کی جامع مسجد میں دورۂ ترجمۂ قرآن کی محفل منعقد کی۔اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راقم بھی اِس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں شامل تھا۔اِس محفل میں شرکت نے راقم کی زندگی کے رخ کی تبدیلی میں کلیدی کردار ادا کیا۔راقم اُس وقت انجینئرنگ کی تعلیم کے تیسرے سال کا طالب علم تھا۔اِس بابرکت اور پاکیزہ فکری و روحانی محفل میں شرکت سے قبل گریجویشن کی تکمیل کے بعد M.S کے لیے امریکہ جانے کا ارادہ تھا۔دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت نے یہ ارادہ تبدیل کردیا اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ اُسے بھی استاذِ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کی پیروی کرتے ہوئے خادمِ قرآن بننے کی سعادت حاصل ہو جائے۔اِس دعا کی وجہ یہ تھی کہ انجینئرنگ کی تعلیم اوراِس میں مہارت کے حامل افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے جبکہ استاذِ محترم کی طرح خدمتِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے والے خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے راقم کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ۱۹۹۰ء میں نہ صرف پہلی بار رمضان کی مبارک ساعتوں میں نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ ۲۰۱۳ء تک مسلسل یہ سعادت حاصل ہوتی رہی۔چوبیس برس کے اِس عرصے میں دیگر بھی کئی ساتھیوں کواِس مبارک کام کے لیے متحرک کرنے کی کوشش جاری رہی۔ترجمۂ قرآن کے دوران ایک مشکل ایسی ہے جس کا سامنا ہر ساتھی کو کرنا پڑتا ہے۔وہ مشکل یہ ہے کہ طویل آیات کو ترجمۂ کے اعتبار سے مناسب حصوں میں کیسے تقسیم کیا جائے؟ بعض اوقات عربی متن زیادہ پڑھ دیا جاتا ہے جبکہ ترجمہ اِس کے مطابق کرنا ممکن نہیں رہتا،اِس لیے کہ آگے تسلسل و ربط میں خلل واقع ہو رہا ہوتا ہے۔یااِس کے برعکس معاملہ ہو جاتا ہے یعنی عربی متن کم پڑھا جاتا ہے اور ترجمہ زیادہ کرنا مناسب ہوتا ہے۔چنانچہ اس مسئلے کے حل کے لیے طویل عرصے سے خواہش تھی کہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مرتب کیا جائے جس میں طویل آیات کی مناسب طور پر تقسیم ہو،تاکہ یہ ترجمہ مناسب حصّوں میں ہو اوراِس کا تسلسل بھی درست طور پر برقرار رہے۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس خواہش کی تکمیل کے اسباب پیدا ہوئے اور اب ترجمۂ قرآن کی مطلوبہ صورت طباعت کے مراحل میں ہے۔اِس ترجمۂ قرآن کے حوالے سے قابل ذکر نکات حسبِ ذیل ہیں:

1) یہ ترجمۂ پندرہ تراجم کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔اِس حوالے سے ایزی قرآن وحدیث سافٹ ویئر سے بڑی مدد حاصل رہی۔اکثر حضرات و خواتین اِس بات سے واقف ہیں کہ اس سافٹ ویئر میں کئی تراجم اور تفاسیر copy & paste کی سہولت کے ساتھ دستیاب ہیں۔واضح رہے کہ سافٹ ویئر بنانے والے یہ ساری خدمتِ

قرآن بغیر کسی معاوضے کے انجام دے رہے ہیں۔یہ سافٹ ویئر اُن کی ویب سائٹ (www.easyquran wahadees.com) سے مفت ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔پھر یہ کہ تمام مکاتب فکر کے تراجم وتفاسیر کو اِس سافٹ ویئر میں جمع کر کے مسلکی تعصّبات کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اِن حضرات کی اِس خدمتِ قرآنی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔آمین !

2) ترجمہ میں کوشش کی گئی ہے کہ عام فہم اور آسان الفاظ کا انتخاب کیا جائے اور ترجمہ کا اسلوب زیادہ سے زیادہ بیانیہ ہو۔

3) ترجمۂ قرآن میں ممکن حد تک کوشش کی گئی ہے کہ ترتیب وہی رکھی جائے جو قرآن مجید کے متن میں ہے یعنی عربی تقدیم وتاخیر کو اردو اسلوب میں تبدیل نہیں کیا گیا۔

4) ترجمۂ قرآن کے اِس سلسلے کو چار جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اِس تقسیم کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

پہلی جلد	سورۂ فاتحہ	تا	سورۂ مائدہ
دوسری جلد	سورۂ انعام	تا	سورۂ بنی اسرائیل
تیسری جلد	سورۂ کہف	تا	سورۂ احزاب
چوتھی جلد	سورۂ سبا	تا	سورۂ الناس

نوٹ فرمایئے ہر جلد کا آغاز ایسی سورۂ مبارکہ سے ہے جس کی ابتداء ''الحمد للہ'' سے ہوتی ہے۔اِس نکتے کی نشاندہی مولوی حسین علیؒ نے فرمائی ہے کہ قرآنِ مجید کے تقریباً چار مساوی حصّے ہیں اور ہر حصّہ کلمۂ حمد سے شروع ہوتا ہے۔

5) ترجمہ کے ساتھ آیات کی مختصر وضاحت کے لیے درج ذیل تفاسیر سے رہنمائی لی گئی ہے :

i.	بیان القرآن	از	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
ii.	تفہیم القرآن	از	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
iii.	معارف القرآن	از	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
iv.	تیسیر القرآن	از	مولانا عبد الرحمٰن کیلانیؒ

ہمارا ایمان ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے اذن اور توفیق سے ہی انجام پاتا ہے۔ بلاشبہ ترجمۂ قرآن کو اِس طرح سے مرتب کرنے کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ممکن ہوئی اور بار بار یہ محسوس ہوا کہ اُس کا خصوصی کرم اِس خدمت قرآنی کے لیے شاملِ حال ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے کئی معاملات اپنی قدرتِ خاص سے اِس طرح حل فرمادیے اور اِس خدمت کے لیے کئی اسباب اِس طرح فراہم فرمائے کہ یکسوئی کے ساتھ یہ کام آگے بڑھتا چلا گیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے اِس احسانِ عظیم کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین !

اِس ترجمۂ قرآن کو مرتب کرنا راقم کی صرف ذاتی کاوش نہیں ہے بلکہ اِس مبارک کام میں بڑی تعداد میں ساتھیوں نے معاونت اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کے تعاون سے خوب واقف ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اِن سب کو اِس تعاون علی البر کا بھرپور صلہ عطا فرمائے۔ آمین! اس کارِ خیر میں تعاون کرنے والوں میں سے ایک کا ذکر بہت ضروری ہے۔ وہ ہیں میری اہلیہ محترمہ۔ اُنہوں نے اِس کام کے لیے نہ صرف مجھے ہر ممکن سہولت فراہم کی بلکہ گھر کی اکثر ذمہ داریوں سے مجھے فارغ رکھا تاکہ میں یکسو ہو کر یہ کام کر سکوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں بھی اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمتِ قرآن کو شرف قبولیت عطا فرما کر اسے افادۂ عام کا ذریعہ بنائے۔ مزید یہ کہ راقم اور تمام معاونین کے لیے توشہ آخرت بنائے، آمین۔ خاص طور پر میرے تین اساتذہ کرام ڈاکٹر اسرار احمدؒ، مختار حسین فاروقی مدظلہٗ اور حافظ احمد یارؒ کے لیے، کیونکہ اِن ہی کی تعلیم سے مجھے خدمتِ قرآن کی طرف مائل ہونے کی رہنمائی حاصل ہوئی۔ اِس ترجمۂ قرآن سے استفادہ کرنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی قابلِ اصلاح بات محسوس کریں، راقم کو ضرور اِس سے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔ اِس کاوش میں اگر کوئی خوبی ہے تو بلاشبہ یہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اِس کے برعکس جو کمی اور قابلِ اصلاح پہلو ہے وہ راقم کی کم علمی اور نااہلی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمام کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور اِس کاوش کو بڑے پیمانے پر تدریسِ قرآن میں مدرسین کے لیے معاون بنا دے۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ آمین!

14 رجب المرجب 1435ھ بمطابق 14 مئی 2014ء

نوید احمد
مرکزی ناظمِ تعلیم وتربیت
تنظیمِ اسلامی پاکستان

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سُورَةُ الفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُھَا ٧ رکوعُھَا ١

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿ؕ۳﴾ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿ؕ۴﴾ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۬ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾

الحمد للہ! اِس تحریر کے ذریعے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی مدد اور توفیق کے بھروسہ پر ایک مبارک سلسلہ کا آغاز کیا جارہا ہے جس میں سلسلہ وار قرآنِ حکیم کے اہم مضامین کو سمجھا جائے گا اور اِن مضامین سے ہدایت اخذ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ بلاشبہ قرآنِ حکیم علم اور معلومات کا وسیع خزانہ ہے۔اِس میں سائنس، تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، نفسیات، معاشیات، سیاست، معاشرت غرض ہر شعبۂ حیات و کائنات کے بارے میں معلومات ہیں۔ لیکن قرآنِ حکیم محض معلومات کی کتاب نہیں بلکہ یہ کتابِ ہدایت ہے۔ یہی کتاب راہ نمائی کرتی ہے اُس راہ کی جس میں دنیا میں بھی امن و سکون ہے اور آخرت میں بھی ابدی راحت و لذت ہے۔ البتہ حصولِ ہدایت کے لیے بنیادی شرط اخلاصِ نیت ہے۔ اگر قرآنِ حکیم کو پڑھتے اور سمجھتے ہوئے نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو تو بفضلہٖ تعالیٰ اِس کتاب سے ایسی ہدایت ملے گی جس سے ہمارے ایمان اور عمل کو جلا حاصل ہو گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَ یَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (المائدۃ: ۱۶)

''ہدایت دیتا ہے اِس کے ذریعہ اللہ اُن کو جو پیروی کرتے ہیں اُس کی رضا کی سلامتی کے راستوں کی اور نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اپنی توفیق سے اور ہدایت دیتا ہے اُنہیں سیدھی راہ کی''۔

تعوذ

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے آغاز میں ہم تعوذ پڑھتے ہیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ...... میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی مردود شیطان سے۔ سورۃ النحل آیت ۹۸ میں نبی اکرم ﷺ کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ سورۂ اعراف آیات ۱۶ اور ۱۷ میں شیطان کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر گھات لگا کر بیٹھے گا اور اور اِس راستہ پر چلنے والوں پر سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے حملہ آور ہو گا۔ شیطان نے Challanging انداز میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ! تو انسانوں میں سے اکثر کو اپنا شکر گزار نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے حملوں کے مقابلہ میں ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین! آیئے! ہم شعوری طور پر تعوذ پڑھتے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی مردود شیطان سے

تسمیہ

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے آغاز میں تعوذ کے بعد تسمیہ پڑھتے ہیں یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ سورۂ علق کی پہلی آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ۔ تسمیہ پڑھنا دراصل اِسی حکم پر عمل کرنا ہے۔ یہ ایک دُعائیہ کلمہ ہے جسے کسی کام کے آغاز میں پڑھنا مسنون ہے تاکہ اُس کام سے خیر و برکت حاصل ہو۔

سورۃ الفاتحہ

فطرتِ انسانی کی ترجمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾	کل شکر اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾	بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾	مالک ہے بدلہ کے دن کا۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾	(اے اللہ !) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾	ہدایت عطا فرما ہمیں سیدھے راستے کی۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬	راستہ اُن کا تو نے انعام کیا ہے جن پر۔
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ	غضب نازل نہیں کیا گیا جن پر
وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾	اور نہ ہی وہ گمراہ ہیں۔ ع

قرآنِ حکیم کی ابتدا میں سورۂ فاتحہ ہے۔الفاتحہ کا مفہوم ہے کھولنے والی یعنی The Opening Surah of the Quran۔اِس سورۂ مبارکہ کے کئی نام احادیثِ نبویہ ﷺ سے ثابت ہیں لیکن سب سے معروف نام الفاتحہ ہی ہے۔یہ سورۂ مبارکہ سات آیات پر مشتمل ہے۔اِن آیات میں درحقیقت فطرتِ انسانی کی ترجمانی کی گئی ہے۔ایک سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان اِس حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے کہ اِس کائنات کا ایک خالق ہے، ایک مالک ہے اور وہی اِس کا ایسا رب یعنی پروردگار ہے جو رحمان بھی ہے اور رحیم بھی۔ پھر اِس حقیقت تک بھی اُس کی رسائی ہو جاتی ہے کہ انسانی اعمال

بے کار نہیں ہیں بلکہ اُن کا اچھا یا برا نتیجہ نکل کر رہے گا اور اِس نتیجہ کا پورا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ البتہ عملی زندگی میں اچھے اعمال کے لیے انسان ایک متوازن اور معتدل راستے کا محتاج ہے۔ یہ معتدل اور متوازن راستہ انسان اپنی عقل سے متعین نہیں کر سکتا بلکہ اِس کے لیے وہ مجبور ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست کرے کہ وہ اُس کے سامنے صراطِ مستقیم واضح کرے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جس طرح قرآنِ حکیم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یعنی سورۃ العلق کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطورِ رب کروایا گیا، اِسی طرح سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کا تعارف بطور رب العالمین کروایا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ قریش اللہ تعالیٰ کو پہلے سے جانتے تھے اور مانتے بھی تھے لیکن وہ مانتے تھے کائنات کے خالق، مخلوقات کے رازق، سماعت و بصارت کے مالک اور زندگی و موت دینے کا اختیار رکھنے کے اعتبار سے۔ رب کا لفظ وہ اپنے سرداروں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ آج بھی عربی زبان میں آقا اور غلام کے لیے رب اور عبد ہی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف بطورِ رب کروایا اور یہی قریش کی مخالفت کی اصل وجہ بنا۔ وہ اللہ کو آقا مان کر اُس کی بندگی کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا تعارف کروانے کے بعد کہ وہ رب العالمین ہے، اُس کی کچھ اور صفات کا تذکرہ فرمایا کہ وہ الرَّحۡمٰنِ ہے اور الرَّحِيۡمِ ہے یعنی اُس کی رحمت میں جوش اور تسلسل ہے۔ وہ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ یعنی جزا و سزا کے دن کا مالک ہے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کا وہ لازمی نتیجہ سامنے آیا کہ اب ہم اُسی کے بندے ہیں۔ لٰہذا اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ظاہر ہے انسان جس کو بھی اپنا رب مانتا ہے اُسی سے مدد مانگتا ہے۔ پھر وہ اُسی سے راستہ پوچھتا ہے کہ کدھر جانا ہے؟ اور کیا کرنا ہے؟ یہی وہ بات ہے جو سورۂ فاتحہ میں بھی سکھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانو، اُس کی بندگی کا عہد کرو، اُسی سے مدد مانگو اور پھر اُسی سے التجا کرو کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا یعنی جن سے تو راضی ہوا۔ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ جو نہ تیرے غضب کا شکار ہوئے اور نہ

ہی گمراہ ہوئے۔اِسی دعا کے جواب میں اگلی سورہٗ مبارکہ کا آغاز ہوااِن الفاظ کے ساتھ کہ قرآنِ حکیم ہدایت ہے طلب گاروں کے لیے۔ گویاسورہٗ فاتحہ دعاہے اور پوراقرآنِ حکیم جوابِ دعا۔

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سُورَۃُ البَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ

اٰیَاتُھَا ۲۸۶ رکوعاتھا ۴۰

سورۃ البقرۃ

قرآنِ حکیم کا نقطۂ عروج:

سورۂ بقرۃ قرآنِ حکیم کی طویل ترین سورہ ہے جو ۲۸۶ آیات پر مشتمل ہے۔اِس سورۂ مبارکہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (ترمذی)

"ہر شے کی ایک چوٹی ہوتی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ البقرۃ ہے"۔

یہ سورۂ مبارکہ مدنی ہے جو ہجرت کے فوراً بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے نازل ہوئی۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

سورۃ البقرۃ کے دو حصّے ہیں:

پہلا حصہ آیات ۱تا۱۵۲ (رکوع ۱تا۱۸) پر مشتمل ہے جس میں خطاب کا رُخ سابقہ امتِ مسلمہ بنی اسرائیل کی طرف ہے۔

دوسرا حصہ آیات ۱۵۳تا۲۸۶ (رکوع ۱۹تا۴۰) پر مشتمل ہے جس میں موجودہ امتِ مسلمہ یعنی مسلمانوں سے خطاب ہے۔

پہلا حصہ ...... آیات ۱تا۱۵۲ (رکوع ۱تا۱۸):

☆ آیات ۱تا۳۹ (رکوع ۱تا۴) تمہیدی مضامین

i -	آیات ۱تا۲۰	تین انسانی کردار...... پکے مسلمان' پکے کافر اور منافقین
ii-	آیات ۲۱تا۲۹	قرآنِ حکیم کی دعوت
iii -	آیات ۳۰تا۳۹	قرآنِ حکیم کا فلسفہ

☆ آیات ۴۰تا۱۲۳ (رکوع ۵تا۱۴) سابقہ امتِ مسلمہ سے براہِ راست خطاب

i-	آیات ۴۰تا۴۶	سابقہ امتِ مسلمہ کے لیے دعوت

ii- آیات ۷۴تا ۱۲۳ : سابقہ امتِ مسلمہ کے جرائم اور اُن کے لیے ملامت

☆آیات ۱۲۴تا ۱۵۲ (رکوع ۱۵تا ۱۸) : تحویلی مضامین :

تحویلِ قبلہ کا بیان اور اِس کے ساتھ تحویلِ امت کا اعلان یعنی سابقہ امتِ مسلمہ کی معزولی اور اُس کی جگہ مسلمانوں کو لوگوں کی امامت کا منصب عطا کرنے کا فیصلہ۔

دوسرا حصہ آیات ...... ۱۵۳تا ۲۸۶ (رکوع ۱۹تا ۴۰) :

اِس حصہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے جس میں چار مضامین کا بیان ہے :

i - عبادات سے متعلق احکامات

ii- معاملات سے متعلق احکامات

iii - جہاد بالمال یعنی انفاق فی سبیل اللہ

iv- جہاد بالسیف یعنی قتال فی سبیل اللہ

پہلے دو مضامین کا تعلق احکاماتِ شریعت سے اور آخری دو مضامین نفاذِ شریعت سے متعلق ہیں۔ یہ چاروں مضامین اِس حصہ میں بار بار آئے ہیں۔ گویا یہ حصہ ایک ایسی ڈور کی مانند ہے جسے مذکورہ مضامین کی چار لڑیوں سے پِرو کر بٹا گیا ہے۔ اس ڈور میں پانچ قیمتی موتی بڑی بڑی آیات کی صورت میں ٹانک دیے گئے ہیں۔

یہ پانچ آیات حسبِ ذیل ہیں :

i- آیتُ الآیات (ایک ہی آیت میں کئی آیات کا بیان) آیت ۱۶۴

ii- آیت البر (نیکی کے بیان پر جامع آیت) آیت ۱۷۷

iii- آیت الاختلاف (انسانوں میں اختلاف پیدا ہونے کا سبب) آیت ۲۱۳

iv- آیت الکرسی (تمام آیاتِ قرآنی کی سردار) آیت ۲۵۵

v- آیت الدَین (قرض کے معاملہ کے لیے ہدایت) آیت ۲۸۲

آیات ۱ تا ۵

قرآنِ حکیم کن کے لیے ہدایت ہے؟

الٓمّٓ ۚ ①	الف۔لام۔میم۔
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ	یہ وہ کامل کتاب ہے
لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ	نہیں کوئی شک جس میں
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ ②	ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔
اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ	وہ جو ایمان لاتے ہیں غیبی حقائق پر
وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	اور قائم کرتے ہیں نماز
وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ ③	اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں (اللہ کی خوشنودی کے کاموں) میں خرچ کرتے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	اور جو ایمان لاتے ہیں اُس (وحی) پر جو نازل کی گئی آپؐ کی طرف
وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ	اور اُس پر بھی جو نازل کی گئی آپ ﷺ سے پہلے
وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ ④	اور آخرت پر تو وہ یقین رکھتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ	یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

پہلی آیت حروفِ مقطعات الف۔لام۔میم پر مشتمل ہے۔مفسرین کااِس پر تقریباً اتفاق ہے کہ اِن حروف کے حقیقی معانی اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں۔دوسری آیت قرآنِ حکیم کی تمہیدی آیت ہے جس کا ایک حصہ اِس مبارک کتاب کی عظمت بیان کررہا ہے۔فرمایا ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے یعنی بلاشبہ یہ وہ کتاب ہے جس کا تورات وانجیل میں تذکرہ تھااوراِس کے مضامین بھی ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جواِس دعویٰ سے اپنی تعلیمات کاآغاز کرتی ہے۔

آیات ۳اور ۴ میں ایسے بندوں کی پانچ صفات کاذکر ہے جنہیں قرآنِ حکیم سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔پہلی صفت ہے کہ وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں یعنی بن دیکھے مانتے ہیں۔آج کے سائنسی دور میں اور سیکولر سوچ کے تحت حقائق صرف اُن ہی امور کو تسلیم کیا جاتاہے جو کہ انسان کے حواسِ خمسہ کی گرفت میں آئیں۔لیکن قرآن اُن کے لیے ہدایت ہے جو یقین رکھتے ہوں کہ اصل حقائق وہ ہیں جو ہمارے حواسِ خمسہ کی پہنچ سے دور اور سرحدِ ادراک سے پرے (beyond) ہیں۔گویامادہ پرستی، عقل پرستی اور ظاہر پرستی کی نفی ہدایتِ قرآنی کے حصول کے لیے شرطِ اوّل ہے۔یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآنِ حکیم کے بیان کردہ غیبی حقائق اور معجزات کی مادہ پرستانہ توجیح کی کوشش کیں وہ گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔دوسری صفت بیان ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی مسلسل یاد کے لیے نماز قائم کرتے ہیں۔تیسری صفت یہ ہے کہ وہ دل سے دنیا کی محبت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔اُن کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ تعصبات سے بالاتر ہو کر قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ سابقہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔آخری صفت یہ ہے کہ وہ آخرت کی بازپرس پر گہرا یقین رکھتے ہیں۔یہ صفات بیان کرنے کے بعد آیت ۵ میں ارشاد ہوا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور اور یہی لوگ آخرت میں فلاح پانے والے ہوں گے۔

آیات ۶ تا ۷

ہدایت سے محروم کون ہوتے ہیں؟

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا
سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ	برابر ہے اُن پر
ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ	چاہے آپؐ خبردار کریں اُنہیں
اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ	یا خبردار نہ کریں اُنہیں
لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۶	وہ ایمان نہیں لائیں گے۔
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ	مہر لگادی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر
وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ	اور اُن کے کانوں پر
وَعَلٰٓى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ۫	اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے
ع وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝۷ ؑ	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اِن آیات میں اُن کفار کا ذکر ہے جو حق واضح ہونے کے باوجود کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوۡا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا(سورۃ الصف آیت ۵) کے مصداق فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ اُن کے لیے برابر ہے کہ آپ ﷺ اُنہیں سمجھائیں یا نہ سمجھائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔بقول شاعر ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

آیات ۸ تا ۱۲

منافقانہ کردار کیا ہے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۘ‏ ﴿۸﴾	حالانکہ وہ نہیں ہیں ایمان لانے والے۔
يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	وہ فریب دینے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ کو اور اُن کو جو ایمان لائے
وَمَا يَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ	اور وہ فریب نہیں دے رہے مگر اپنے آپ کو
وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ؕ‏ ﴿۹﴾	اور وہ نہیں سمجھ رہے۔
فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ	اُن کے دلوں میں بیماری ہے۔
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا	پس بڑھا دیا ہے اُنہیں اللہ نے بیماری میں۔
وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے
بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۱۰﴾	کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔
وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے
لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ	فساد نہ پھیلاؤ زمین میں
قَالُوۡاۤ اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾	وہ کہتے ہیں بے شک ہم تو ہیں ہی اصلاح کرنے والے۔

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ	سن لو ! بے شک وہی ہیں فساد پھیلانے والے
وَلٰكِنۡ لَّا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾	اور لیکن وہ نہیں سمجھ رہے۔

یہ آیات منافقین کے طرزِ عمل کو بڑی وضاحت سے بیان کر رہی ہیں۔ منافقین دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن غیر شعوری طور پر وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اُن کی یہ منافقت شعوری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کی صورت میں ایک بیماری ہے جو دلوں کو زنگ آلود کرتی جاتی ہے۔ وہ کفار سے دوستی کرکے حق اور باطل کے درمیان مصالحت کرانا چاہتے ہیں لیکن یہ مصالحت نہیں بلکہ فساد ہے۔ بقول اقبال ؎

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

یہ فسادی اِس اعتبار سے بھی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کے بجائے منفی تبصرے کرکے پورے نظمِ جماعت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

آیات ۱۳ تا ۱۶

گھاٹے کا سودہ

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ	اور جب بھی کہا جاتا ہے اُن سے
اٰمِنُوۡا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ	ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے ہیں دوسرے لوگ
قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ	وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں اُس طرح جیسے ایمان لائے ہیں بے وقوف لوگ ؟

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾	سن لو! بے شک یہی لوگ بے وقوف ہیں، لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔
وَاِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	اور جب بھی وہ ملتے ہیں اُن سے جو ایمان لائے
قَالُوۡاۤ اٰمَنَّا ۖۚ	کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے
وَاِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ ۙ	اور جب بھی وہ تنہائی میں ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس
قَالُوۡاۤ اِنَّا مَعَكُمۡ	کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں
اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۱۴﴾	بے شک ہم تو صرف مذاق کرنے والے۔
اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ	اللہ بدلہ لیتا ہے مذاق اڑانے کا اُن سے
وَيَمُدُّهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۵﴾	اور ڈھیل دیتا ہے اُنہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔
اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰى ۖ	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے لے لی گمراہی ہدایت کے بدلے
فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ	تو کچھ فائدہ نہ دیا اُن کی تجارت نے
وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۶﴾	اور نہ ہوئے وہ ہدایت پانے والے۔

جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ بڑے طنز کے ساتھ کہتے ہیں کیا ہم اِن پاگلوں کی طرح ایمان لے آئیں؟ یہ بیوقوف ہیں جنہیں نہ اپنے نفع نقصان کی فکر ہے اور نہ مستقبل کی پرواہ۔ ہماری کوئی مت ماری ہوئی ہے۔ ہم سمجھدار (sensible) لوگ ہیں، بچ بچ کر اور سوچ سمجھ کر چلتے ہیں۔ اِس پر بڑی سخت ڈانٹ پلائی گئی۔ فرمایا کہ آگاہ ہو

جاؤ کہ یہی بیوقوف ہیں۔ مت اِن کی ماری گئی ہے لیکن اُنھیں اِس کا اندازہ ہی نہیں ہے۔ یہ بدنصیب ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی لے کر خسارے کا سودا کیا ہے۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

کافروں اور منافقین کے لیے تماثیل

مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِى اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ	اُن کا حال یہ ہے جیسے کہ مثال اُس شخص کی جس نے جلائی آگ
فَلَمَّآ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ	پھر جب روشن کر دیا آگ نے اُس کے ماحول کو
ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ	لے گیا اللہ اُن کے نور (بینائی) کو
وَتَرَكَهُمۡ فِىۡ ظُلُمٰتٍ	اور چھوڑ دیا اُنھیں اندھیریوں میں
لَّا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷﴾	وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔
صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡىٌ	وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں
فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۸﴾	پس وہ نہیں لوٹیں گے۔
اَوۡ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ	یا برسنے والی بارش کی طرح آسمان سے
فِيۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعۡدٌ وَّبَرۡقٌ ۚ	اِس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور چمک
يَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِىۡٓ اٰذَانِهِمۡ	وہ ٹھونستے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں
مِّنَ الصَّوَاعِقِ	بجلیوں کی آواز کی وجہ سے

حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ	موت سے ڈرتے ہوئے
وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ گھیر لینے والا ہے کافروں کو۔
يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ	قریب ہے کہ بجلی کی چمک مٹادے اُن کی آنکھوں کو
كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ	جب بھی بجلی روشنی کرتی ہے اُن کے لیے وہ چل پڑتے ہیں اُس (روشنی) میں
وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا	اور جب وہ اندھیرا کر دیتی ہے اُن پر کھڑے رہ جاتے ہیں
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ	اور اگر اللہ چاہے لے جائے اُن کی سننے کی قوت اور بینائی
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ع	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ع ۲ ۱۳ ۲

ان آیات میں کفر پر اڑ جانے والے کافروں اور منافقین کے لیے تماثیل بیان ہوئی ہیں۔ کافروں کے لیے یہ تمثیل بیان ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل گمراہی کا اندھیرا تھا۔ حق کو دیکھنا ممکن نہ تھا۔ آپ ﷺ نے ہدایت کا چراغ جلایا اور روشنی ہو گئی لیکن اِن کافروں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی چھین لی۔ لہٰذا وہ اب بھی اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ منافقین کے لیے آسمانی بجلی کی تمثیل دی گئی۔ بجلی چمکی تو چل پڑے ورنہ کھڑے رہے۔ گویا یہ لوگ فائدہ سمیٹنا چاہتے ہیں لیکن مشکلات میں ساتھ دینے کو تیار نہیں۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

قرآنِ حکیم کی دعوت

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ	اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی
الَّذِىْ خَلَقَكُمْ	وہ جس نے پیدا کیا تمہیں

وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور اُن کو بھی جو تم سے پہلے گزرے ہیں
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾	تاکہ تم بچ سکو (اُس کی نافرمانی اور عذاب سے)۔
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا	جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا
وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً	اور آسمان کو چھت
وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً	اور برسایا آسمان سے پانی
فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ	پھر نکالے اُس کے ذریعے پھل جو رزق ہیں تمہارے لیے
فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے شریک
وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾	جبکہ تم جانتے ہو۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کی دعوت بیان کر رہی ہیں۔ دعوت کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رب مانو اور اُس کی عبادت کرو یعنی پورے ذوق و شوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اُس کی اطاعت کرو۔ عبادت تمہارا مقصدِ تخلیق ہے اور اِسی کے ذریعہ تم دنیا میں در در کی ٹھوکریں کھانے اور آخرت میں عذاب سے بچ سکتے ہو۔ دعوت کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ تمہارے لیے زمین، آسمان، بارش اور رزق کی نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائی ہیں، لہٰذا اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑی ناانصافی اور احسان فراموشی ہے۔

آیات ۲۳تا۲۵

قرآنِ حکیم کی عظمت

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا	اور اگر تم ہو شک میں اِس (قرآن) کے بارے میں جو ہم نے نازل کیا ہے اپنے بندے (محمدؐ) پر

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪	تو لے آؤ کوئی ایک سورۃ اِس جیسی
وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور بلالو اپنے مددگاروں کو اللہ کے سوا
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٣﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	پھر اگر تم نے ایسا نہیں کیا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا	اور نہ کبھی کر سکو گے
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ	تو بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن ہیں لوگ اور پتھر
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٤﴾	وہ تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔
وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور اے نبیؐ! بشارت دیجئے اُنہیں جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ	کہ اُن کے لیے ایسے باغات (تیار) ہیں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ	جب بھی اُنہیں رزق دیا جائے گا اِن (باغات) میں سے پھلوں والا رزق
قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ	وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں دیا گیا تھا پہلے بھی
وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ	اور اُن کے پاس لایا جائے گا ملتا جلتا رزق
وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ	اور اُن کے لیے وہاں ہوں گی پاکیزہ بیویاں

وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾	اور وہ وہاں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم کی معجزانہ حیثیت کو نمایاں کرنے کے لیے چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہیں شک ہے اِس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے تو اِس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ لے آؤ۔ ساتھ ہی آگاہ کر دیا گیا کہ تم ایسا ہر گز نہ کر سکو گے لہٰذا بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر۔ اِس کے بعد باعمل اہلِ ایمان کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی گئی۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

قرآنِ حکیم سے کون گمراہ ہوتے ہیں؟

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً	بے شک اللہ عار نہیں فرماتا کہ بیان کرے کوئی مثال جو ہو مچھر کی
فَمَا فَوْقَهَا	پھر اُس کی جو اوپر ہے اُس سے (حقیر ہونے میں)
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پس وہ لوگ جو ایمان لائے
فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ	تو وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے اُن کے رب کی طرف سے
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ	پس وہ کہتے ہیں کہ کیا چاہتا ہے اللہ اس سے بطورِ مثال
يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ	گمراہ کرتا ہے اللہ اِس سے بہت سوں کو
وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ	اور ہدایت دیتا ہے اِس سے بہت سوں کو
وَ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ	اور گمراہ نہیں کرتا اِس سے مگر نافرمانوں کو۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠	وہ جو توڑ دیتے ہیں اللہ سے کیے ہوئے عہد کو اُسے پختہ کرنے کے بعد
وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ	اور کاٹ ڈالتے ہیں اُن رشتوں کو، حکم دیا ہے اللہ نے جن کے بارے میں کہ اُنہیں جوڑا جائے
وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ	اور فساد مچاتے ہیں زمین میں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٢٧	یہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

اِن دو آیات میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اِسی قرآن کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ گمراہ صرف اُن فاسقوں کو کرتا ہے جو:

1. اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے توڑ دیں۔
2. قرابت داروں، سلفِ صالحین اور نیک لوگوں کے ساتھ تعلق قائم نہ رکھیں۔
3. اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے پھریں۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

قرآنِ حکیم کا فلسفہ

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ	تم کیسے انکار کرتے ہو اللہ کا
وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا	حالانکہ تم مردہ تھے
فَاَحْيَاكُمْ	تو اُس نے زندہ کیا تمہیں
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ	پھر وہی موت دے گا تمہیں

ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ	پھر وہی (دوبارہ) زندہ کرے گا تمہیں
ثُمَّ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸﴾	پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا	وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھ ہے زمین میں سب کا سب
ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ	پھر اُس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف
فَسَوّٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ	تو اُنہیں ٹھیک ٹھیک بنادیا سات آسمانوں کی شکل میں
ع وَ هُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۹﴾ ع	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیات قرآنِ حکیم کے فلسفہ کا خلاصہ پیش کر رہی ہیں۔اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کے بارے میں ذہنِ انسانی میں پیدا ہونے والے اُن سوالات کا جواب دیا ہے جن سے فلسفہ بحث کرتا ہے۔انسان کی تخلیق کے حوالے سے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہر انسان کی روح کو پیدا کیا اور اُس سے اپنے رب ہونے کا اقرار یعنی عہدِ الست لیا۔ پھر اُسے موت کی نیند سلا دیا۔ پھر زندہ کر کے جسم کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ پھر وہ اُسے دوبارہ موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اپنی بارگاہ میں جوابدہی کے لیے حاضر کرے گا۔اِسی طرح یہ کائنات بھی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔اِسے انسان کے لیے مسخر کر دیا تاکہ وہ اِس سے استفادہ کر سکے۔

آیات ۳۰ تا ۳۴

انسان کی عظمت

وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ	اور (یاد کرو) جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے
اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ	بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ
قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا	وہ کہنے لگے کیا آپ بناتے ہیں (خلیفہ) زمین میں

مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا	اُسے جو فساد مچائے گا اِس میں
وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ	اور بہائے گا خون ؟
وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ	حالانکہ ہم تسبیح کرتے ہیں آپ کی حمد کے ساتھ
وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ	اور پاکی بیان کرتے ہیں آپ کی
قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾	فرمایا اللہ نے بے شک میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے۔
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا	اور اُس نے سکھائے آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام
ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ	پھر پیش کیا اُنہیں فرشتوں کے سامنے
فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ	پھر فرمایا بتاؤ مجھے نام اِن چیزوں کے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾	اگر تم سچے ہو۔
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ	کہا فرشتوں نے (اے اللہ!) پاک ہے آپ ہی کی ذات
لَا عِلْمَ لَنَآ	کوئی علم نہیں ہمارے پاس
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ	سوائے اُس کے جو آپ نے سکھایا ہمیں
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾	بے شک آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمالِ حکمت والے ہیں۔
قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ	فرمایا اللہ نے اے آدمؑ! بتادو اُنہیں اِن چیزوں کے نام
فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ	پھر جب آدمؑ نے بتادیے اُنہیں اِن چیزوں کے نام

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ	فرمایااللہ نے (فرشتوں سے) کیامیں نے نہیں کہاتھاتم سے
اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	بے شک میں جانتاہوں آسمانوںاورزمین کے تمام راز
وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپایا کرتے تھے۔
وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور (یاد کرو) جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدمؑ کو
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ	توسب نے سجدہ کیاسوائے ابلیس کے
اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ	اُس نے انکار کیااور تکبر کیا
وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾	اور ہو گیاکافروں میں سے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافتِ ارضی کا اعلان فرمایاہے۔اللہ تعالیٰ نے اُنہیں صاحبِ علم بنایااور اِسی وجہ سے اُنہیں فرشتوں پر فضیلت دی۔اِس فضیلت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔یہ حکم انسان کی عظمت کے لیے ایک بے مثال دلیل بن گیا۔تمام فرشتوں نے سجدہ کرکے انسان کی عظمت کا اعتراف کیا۔البتہ ابلیس نے (جو کہ جنات میں سے تھا) سجدہ نہ کیا۔اُس نے بڑے تکبر سے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کر دیااور سرکشی کی وجہ سے کافر قرار پایا۔

آیات ۳۵تا۳۷

زمین پر ہونے والے امتحان کا تجربہ

وَ قُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ	اور ہم نے فرمایااے آدمؑ! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں

وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠	اور دونوں کھاؤ اِس سے جتنا چاہو، جہاں سے چاہو
وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	اور نہ قریب جانا اِس درخت کے
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾	ورنہ ہو جاؤ گے ظالموں میں سے۔
فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا	پھر بہکا دیا اُن دونوں کو شیطان نے اُس درخت کے حوالے سے
فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ	پس نکلوا دیا اُن دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے
وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ	اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے
وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ	اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے
وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾	اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقتِ مقررہ تک۔
فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ	پس سیکھ لیے آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات (جن کے ذریعے اُنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی)
فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ	تو اللہ نے توبہ قبول فرما لی اُن کی
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾	بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

یہ آیات اُس آزمائش کا ذکر کر رہی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کو جنت میں گزارا۔ اُن پر ابلیس کی دشمنی واضح ہو گئی جس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے برعکس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر مائل کیا۔ حضرت آدمؑ اپنے کیے پر پشیمان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ

نے اُنہیں وہ کلمات سکھائے جن کے ذریعہ اُنہوں نے اظہارِ ندامت کیا اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و رحمت کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور اُنہیں اپنی رحمتیں عطا کرنے کی بشارت دی۔

آیات ۳۸ تا ۳۹

امتحانِ دنیا میں کون کامیاب ہو گا؟

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا	ہم نے حکم دیا اُتر جاؤ اِس جنت سے سب کے سب
فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى	پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت
فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ	تو جنہوں نے پیروی کی میری ہدایت کی
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۳۸	تو نہیں ہو گا کوئی خوف اُن پر اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	تو وہی جہنم والے ہیں
ع هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۳۹ ع	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ حضرت آدمؑ کو توبہ کی قبولیت کی خوشخبری دینے کے بعد خلافت کے منصب کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیا گیا۔ گویا یہ شبہ غلط ہے کہ حضرت آدمؑ کو جنت سے اتر جانے کا حکم سزا کے طور پر دیا گیا تھا۔ مزید ارشاد ہوا کہ جس طرح ابلیس نے جنت میں حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل سے روکا اِسی طرح وہ زمین پر بھی انسان کو اُس کی نافرمانی کی طرف مائل کرے گا۔ یہ ایک امتحان ہو گا جس میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کی پیروی کریں گے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو جھٹلائیں گے وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے رہیں گے۔

آیات ۴۰ تا ۴۱

بنی اسرائیل کے لیے دعوت

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اے بنی اسرائیل !
اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ	یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے انعام کی تم پر
وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ	اور پورا کرو مجھ سے کیا ہوا عہد
اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ	میں بھی پورا کروں گا تم سے کیا ہوا عہد
وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝۴۰	اور صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو۔
وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ	اور ایمان لاؤ اُس کلام پر جو میں نے نازل کیا ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	وہ تصدیق کرنے والا ہے اُن کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں
وَ لَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪	اور تم نہ ہو جاؤ سب سے پہلے انکار کرنے والے اِس کے
وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۫	اور نہ لو میری آیات کے بدلے معمولی سی قیمت
وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱	اور صرف میری ہی پرہیز گاری اختیار کرو۔

آیت ۴۰ سے بنی اسرائیل سے خطاب کا آغاز ہوا۔ یہ خطاب آیت ۱۲۳ تک جاری رہے گا۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے۔ اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ اِن میں سینکڑوں کے حساب سے نبیؑ اور رسولؑ آئے۔ اب اُن کے لیے امتحان ہوا کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائیں جو حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں سے تھے۔ آیت ۴۰

تا ۴۶ میں بنی اسرائیل کے لیے دعوت کا بیان ہے۔ اُنہیں نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ حکیم پر ایمان لانے میں سبقت لے جانے کی دعوت دی گئی اور اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کا پاس کرنے کا حکم دیا گیا۔ اُنہیں خبردار کیا گیا کہ وہ دنیا کے حقیر مفادات کے عوض اللہ تعالیٰ کی آیات اور اُس سے کیے گئے عہد کا سودا نہ کریں۔ یہاں جس عہد کا ذکر ہے اُس کی تفصیل آیت ۸۳ میں بیان ہو گی۔

آیات ۴۲ تا ۴۶

بنی اسرائیل کے لیے ہدایات

اور مت ملایا کرو حق کو باطل کے ساتھ	وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
اور نہ ہی چھپاؤ حق کو	وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ
جبکہ تم جانتے ہو۔	وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾
اور قائم کیا کرو نماز	وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
اور ادا کیا کرو زکوٰۃ	وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
اور رُکوع کرو رُکوع کرنے والوں کے ساتھ۔	وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾
کیا تم تلقین کرتے ہو لوگوں کو نیکی کی	اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ
اور بھلا دیتے ہو اپنے آپ کو	وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ
حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب!	وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ
تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ	اور مدد لو صبر اور نماز سے
وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور بلاشبہ یہ بھاری ہیں مگر اُن پر (بھاری نہیں) جو عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔
الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ	جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ ملنے والے ہیں اپنے رب سے
وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع	اور وہ اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ع ۵ ۷ ۵

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ حق و باطل کی آمیزش، حق کو چھپانے اور قول و فعل کے تضاد سے منع کیا گیا۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ اگر وہ حق و باطل کے معرکہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے ہیں تو خشوع و خضوع سے نماز ادا کریں اور احکاماتِ خداوندی پر استقامت سے عمل کرتے رہیں۔

آیات ۴۷ تا ۴۸

نجاتِ اُخروی کے لیے جھوٹے سہاروں کی نفی

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اے بنی اسرائیل!
اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ	یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے انعام کی تم پر
وَ اَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾	اور بے شک میں نے فضیلت دی تھی تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا	اور ڈرو اُس دن سے جب کام نہ آ سکے گا کوئی شخص کسی کے کچھ بھی
وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ	اور نہ قبول کی جائے گی اُس سے کوئی سفارش

وَّ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡہَا عَدۡلٌ	اور نہ لیا جائے گا اُس سے کوئی فدیہ
وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی نعمتوں کی یاد دہانی کرائی گئی اور اُن جھوٹے سہاروں کی زور دار نفی کی گئی جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود آخرت میں سزا سے بچنے کی امید رکھتا ہے۔ یہ سہارے شفاعتِ باطلہ، کسی نیک انسان کے ساتھ زبانی کلامی نسبت یا کچھ دے دلا کر جرائم کی سزا سے بچنے کے تصورات ہیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۲

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بنی اسرائیل کی بے وفائی

وَ اِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ	اور یاد کرو جب نجات دی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے
یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ	وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب
یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ	وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو
وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ	اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری عورتوں کو
وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۴۹﴾	اور اِس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی۔
وَ اِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ	اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہارے لیے سمندر کو
فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ	پھر ہم نے بچا لیا تمہیں
وَ اَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ	اور ڈبو دیا فرعونیوں کو

وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾	جبکہ تم دیکھ رہے تھے۔
وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً	اور یاد کرو جب ہم نے وعدہ لیا موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ	پھر بنالیا تم نے بچھڑے کو (معبود) اِس کے بعد
وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾	اور تم ظالم تھے۔
ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	پھر ہم نے در گزر کیا تم سے اِس کے بعد
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾	تا کہ تم شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کوفرعونیوں کے ظلم وستم سے بچایا۔وہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور بچیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو معجزانہ طور پر سمندر میں غرق کردیااور بنی اسرئیل کو صحرائے سینا میں پہنچادیا۔بنی اسرائیل نے اِس احسانِ عظیم کی ناشکری کی اور بچھڑے کی ایک مورت کو معبود بنالیا۔اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں پر مرتد کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔کچھ مرتدین پر حد جاری کی گئی اور باقی کو حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر معاف کردیا گیا۔

آیات ۵۳تا۵۴

مرتد کی سزا قتل

وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ	اور جب ہم نے عطافرمائی موسیٰؑ کو کتاب یعنی (حق اور باطل میں) فرق کرنے والی کسوٹی
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾	تا کہ تم ہدایت حاصل کرو۔
وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ	اور یاد کرو جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے

يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ	اے میری قوم! بے شک تم نے ظلم کیا اپنے آپ پر
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ	اپنے بنا لینے سے بچھڑے کو معبود
فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ	پس توبہ کرو اپنے خالق کے حضور
فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ	اور قتل کرو اپنوں کو (جنہوں نے شرک کیا)
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ	یہ بہتر ہے تمہارے لیے تمہارے خالق کے نزدیک
فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ	پھر وہ نظرِ کرم کرے گا تم پر
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾	بے شک وہی ہے بہت نظرِ کرم کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

شریعت میں مرتد کی سزا ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ ہر شخص اپنے اُس عزیز کو قتل کر دے جس نے بچھڑے کی مورت کی پوجا کر کے مرتد ہونے کا جرم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حد جاری کر کے اُسے راضی کیا جاسکتا ہے اور اُس کی رضا اور رحمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی حدود نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۵ تا ۵۶

بنی اسرائیل کا عجیب مطالبہ

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ	اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! ہم ہر گز نہ مانیں گے تمہاری بات
حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً	یہاں تک کہ ہم دیکھ نہ لیں اللہ کو بالکل سامنے

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۵	پس آ پکڑا تمہیں بجلی کی کڑک نے جبکہ تم دیکھ رہے تھے۔
ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ	پھر ہم نے زندہ کیا تمہیں تمہارے مرنے کے بعد
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۵۶	تاکہ تم شکر ادا کرو۔

جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات کی تعلیمات پیش کیں تو انہوں نے ان تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کے حوالے سے شک کا اظہار کیا۔ ان کو اطمینان دلانے کے لیے آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپؑ قوم کے چند سرداروں کو کوہِ طور پر لے آئیں۔ ہم آپؑ کو اپنا کلام سنائیں گے تو انہیں بھی ہمارے کلام کے بارے میں یقین آجائے گا۔ حضرت موسیٰؑ ستر سرداروں کو کوہِ طور پر لے گئے۔ وہاں جا کر وہ کہنے لگے ہم تو اس وقت یقین کریں گے جب اللہ تعالیٰ کو بالکل سامنے دیکھ لیں۔ اِس طرح سے ضد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔ آسمانی بجلی اور زمینی زلزلہ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے معافی طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں پھر سے زندہ کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں۔

آیات ۵۷ تا ۶۰

بنی اسرائیل پر انعامات اور اُن کی ناشکری

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ	اور ہم نے سایہ کر دیا تم پر بادل کا
وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى	اور اتارا تم پر من و سلویٰ
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ	کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے عطا کی ہیں تمہیں
وَ مَا ظَلَمُوْنَا	اور اُنہوں نے ظلم نہیں کیا ہم پر
وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۵۷	اور لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

اور جب ہم نے حکم دیا داخل ہو جاؤ اِس بستی میں	وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ
پھر کھاؤ اِس میں سے جہاں سے چاہو، جتنا چاہو	فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا
اور داخل ہو دروازہ سے سر جھکائے ہوئے	وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
اور دعا مانگنا بخش دے ہمیں	وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ
ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں	نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ
اور ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔	وَ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (۵۸)
پھر بدل دیا اُن لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا بات کو برخلاف اُس بات کے جو کہی گئی تھی اُن سے	فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ
تو ہم نے نازل کیا اُن لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا	فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
عذاب آسمان سے	رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ
اِس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے۔	بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (۵۹) ع ٢ ع ١٣ ٦
اور یاد کرو جب پانی مانگا موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کے لیے	وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
تو ہم نے فرمایا مارو اپنی لاٹھی سے اِس پتھر کو	فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ
تو پھوٹ نکلے اُس میں سے بارہ چشمے	فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا
پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا گھاٹ	قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ
کھاؤ اور پیو اللہ کے دیے ہوئے رزق سے	كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۰﴾	اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے ہوئے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے کئی احسانات کا بیان ہے۔ صحرائے سینا میں من و سلویٰ کی صورت میں اُنہیں بہترین خوراک فراہم کی گئی۔ بارہ قبائل کے لیے پانی کے بارہ چشمے ایک ہی چٹان سے جاری کر دیے گئے۔ بادلوں کو اُن پر مسلسل سائبان بنا دیا گیا۔ فاتح کی حیثیت سے ایک شہر میں داخل ہونے کا اعزاز عطا کیا گیا۔ بخشش کی دعا مانگنے پر بخشش کی بشارت دی گئی۔ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی اِن نعمتوں کی ناقدری کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر اُنہیں دردناک عذاب سے دوچار کیا۔

آیت ۶۱

ناشکری کی سزا

وَ اِذۡ قُلۡتُمۡ یٰمُوۡسٰی	اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰؑ !
لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ	ہم ہر گز صبر نہیں کریں گے ایک ہی طرح کے کھانے پر
فَادۡعُ لَنَا رَبَّکَ	پس آپؑ دعا کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
یُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ	نکالے ہمارے لیے اُس میں سے جو اگاتی ہے زمین
مِنۡۢ بَقۡلِہَا وَ قِثَّآئِہَا وَ فُوۡمِہَا وَ عَدَسِہَا وَ بَصَلِہَا ؕ	ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز میں سے
قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ	موسیٰؑ نے کہا کیا تم لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اُس کے بدلے میں جو عمدہ ہے
اِہۡبِطُوۡا مِصۡرًا	جاؤ آباد ہو جاؤ کسی شہر میں
فَاِنَّ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ	پھر بے شک تمہارے لیے ہوگا وہ جو تم نے مانگا
وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ وَ الۡمَسۡکَنَۃُ	اور مسلط کر دی گئی اُن پر ذلت اور محتاجی

وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ	اور وہ لوٹے ایک غضب کے ساتھ اللہ کی طرف سے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	یہ اِس لیے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ کی آیات کا
وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ	اور قتل کرتے تھے انبیاءؑ کو ناحق
ع ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾	یہ اِس لیے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔

بنی اسرائیل نے ناشکری کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ ہم من وسلویٰ کھا کھا کر اکتا چکے ہیں۔ ہمیں تو ایسی غذائیں پسند ہیں جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کا نزول ختم کر دیا اور اُنہیں کہا کہ کھیتی باڑی کر کے زمین سے اپنی پسندیدہ غذا حاصل کر لو۔ وہ محنت و مشقت کے عادی نہ رہے تھے لہٰذا شدید محتاجی اور غذا کی قلّت سے دوچار ہوئے۔ پھر مسلسل اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی، انبیاءؑ کے ناحق قتل اور دیگر زیادتیوں کی وجہ سے اُنہیں اللہ تعالیٰ کے غضب اور در در کی ٹھوکریں کھانے کی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

آیت ۶۲

کسی گروہ سے نسبت آخرت میں نجات کے لیے کافی نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے (یعنی مسلمان)
وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا	اور وہ جو یہودی ہوئے
وَ النَّصٰرٰى	اور جو عیسائی ہیں
وَ الصّٰبِـِٕيْنَ	اور جو صابی ہیں
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا
فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ	تو ایسے لوگوں کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے ہاں
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	اور نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اِس آیت میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ایک مسلمان اور تین کافر گروہ۔اِن میں سے ہر گروہ اپنے اپنے رسولؑ کے زمانے میں حق پر تھا۔اب یہ سعادت صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔البتہ محض کسی گروہ میں شامل ہونا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ اُن کے گروہ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص رشتہ ہے جو دوسرے انسانوں سے نہیں ہے۔لہٰذا جو اُن کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے وہ خواہ اعمال اور عقائد کے لحاظ سے کیسا ہی ہو، بہر حال نجات اُس کے لیے مقدر ہے،اور باقی تمام انسان جو اُن کے گروہ سے باہر ہیں وہ صرف جہنم کا ایندھن بننے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔اس آیت میں یہودیوں کے اس باطل دعوے کی تردید کی گئی ہے۔انہیں آگاہ کیا گیا کہ کسی رسولؑ یا گروہ سے نسبت آخرت میں انسان کی نجات کے لیے کافی نہیں۔جہنم سے نجات اُسی کو ملے گی جو خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے اچھے اعمال کرے گا۔

آیات ۶۳ تا ۶۴

بنی اسرائیل کی عہد شکنی

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ وعدہ
وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ	اور بلند کیا تم پر طور پہاڑ کو
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ	(اور حکم دیا) پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے

وَّاذۡكُرُوۡا مَا فِيۡهِ	اور یاد رکھو جو کچھ اِس میں ہے
لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۶۳﴾	تاکہ تم بچ سکو اللہ کی نافرمانی سے۔
ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ	پھر منہ موڑ لیا تم نے پختہ وعدہ کرنے کے بعد
فَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ	تو اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
لَكُنۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۶۴﴾	تم یقیناً ہو جاتے خسارہ پانے والوں میں سے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے۔جب حضرت موسیٰ نے اُنہیں شریعت کے احکامات سنائے اور اُن پر عمل کے حوالے سے عہد کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ انکار کرنے لگے۔ایسے میں اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو زمین سے اٹھا کر فضا میں سائبان کی طرح اُن کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل ڈرنے لگے کہ شاید یہ پہاڑ اُن پر گر جائے گا۔اِس کیفیت میں اب اُنہوں نے شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا۔اِس عہد کی تفصیلات سورۃ البقرۃ آیات ۸۳اور ۸۴ میں بیان ہوئی ہیں۔اُنہیں حکم دیا گیا کہ اِس عہد کی تعلیمات کو یاد رکھنا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رہ سکو۔بنی اسرائیل کی بد نصیبی کہ اُن کی اکثریت اِس عہد کی خلاف ورزی کرتی رہی۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

بنی اسرائیل کے لیے عبرتناک سزا

وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ الَّذِيۡنَ اعۡتَدَوۡا مِنۡكُمۡ فِى السَّبۡتِ	اور تم خوب جانتے ہو اُنہیں جنہوں نے نافرمانی کی تھی تم میں سے سبت کے قانون کی
فَقُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـئِيۡنَ ۚ﴿۶۵﴾	تو ہم نے حکم دیا اُنہیں کہ بن جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے۔
فَجَعَلۡنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهَا	پس ہم نے بنا دیا اِس سزا کو عبرت اُن کے لیے جو اس

	کے سامنے وہاں تھے
وَ مَا خَلۡفَهَا	اور جو اُس کے بعد آنے والے تھے
وَ مَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۶۶﴾	اور نصیحت پر ہیز گاروں کے لیے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کو اُن کی سبت کے قانون کی نافرمانی اور اِس پر بندر بنائے جانے کی سزا کا واقعہ یاد دلایا گیا۔اِس سزا کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اُس دور بلکہ رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا۔سبت والوں کی داستان سورۂ اعراف کی آیات ۱۶۳تا۱۶۶ میں بیان کی گئی ہے۔

آیات ۶۷تا۷۱

اللہ تعالیٰ کے حکم پر بے چون وچراں عمل کرو

وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖۤ	اور یاد کرو جب کہا موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے
اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَةً	بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں کہ ذبح کرو ایک گائے
قَالُوۡٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ	اُنھوں نے کہا کیا آپؑ کر رہے ہیں ہم سے مذاق ؟
قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۶۷﴾	موسیٰ ؑ نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی کہ میں (مذاق کرکے) ہو جاؤں جاہلوں میں سے۔
قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُبَيِّنۡ لَّنَا مَا هِىَ	وہ واضح کرے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے) ؟
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوۡلُ	موسیٰ ؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ	بے شک وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ بچھیا
عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ	اوسط عمر کی ہے اِن کے درمیان
فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾	تو کرو جو تمہیں حکم دیا جارہا ہے۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ	وہ واضح کرے ہمارے لیے کہ کیسا ہے اُس کا رنگ ؟
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ	موسیٰ ؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے
اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ	بے شک وہ زرد رنگ کی گائے ہے
فَاقِعٌ لَّوْنُهَا	گہرا ہے اُس کا رنگ
تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾	بھلی لگتی ہے دیکھنے والوں کو۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ	کہنے لگے درخواست کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ	وہ واضح کردے ہمارے لیے کیا ہے وہ (گائے)؟
اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا	بے شک گائیں ملتی جلتی ہیں ہمارے لیے
وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾	اور بے شک ہم اگر چاہا اللہ نے تو ضرور ہدایت پانے والے ہوں گے۔
قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ	موسیٰ ؑ نے کہا بلاشبہ وہ فرماتا ہے
اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ	بے شک وہ گائے ہے جو سدھائی ہوئی نہیں ہے کہ

	جو تتی ہو زمین کو
وَ لَا تَسۡقِى الۡحَـرۡثَ ۚ	اور نہ ہی پانی دیتی ہے کھیتی کو
مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيۡهَا	وہ بالکل سالم ہے اور کوئی عیب نہیں اُس میں
قَالُوا الۡـئٰنَ جِئۡتَ بِالۡحَـقِّ ؕ	کہنے لگے اب آپؑ لائے ہیں صحیح بات
فَذَبَحُوۡهَا	پھر اُنہوں نے ذبح کر دیا متعین گائے کو
وَمَا كَادُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ۝۷۱ ع	اور وہ لگتے نہ تھے ایسا کرتے۔

ع ۸ ۱۰ ۸

اِن آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اُنہوں نے حکم پر عمل کرنے کے بجائے حضرت موسیٰؑ سے گائے کے بارے میں طرح طرح کے سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔ اِن سوالات کے نتیجے میں اُن کے لیے لازم کر دیا گیا کہ وہ ایسی گائے ذبح کریں جس کو اُنہوں نے تقدس کا درجہ دیا ہوا تھا۔ اِس واقعہ کے بیان سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے آجائے تو فوراً اِس کی تعمیل کرنی چاہیے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ تعالیٰ کی نشانی

وَاِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا	اور یاد کرو جب تم نے قتل کیا ایک شخص کو
فَادّٰرَءۡتُمۡ فِيۡهَا	پھر تم باہم جھگڑنے لگے اُس کے بارے میں
وَاللّٰهُ مُخۡرِجٌ مَّا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ۝۷۲ ج	اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔
فَقُلۡنَا اضۡرِبُوۡهُ بِبَعۡضِهَا	تو ہم نے فرمایا کہ مارو اِس مقتول کو گائے کے کسی ٹکڑے سے

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ	یوں زندہ کرتا ہے اللہ مردوں کو
وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ	اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾	تاکہ تم سمجھو۔
ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	پھر سخت ہوگئے تمہارے دل اِس کے بعد
فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً	پھر وہ ہیں پتھر کی طرح یا اِس سے بھی زیادہ ہیں سختی میں
وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ	اور بے شک پتھروں میں سے یقیناً ایسے ہوتے ہیں کہ بہہ نکلتی ہیں جن سے نہریں
وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ	اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایسے بھی ہیں جو پھٹتے ہیں تو نکلنے لگتا ہے اُن سے پانی۔
وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ	اور بے شک اُن میں سے یقیناً ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے خوف سے۔
وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔

اِن آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے کہ جب بنی اسرائیل میں سے کسی نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ جرم کا اعتراف کرنے کے لیے کوئی تیار نہ تھا۔ مجرم کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارو۔ مقتول زندہ ہوا اور اُس نے اپنے قاتل کی نشاندہی کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھی لیکن یہ معجزہ اور کئی سابقہ معجزات دیکھنے کے باوجود اسرائیلیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہ ہوا۔ بلکہ اپنے جرائم کی بے نقابی پر وہ ضد میں آگئے اور اُن کے دل سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

جان بوجھ کر کلامِ الٰہی میں تحریف

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا لَکُمۡ	(اے مسلمانو!) کیا تم یہ اُمید رکھتے ہو کہ وہ (یعنی یہودی) مان لیں گے تمہاری بات
وَ قَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡھُمۡ	حالانکہ یقیناً ایک گروہ اُن میں سے ہے (ایسے لوگوں کا)
یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰہِ	جو سنتے ہیں اللہ کا کلام
ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَہٗ	پھر بدل دیتے ہیں اُسے
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡہُ	اِس کے بعد کہ سمجھ لیتے ہیں اُسے
وَ ھُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾	جبکہ وہ جانتے ہیں۔
وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اور جب وہ ملتے ہیں اُن سے جو ایمان لائے
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ	کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں
وَ اِذَا خَلَا بَعۡضُھُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ	اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کے پاس
قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَھُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ	کہتے ہیں کیا تم بتاتے ہو مسلمانوں کو وہ باتیں جو واضح کی ہیں اللہ نے تم پر
لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِہٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ ؕ	تاکہ وہ جھگڑا کریں تم سے اُن کے ساتھ تمہارے رب کے پاس

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾	تو کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟
اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ	اور کیا وہ نہیں جانتے
اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾	کہ اللہ جانتا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

مدینہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کو امید تھی کہ یہودی نبی اکرم ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لے آئیں گے کیونکہ وہ نبوت اور آسمانی کتابوں سے پہلے ہی آشنا ہیں۔ اِن آیات میں آگاہ کیا گیا یہودیوں کے حوالے سے کوئی خوش گمانی مت رکھو۔ وہ جان بوجھ کر حق میں تحریف کرتے ہیں اور اُسے چھپاتے ہیں۔ اگر اُن میں سے کوئی حق کو ظاہر کر دے تو اُس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر پوشیدہ بات سے بھی واقف ہے لہٰذا کسی کے حق چھپانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ حق کو غالب کر کے رہے گا۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

بنی اسرائیل کے عوام اور علماء کا حال

وَ مِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ	اور اُن میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو سوائے جھوٹی اُمیدوں کے
وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾	اور نہیں ہیں وہ اِس کے سوا کہ بس گمان ہی کرتے ہیں۔
فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ۗ	پس ہلاکت ہے اُن کے لیے جو لکھتے ہیں فتویٰ اپنے ہاتھوں سے
ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	پھر کہتے ہیں یہ فتویٰ اللہ کی طرف سے ہے
لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ	تاکہ حاصل کر لیں اِس کے عوض تھوڑی سی قیمت

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ	سو ہلاکت ہے اُن کے لیے اُس کی وجہ سے جو لکھا اُن کے ہاتھوں نے
وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾	اور ہلاکت ہے اُن کے لیے اُس کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے عوام کتاب و شریعت کے احکام سے ناواقف تھے۔ اپنی خواہشات ہی کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے تھے اور اُن کے تصورات خیالی باتوں پر مشتمل تھے۔ اُن کے علماء کا حال یہ تھا کہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق من گھڑت فتوے دے کر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے اور اِس سے دنیا کماتے تھے۔ اُن کے لیے دوگنا عذاب ہوگا۔ ناجائز طریقے سے دنیا کمانے کی بنا پر اور اُس گمراہی کے سبب سے جو غلط فتویٰ کی وجہ سے پھیلی۔

آیات ۸۰ تا ۸۲

بنی اسرائیل کی جھوٹی امید

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ	اور اُنہوں نے کہا ہر گز نہ چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ سوائے گنتی کے چند دن
قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا	اے نبیؐ! پوچھیے کیا تم نے لے رکھا ہے اللہ سے کوئی عہد
فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ	پھر ہر گز خلاف ورزی نہیں کرے گا اللہ اپنے عہد کی
اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾	یا تم کہتے ہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے۔
بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً	کیوں نہیں! جس نے کمائی ایک بڑی برائی
وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗـــــَٔــتُهٗ	اور گھیر لیا اُسے اُس کی برائی نے
فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	تو وہی جہنم والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	وہی جنت والے ہیں۔
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

ع ۱۱

بنی اسرائیل دعویٰ کرتے تھے کہ اسرائیلی اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب لوگ ہیں جنہیں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا سوائے چند روز کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ہمارا ضابطہ تو یہ ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک بھی کبیرہ گناہ کیا اور اُس گناہ سے توبہ کرنے سے محروم رہا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔ جنت میں وہی جائے گا جو ایمان اور عمل کی دولت لے کر آئے گا۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ سے عہد اور عہد شکنی

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تھا پختہ عہد بنی اسرائیل سے
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۗ	تم عبادت نہیں کروگے مگر اللہ ہی کی
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا
وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ	اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے بھی
وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا	اور کہنا لوگوں سے اچھی باتیں
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور قائم کرنا نماز اور دیتے رہنا زکوۃ

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ	پھر تم پھر گئے (اِس عہد سے) سوائے چند کے تم میں سے
وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾	اور تم ہو ہی عہد سے پھرنے والے۔
وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد
لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ	تم نہیں بہاؤ گے اپنوں کا خون
وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ	اور نہیں نکالو گے اپنوں کو اُن کے گھروں سے
ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾	پھر تم نے عہد قبول کیا اور تم اِس کی گواہی دیتے ہو۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل سے لیے گئے عہد کی تفصیل بیان کی گئی۔اِس عہد کی رُو سے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے، والدین، قرابت داروں اور محتاجوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے، تمام لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی نصیحت کی گئی۔ آپس میں ایک دوسرے کو گھروں سے بے دخل کرنے اور باہمی خون ریزی سے منع کیا گیا۔ بنی اسرائیل کی اکثریت نے عہد شکنی کی اور اللہ تعالیٰ نے اِس جرم پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

آیات ۸۵ تا ۸۶

شریعت پر جزوی عمل کی سزا

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ	پھر یہ تم ہی تو ہو جو قتل کرتے ہو اپنوں کو
وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ	اور نکالتے ہو ایک گروہ کو اپنوں میں سے اُن کے گھروں سے
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ	چڑھائی کرتے ہو اُن پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ
وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى	اور اگر وہ آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر

تُفٰدُوۡهُمۡ	تو تم فدیہ ادا کرتے ہو اُن کا
وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيۡكُمۡ اِخۡرَاجُهُمۡ ؕ	حالانکہ حرام کیا گیا تھا تم پر اُن کا نکالنا
اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَ تَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ	تو کیا تم مانتے ہو کتاب کے کچھ حصہ کو اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا
فَمَا جَزَآءُ مَنۡ يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ	تو کیا بدلہ ہے اُس کا جو یہ کرے تم میں سے
اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	سوائے اِس کے کہ رُسوائی دُنیا کی زندگی میں
وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ	اور روزِ قیامت وہ لوٹائے جائیں گے سخت عذاب کی طرف
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ	یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے خرید لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلہ میں
فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ	تو ہلکا نہیں کیا جائے گا اُن پر سے عذاب
وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۸۶﴾ ع	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِن آیات میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ شریعت کے بعض احکامات پر عمل کرتے ہیں اور بعض احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کی نہیں بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی اطاعت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا اُنہیں دنیا میں رسوا کیا اور آخرت میں شدید عذاب کی وعید سنائی۔ مزید فرمایا کہ اِس روش کی وجہ، اِس عارضی دنیا کی لذت کو آخرت کی دائمی لذات پر ترجیح دینا ہے۔ آج ہم مسلمانوں کی دنیا میں ذلت و رسوائی کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم شریعت کے بعض احکامات پر عمل کر رہے ہیں اور اکثر احکامات پر عمل سے گریز کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۷ تا ۸۸

یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب
وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ	اور ہم نے پے در پے بھیجے اُن کے پیچھے رسولؑ
وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ	اور ہم نے دیں عیسیٰؑ بن مریم کو روشن نشانیاں
وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ	اور ہم نے مدد کی اُن کی پاکیزہ روح کے ذریعہ
اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ	تو کیا جب کبھی آئے تمہارے پاس کوئی رسولؑ وہ حکم لے کر جو پسند نہ کیا تمہارے جیوں نے، تم نے تکبر کیا
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ	تو ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا
وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝۸۷	اور ایک گروہ کو تم قتل کرتے رہے۔
وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ	اور یہودیوں نے کہا ہمارے دل غلاف میں ہیں
بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ	بلکہ لعنت کی اُن پر اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے
فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸	پس بہت کم ہی وہ ایمان لاتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت مسلسل برستی رہی اور وہ اُن میں پے در پے انبیاءؑ بھیجتا رہا۔ اُنھوں نے نفسانی خواہشات کو انبیاءؑ کی تعلیمات پر ترجیح دی۔ کئی انبیاءؑ کو جھٹلایا اور کئی کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے جواب میں کہتے تھے کہ ہمارے دل

غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کی دعوت ہمارے دلوں میں داخل ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کے دلوں پر غلاف نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے جس کی وجہ سے اُن کے دلوں پر مہر ہے اور وہ حق قبول کرنے سے محروم ہیں۔

آیات ۸۹ تا ۹۱

بنی اسرائیل کا نبی اکرم ﷺ سے حسد

وَ لَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ	اور جب آئی اُن کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ	تصدیق کرنے والی ہے اُن (کتابوں) کی جو اُن کے پاس ہیں
وَ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚۖ	اور وہ اِس سے پہلے فتح مانگا کرتے تھے اُن لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا
فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ	تو جب آئے اُن کے پاس وہ نبیؐ جنہیں اُنہوں نے پہچان لیا، تو اُنہوں نے انکار کیا اُن کا
فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾	سو لعنت ہے اللہ کی انکار کرنے والوں پر۔
بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ	بری ہے وہ چیز، اُنہوں نے سودا کیا جس کے بدلہ اپنی جانوں کا
اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ	کہ وہ کفر کریں اُس کا جو نازل فرمایا اللہ نے
بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ	اِس ضد سے کہ نازل کرتا ہے اللہ (وحی) اپنے فضل سے
عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ۚ	جس پر وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ	پس وہ لوٹے غضب پر غضب لے کر

وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۹۰﴾	اور کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔
وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے
اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ	ایمان لاؤ اُس پر جسے نازل کیا ہے اللہ نے
قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا	وہ کہتے ہیں ہم ایمان رکھتے ہیں اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر
وَ یَکۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَہٗ ٭	اور وہ انکار کرتے ہیں اُس کا جو اُس کے علاوہ ہے
وَ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَہُمۡ	حالانکہ وہ حق ہے تصدیق کرنے والا اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں
قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِیَآءَ اللّٰہِ مِنۡ قَبۡلُ	اے نبیؐ! پوچھیے پھر تم کیوں قتل کرتے تھے اللہ کے نبیوںؑ کو اِس سے پہلے
اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۹۱﴾	اگر تم مومن تھے۔

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ بنی اسرائیل اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔وہ تو آخری نبی ﷺ کی آمد کے منتظر تھے اور اُن کی آمد پر اپنے لیے عروج حاصل کرنے کا دعویٰ کررہے تھے۔اب وہ محض حسد کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لا رہے۔اُنہیں جلن ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق بنی اسرائیل سے کیوں نہیں۔بلاشبہ حسد اور تعصب انسان کو حق قبول کرنے سے محروم کردیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے حسد اور تعصب سے محفوظ فرمائے۔آمین!

آیات ۹۲ تا ۹۳

بنی اسرائیل کے جرائم

وَ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ مُّوۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ	اور یقیناً لائے تھے تمہارے پاس موسیٰؑ روشن دلیلیں

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ	پھر تم نے بنا لیا بچھڑے کو (معبود) اِس کے بعد
وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾	اور تم ظالم تھے۔
وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ	اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ عہد
وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ	اور بلند کیا تم پر طور پہاڑ کو
خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا	(اور حکم دیا) پکڑ لو جو کچھ ہم نے دیا ہے تمہیں مضبوطی سے اور سنو
قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ۗ	اُنہوں نے کہا ہم نے سنا اور نہیں مانا
وَ اُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ	اور پلا دی گئی تھی اُن کے دلوں میں بچھڑے کی محبت اُن کے کفر کی وجہ سے
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ	فرمائیے: بری ہے وہ چیز، حکم دیتا ہے تمہیں جس کا تمہارا ایمان
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾	اگر تم مومن ہو۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے تین جرائم بیان کیے گئے ہیں:

i- اُنہوں نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے کئی معجزے دیکھے لیکن پھر بھی بچھڑے کی ایک مورت کو معبود بنالیا۔

ii- زبان مڑور کر "اَطَعْنَا" (ہم نے مان لیا) کے بجائے "عَصَيْنَا" (ہم نے نافرمانی کی) کہتے تھے۔

iii- اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے اُسے توڑ دیتے تھے۔

یہودیوں کو شرم دلائی گئی کہ تم اپنی کتاب تورات پر ایمان رکھنے کا دعوٰی تو کرتے ہو لیکن کردار ایسا شرمناک رکھتے ہو جو ایمان کے بالکل منافی ہے۔ایمان کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ انسان مشرکانہ اعمال و عقائد کو یکسر چھوڑ کر نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف سبقت کرے۔ مگر تمہارا یہ ایمان کس قسم کا ایمان ہے جو مشرکانہ افعال' بدعہدیوں اور نافرمانیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ تمہارے اسلاف بھی یہی کچھ کرتے رہے اور تم بھی اُنہی کی روش پر چل رہے ہو۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

اللہ تعالٰی کے محبوب ہو تو موت کی آرزو کرو!

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر تمہارے لیے ہی ہے آخرت کا گھر اللہ کے ہاں
خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ	بالکل خاص دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر
فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۴﴾	تو آرزو کرو موت کی اگر تم سچے ہو۔
وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ	اور وہ ہر گز تمنا نہ کریں گے اِس کی کبھی بھی اُن بداعمالیوں کی وجہ سے جو آگے بھیجی ہیں اُن کے ہاتھوں نے
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۹۵﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔
وَلَتَجِدَنَّهُمۡ اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ	اور آپؐ یقیناً پائیں گے اُنہیں سب لوگوں سے زیادہ ہوس رکھنے والے زندگی کی
وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۚ	اور اُن سے بھی زیادہ جنہوں نے شرک کیا
يَوَدُّ اَحَدُهُمۡ لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ	چاہتا ہے اُن میں سے ہر فرد کہ اُسے زندگی دی جائے ہزار برس کی

وَ مَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ اَنۡ يُّعَمَّرَ	اور وہ نہیں ہے بچانے والا اُسے عذاب سے کہ وہ لمبی عمر دیا جائے
وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ ع	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔

یہ آیات بنی اسرائیل کو اللہ تعالی کے ساتھ اپنے تعلق کو جانچنے کا ایک معیار دے رہی ہیں۔ارشاد ہوا کہ اگر تم واقعی اللہ تعالی کے محبوب ہو اور آخرت میں تمہیں اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا تو موت کی تمنا کرو تاکہ جلد از جلد اپنے محبوب یعنی خالقِ حقیقی سے جاملو۔فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے کبھی بھی موت کی خواہش نہ کریں گے۔اُن کی ساری بداعمالیوں کا سبب یہ ہے کہ وہ دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں۔وہ مرنا نہیں چاہتے بلکہ اُن میں سے ہر شخص ہزار برس تک جینے کا آرزو مند ہے۔البتہ لمبی زندگی کی آرزو اُنہیں اللہ تعالی کے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔آج ہم بھی اپنا محاسبہ کریں کہ کیا اپنے اعمال کی بنیاد پر ہم اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہونے اور جوابدہی کے لیے تیار ہیں؟

آیات ۹۷تا۱۰۱

بنی اسرائیل کا حضرت جبرائیلؑ پر بُہتان

قُلۡ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِيۡلَ	اے نبیؐ! فرمایئے جو ہو دُشمن جبریلؑ کا
فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ	تو بے شک اُنہوں نے تو نازل کیا ہے قرآن آپؐ کے دل پر اللہ کے حکم سے
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ	(یہ) تصدیق کرنے والا ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے ہیں
وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۷﴾	اور ہدایت اور خوشخبری ہے مومنوں کے لیے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ	جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوںؑ اور جبریلؑ اور میکائیلؑ کا
فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾	تو بے شک اللہ بھی دشمن ہے (اِن) کافروں کا۔
وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ	اور یقیناً ہم نے نازل کی ہیں آپؐ کی طرف واضح آیات
وَ مَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾	اور نہیں انکار کرتے اِن کا لیکن نافرمان۔
اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا	اور کیا جب کبھی اُنہوں نے عہد کیا کسی وعدہ کا،
نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ	تو توڑ ڈالا اُسے کسی ایک گروہ نے اُن میں سے؟
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾	بلکہ اُن میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔
وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اور جب آئے اُن کے پاس رسولؐ اللہ کی طرف سے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ	تصدیق کرنے والے ہیں اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں
نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ	پھینک دیا ایک گروہ نے اُن میں سے جنہیں دی گئی تھی کتاب
كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ	اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے
كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾	جیسے وہ جانتے ہی نہیں۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے اِس بہتان کی نفی کی گئی کہ حضرت جبرائیلؑ نے بنی اسرائیل کی دشمنی میں وحی کا نزول بنی اسمٰعیل کے فرزند حضرت محمد ﷺ پر کر دیا۔ حضرت جبرائیلؑ وحی کا نزول اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے تھے اور جو اُن پر بہتان لگائے گا تو

ایسے جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا۔ بنی اسرائیل پر حق واضح ہو چکا ہے اور وہ اپنی بے عملی کا جواز پیش کرنے کے لیے یہ بہتان طرازی کر رہے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۳

جادو کا عمل کفر ہے

وَ اتَّبَعُوۡا مَا تَتۡلُوا الشَّیٰطِیۡنُ عَلٰی مُلۡکِ سُلَیۡمٰنَ ۚ	اور اُنھوں نے پیروی کی اُس کی جو پڑھتے پڑھاتے تھے شیاطین سلیمانؑ کے عہدِ حکومت میں
وَ مَا کَفَرَ سُلَیۡمٰنُ	اور سلیمانؑ نے کفر (یعنی جادو) نہیں کیا
وَ لٰکِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ کَفَرُوۡا	اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا
یُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ	وہ سکھایا کرتے تھے لوگوں کو جادو
وَ مَاۤ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ بِبَابِلَ ہَارُوۡتَ وَ مَارُوۡتَ	وہ (جادو) جو اتارا گیا تھا دو فرشتوں پر بابل شہر میں یعنی ہاروت اور ماروت پر
وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنۡ اَحَدٍ	اور وہ جادو نہیں سکھاتے تھے کسی کو
حَتّٰی یَقُوۡلَاۤ	یہاں تک کہ کہہ دیتے تھے
اِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَۃٌ فَلَا تَکۡفُرۡ ؕ	بے شک ہم تو ہیں ہی آزمائش، پس تم کفر نہ کرو (جادو سیکھ کر)
فَیَتَعَلَّمُوۡنَ مِنۡہُمَا مَا یُفَرِّقُوۡنَ بِہٖ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَ	پھر لوگ سیکھتے تھے اُن سے ایسا جادو کہ جدائی ڈال دیتے تھے اُس کے ذریعہ ایک شخص اور اُس کی بیوی کے درمیان

زَوْجِهٖ ؕ	
وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	اور وہ نہیں تھے نقصان پہنچانے والے اُس جادو کے ذریعہ کسی کو مگر اللہ کے حکم سے
وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ	اور وہ سیکھتے تھے ایسی چیز جو نقصان پہنچاتی تھی اُنہیں
وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ	اور فائدہ نہیں دیتی تھی اُنہیں
وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ	اور بلاشبہ وہ جانتے تھے کہ یقیناً جس نے اختیار کیا جادو
مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ	نہیں ہے اُس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ
وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ	اور یقیناً بُری ہے وہ چیز اُنہوں نے سودا کیا جس کے عوض اپنی جانوں کا
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾	کاش کہ وہ جان لیتے۔
وَ لَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا	اور اگر وہ ایمان لاتے اور بچتے اللہ کی نافرمانی سے
لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ	تو یقیناً بدلہ اللہ کے ہاں کا بہت اچھا ہوتا
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع	کاش کہ وہ جان لیتے۔

ع ۱۲ ۷ ۱۲

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بجائے جادو سیکھنے اور سکھانے میں دلچسپی لیتے تھے۔ جادو کا علم شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر لوگوں کی آزمائش کے لیے اتارا گیا۔ یہ فرشتے خبر دار کر دیتے تھے کہ اِس علم کا سیکھنا کفر ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ جادو ایسے لوگ سیکھتے تھے جو ایک مرد اور اُس کی بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے۔ خاندان کو

تباہ کرنا شیطانی قوتوں کا خاص مشن ہے۔یہ بھی بتایا گیا کہ جادو کا اثر اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔جو شخص بھی جادو سیکھتا اور دوسروں کے خلاف اُسے عمل میں لاتا ہے،وہ آخرت کی کامیابی سے محروم ہو جاتا ہے۔

آیات ۱۰۴ تا ۱۰۵

گستاخانِ رسول کے لیے دردناک عذاب ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا	(نبیؐ سے کچھ پوچھتے وقت) مت کہا کرو ''راعِنا''
وَ قُوۡلُوا انۡظُرۡنَا	اور کہو ''اُنظرنا''
وَ اسۡمَعُوۡا	اور سُنا کرو
وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۰۴﴾	اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔
مَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ	نہیں پسند کرتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہلِ کتاب میں سے
وَ لَا الۡمُشۡرِکِیۡنَ	اور نہ ہی مشرکین
اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ	کہ نازل کی جائے تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے
وَ اللّٰهُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ	اور اللہ خاص فرمالیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۰۵﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

صحابہ کرامؓ کسی مجلس کے دوران نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال پوچھنے کے لیے یا کسی ارشاد کو دوبارہ سننے کے لیے رَاعِنَا (ہماری رعایت کیجیے) کہہ کر آپ ﷺ کو متوجہ کرتے۔ اگر یہود کبھی آپ ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو رَاعِنَا کہنے کے بجائے گستاخی کرتے ہوئے رَاعِیۡنَا (ہمارے چرواہے) کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ رَاعِنَا کے بجائے اُنۡظُرۡنَا (ہم پر نظرِ عنایت کیجیے) کہا کریں۔ البتہ خبردار کیا گیا کہ گستاخانِ رسول ﷺ کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایسے بدباطن لوگ صرف رسول ﷺ ہی کے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو کوئی بھلائی ملے لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے فضل میں سے نوازتا رہے گا اور اُن کے دشمن صدمات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

اللہ تعالیٰ جس حکم کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ	جو ہم منسوخ کر دیتے ہیں کوئی آیت
اَوۡ نُنۡسِهَا	یا فراموش کرا دیتے ہیں اُسے
نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا	تو لاتے ہیں بہتر اِس سے یا اِس جیسی
اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۰۶﴾	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۰۷﴾	اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔
اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ	کیا تم چاہتے ہو کہ پوچھو اپنے رسولؐ سے (ایسے سوال)

كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ	جیسے پوچھے گئے تھے موسیٰؑ سے اِس سے پہلے
وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ	اور جس نے کفر اختیار کر لیا ایمان کے بدلہ میں
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾	تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھے راستے سے۔

اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتابوں کو جن میں جزوی اور عبوری دور کے لیے ہدایت تھی، منسوخ کر کے کامل ہدایت قرآنِ حکیم کی صورت میں نازل فرمائی۔اِسی طرح قرآنِ حکیم میں بندوں کی سہولت کے لیے پہلے ایک آسان حکم دیا۔جب وہ اُس پر عمل کے عادی ہو گئے تو پھر پہلے حکم کو منسوخ کر کے نسبتاً مشکل حکم دے دیا۔اہلِ کتاب نے اعتراض کیا کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کسی آیت یا کتاب کو منسوخ کر کے دوسری آیت یا کتاب نازل کر دے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بادشاہِ حقیقی ہے۔وہ جب چاہتا ہے اپنے کسی فرمان کو منسوخ کر دیتا ہے یا تبدیل کر دیتا ہے۔مسلمانوں کو خبردار کیا گیا کہ وہ قومِ موسیٰؑ کی طرح اپنے نبی ﷺ سے فرضی یا غیر ضروری سوالات نہ کریں۔ایسا نہ ہو کہ اِس وجہ سے اُن کا ایمان ہی ختم ہو جائے اور وہ کفر کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۰

اہلِ کتاب کا مسلمانوں سے حسد

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	چاہتے ہیں بہت سے اہلِ کتاب
لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا	کاش وہ پھیر دیں تمھیں تمہارے ایمان کے بعد پھر کفر کی حالت میں
حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ	حسد کی وجہ سے جو اُن کے جیوں میں ہے
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ	اِس کے بعد کہ جو واضح ہو چکا ہے اُن کے لیے حق

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا	پس (اے مسلمانو!) در گزر کرو اور نظر انداز کرو
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ	یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا فیصلہ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کرو نماز
وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور ادا کرو زکوۃ
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ	اور جو تم آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی میں سے
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ	تم پاؤ گے اُسے اللہ کے پاس
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾	بے شک اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب کی اکثریت تمہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے کافر بنانا چاہتی ہے۔اُن پر حق واضح ہو چکا ہے لیکن وہ حسد اور دشمنی میں تمہیں اِسی طرح گمراہ کرنا چاہتے ہیں جیسے خود گمراہ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ فی الحال اُنہیں نظر انداز کریں جب تک اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں فرماتا۔ نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور خوب نیکیاں کر کے اپنے لیے توشۂ آخرت میں اضافہ کرتے رہیں۔

آیات ۱۱۱ تا ۱۱۳

گمراہی پر مبنی خوش کن خواہشات

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى	اور اُنہوں نے کہا ہر گز نہیں داخل ہو گا جنت میں (کوئی بھی) سوائے اُس کے جو یہودی ہو یا عیسائی

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ	یہ اُن کی خوش کن خواہشات ہیں	
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے لاؤ اپنی دلیل	
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾	اگر تم سچے ہو۔	
بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ	کیوں نہیں! جس نے بھی جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے	
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیکی کرنے والا ہے	
فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۖ	تو اُس کے لیے اُس کا اجر ہے اپنے رب کے پاس	
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع	اور نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔	۱۳ ع ۹ ۱۳
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ	اور کہتے ہیں یہودی نہیں ہیں عیسائی کسی بنیاد پر	
وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ	اور کہتے ہیں عیسائی نہیں ہیں یہودی کسی بنیاد پر	
وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ	حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں کتاب (تورات)	
كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ	اِسی طرح کہی اُن لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے اِن کی سی بات	
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	پس اللہ فیصلہ فرمائے گا اِن کے درمیان قیامت کے دن	
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾	اُن باتوں میں جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔	

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے تھے کہ جنت میں صرف ہم ہی جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ یہ اِن کی بلا دلیل خوش کن خواہشات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکا دیا اور نیک بن گیا وہی جنت میں داخل ہو گا۔

یہودی اور عیسائی مسلمانوں کی ضد میں ایک دوسرے کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں حالانکہ وہ باہم ایک دوسرے کے مذاہب کی نفی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ مشرکینِ مکہ اِن دونوں کو گمراہ قرار دے کر خود حق پر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فیصلہ سنادے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

آیات ۱۱۴ تا ۱۱۸

مشرکینِ مکہ کے جرائم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو روکتا ہے اللہ کی مسجدوں سے
اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ	کہ ذِکر کیا جائے اُن میں اللہ کے نام کا
وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا	اور کوشش کرے اُنہیں ویران کرنے کی
اُولٰٓىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىِٕفِیْنَ ؕ	یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے اُن کا حق کہ داخل ہوں مسجدوں میں مگر ڈرتے ہوئے
لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ	اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے
وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾	اور اُن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔
وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۗ	اور اللہ ہی کے لیے ہیں مشرق و مغرب
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ	تو جس طرف تم رُخ کرو گے، پس وہیں اللہ کی توجہ ہے
اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾	بے شک اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ	اور اُنہوں نے کہا بنالیا ہے اللہ نے بیٹا

سُبْحٰنَهٗ ؕ	وہ تو پاک ہے
بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	بلکہ اُسی کے لیے ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے
كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾	اور سب کے سب اُسی کے فرمانبردار ہیں۔
بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وہ عدم سے وجود میں لانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا
وَ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا	اور جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کسی کام کا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ	تو بے شک وہ کہتا ہے اُس کے لیے کہ ہو جا
فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾	پس وہ ہو جاتا ہے۔
وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ	اور کہا اُنہوں نے جو کچھ نہیں جانتے
لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ	کیوں نہیں کلام کرتا ہم سے اللہ؟
اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ؕ	یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی؟
كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ	اِسی طرح سے کہی تھی اُن لوگوں نے بھی جو اِن سے پہلے گزرے ہیں اِن کی سی بات
تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ	ملتے جلتے ہیں اِن سب کے دل
قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	بے شک ہم نے واضح کر دی ہیں آیات اُن کے لیے جو یقین کرنا چاہیں۔

اِن آیات میں روئے سخن مشرکینِ مکہ کی طرف ہے۔اُن کے جرائم یہ ہیں کہ اُنہوں نے مسجدِ حرام سے اہلِ ایمان کو بے دخل کردیا،فرشتوں کواللہ کی اولاد قرار دیااور مطالبہ کیا کہ اللہ ہم سے براہِ راست ہم کلام ہو۔اِن آیات میں قبلہ کی تبدیلی کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سمت میں مقید نہیں۔انسان جس طرف رخ کرے اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہوگا۔قبلہ کا تعین صرف نظم اور مرکزیت پیدا کرنے کے لیے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔اِس سے اُن لوگوں کی بے چینی کا ازالہ ہوا جن کے دلوں میں یہود نے قبلہ کی تبدیلی کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کردیے تھے۔

آیات ۱۱۹تا۱۲۰

داعی کا کام حق پہنچانا ہے منوانا نہیں

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا	بے شک اے نبیؐ! ہم نے بھیجا ہے آپؐ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر
وَّ لَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۱۹﴾	اور آپؐ سے نہیں پوچھا جائے گا جہنم والوں کے بارے میں۔
وَ لَنۡ تَرۡضٰی عَنۡكَ الۡیَهُوۡدُ وَ لَا النَّصٰرٰی	اور ہرگز راضی نہیں ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ ہی عیسائی
حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ	یہاں تک کہ آپؐ پیروی کریں اُن کے راستے کی
قُلۡ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰی ؕ	فرمایئے بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے
وَ لَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ	اور اگر (بالفرض) آپؐ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی
بَعۡدَ الَّذِیۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ	بعد اِس کے کہ آچکا ہے آپ ﷺ کے پاس علم
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۲۰﴾	(تو پھر) نہیں ہوگا آپؐ کے لیے اللہ کے سامنے کوئی

	دوست اور نہ ہی کوئی مددگار۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بتائی گئی کہ داعی کا کام صرف حق پہنچانا ہے منوانا نہیں۔ یہودی اور عیسائی صرف اُسی وقت راضی ہوں گے جب اُن کے تصورات کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا لوگوں کو راضی کرنے یا قریب لانے کے لیے ہر گز نہ حق کو چھپایا جائے اور نہ ہی اُس میں کسی قسم کی آمیزش کی جائے۔

آیت ۱۲۱

تلاوتِ کلامِ پاک کی اہمیت

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ	وہ تلاوت کرتے ہیں اِس کی جیسے کہ حق ہے اِس کی تلاوت کرنے کا
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ	یہی لوگ ایمان رکھتے ہیں اِس پر۔
وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ	اور جو کوئی انکار کرے گا اِس کا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؏ ﴿۱۲۱﴾	پس وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

اِس آیت میں تلاوتِ کلام پاک کی اہمیت بیان کی گئی۔ جو لوگ باقاعدگی کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک کرتے ہیں اور اِس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ گویا باقاعدگی سے قرآنِ حکیم کی تلاوت نہ کرنا دراصل قرآن پر دلی ایمان سے محرومی کی علامت ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان سے محروم ہیں وہی درحقیقت خسارے میں جانے والے ہیں۔

آیات ۱۲۲تا ۱۲۳

بنی اسرائیل سے خاتمہ کلام

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اے بنی اسرائیل !
اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ	یاد کرو میری اُس نعمت کو جو میں نے انعام کی تم پر
وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾	اور بے شک میں نے فضیلت دی تمہیں تمام جہان والوں پر۔
وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا	اور ڈرو اُس دن سے جب کام نہ آسکے گا کوئی شخص کسی کے کچھ بھی
وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ	اور نہ ہی قبول کیا جائے گا اُس کی طرف سے کوئی فدیہ
وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ	اور نہ ہی فائدہ دے گی اُسے کوئی سفارش
وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔

اِن آیات پر بنی اسرائیل سے کلام کا اختتام ہو رہا ہے۔اِن آیات میں ایک بار پھر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی یاددہانی کرائی جارہی ہے اور ایسے چور دروازوں کی نفی کی جارہی ہے جن کے ذریعے انسان بے عملی کے باوجود اپنے جرائم کی سزا سے محفوظ رہنے کی جھوٹی امید رکھتا ہے۔

آیت ۱۲۴

حضرتِ ابراہیمؑ...... آزمائش و امتحان کی اِک داستان

وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ	اور یاد کرو جب کہ آزمایا ابراہیمؑ کو اُن کے رب نے بڑی بڑی باتوں سے
فَاَتَمَّهُنَّ ؕ	پس اُنہوں نے پورا کر دیا اُن سب کو
قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ	فرمایا اللہ نے بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں تمام انسانوں کے لیے امام
قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ	عرض کی ابراہیمؑ نے اور میری اولاد میں سے؟
قَالَ لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾	فرمایا اللہ نے نہیں پہنچے گا میرا عہد ظالموں کو۔

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ سے لیے گئے امتحانات کی داستان بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے کئی آزمائشوں میں ڈالا اور وہ ہر امتحان میں پورے اترے۔ اُنہوں نے موروثی عقائد، والدین، گھر، قوم، وطن، اپنی جان، اپنی بیوی، اپنی اولاد غرض ہر شے کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے قربان کر کے امام الناس ہونے کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی تمنا تھی کہ امامت کا اعزاز اُن کی اولاد میں بھی جاری رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ امامت کا مقام کردار سے ملتا ہے نہ کہ وراثت میں۔ بقول اقبال۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراثِ پدر کیونکر ہو؟

آیات ۱۲۵ تا ۱۲۶

بیت اللہ کی عظمت و شرف

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ	اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اِس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کے لیے بار بار آنے کا مرکز اور امن کی جگہ
وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ	اور (ہم نے یہ حکم دیا) کہ بناؤ مقامِ ابراہیمؑ کو نماز پڑھنے کی جگہ
وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ	اور ہم نے عہد لیا تھا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے
اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ	کہ تم دونوں پاک رکھو گے میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے
وَ الْعٰكِفِیْنَ	اور اِعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لیے
وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۱۲۵	اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔
وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	اور یاد کرو جب دعا کی ابراہیمؑ نے
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا	اے میرے رب! بنا دے اِس کو امن والا شہر
وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ	اور رزق عطا فرما اِس شہر والوں کو پھلوں میں سے
مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ	اُنھیں جو ایمان رکھتے ہیں اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر
قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ	فرمایا اللہ نے اور جس نے کفر کیا

فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا	میں فائدہ دوں گا اُسے تھوڑا سا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ	پھر میں گھیر کر لے آؤں گا اُسے آگ کے عذاب کی طرف
وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾	اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اِن آیات میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی عظمت و شرف کا بیان ہے۔اللہ تعالیٰ نے اِس گھر کو لوگوں کی محبت کا مرکز اور امن کا گہوارہ بنا دیا۔اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اِس گھر کو شرک اور ظاہری نجاستوں سے پاک رکھا جائے۔حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اِس گھر کے قریب رہنے والوں کے لیے رزق کی فراوانی کا وعدہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ امامت صرف صاحبِ کردار لوگوں کو ملے گی لیکن دنیا میں رزق نافرمانوں کو بھی دیا جائے گا۔البتہ آخرت میں نافرمانوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸

ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دعائیں

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ	اور یاد کرو جب اُٹھا رہے تھے ابراہیمؑ بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیلؑ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا	(وہ دونوں دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت)
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾	بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ	اے ہمارے رب! بنا ہم دونوں کو فرمانبردار اپنے لیے
وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠	اور ہماری اولادوں میں سے ایک فرمانبردار اُمت اپنے لیے
وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا	اور سکھا ہمیں ہماری عبادت کے طریقے

وَ تُبْ عَلَيْنَا	اور نظرِ کرم فرما ہم پر
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾	بے شک تو ہی بہت نظرِ کرم فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اُن دعاوں کا بیان ہے جو اُنہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں پر تعمیرِ نو کے دوران مانگیں تھیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہماری زندگی بھر کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما۔ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اپنا فرمانبردار بنا۔ ہمیں اپنی بندگی کا طریقہ سکھا۔ ہم پر اپنے لطف و کرم کی بارش نازل فرما۔

آیت ۱۲۹

ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی عظیم ترین دعا

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	اے ہمارے رب! بھیج اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ	جو تلاوت کرے اُن پر تیری آیات
وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ	اور سکھائے اُنہیں احکامات اور حکمت
وَ يُزَكِّيْهِمْ	اور تزکیہ کرے اُن کا
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع	بے شک تو ہی بہت زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔ ع ۱۵ ۸ ۱۵

یہ آیت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عظیم ترین دعا پر مشتمل ہے۔ اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد میں سے ایک ایسا رسول اٹھائے جو لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرے، اُنہیں احکامات اور حکمت سکھائے اور اُن کے باطن کا تزکیہ کرے۔ اولاد کے حوالے سے انسان کی تمنائیں اُس کی دین سے وابستگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اُن کی اولاد میں سے نبی اکرم ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جنہوں نے تلاوتِ

آیات، تعلیمِ احکامات وحکمت اور تزکیۂ نفوس کے ذریعہ صحابہ کرامؓ کی وہ جماعت تیار کی جس نے بے مثال قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ کا عادلانہ دین غالب کرنے کی سعادت حاصل کی۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

ملتِ ابراہیمؑ کیا ہے؟

وَ مَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہٖمَ	اور کون ہے جو اعراض کرے ابراہیمؑ کے راستہ سے
اِلَّا مَنۡ سَفِہَ نَفۡسَہٗ	سوائے اُس کے جس نے حماقت میں ڈال دیا اپنے آپ کو
وَ لَقَدِ اصۡطَفَیۡنٰہُ فِی الدُّنۡیَا	اور یقیناً ہم نے چن لیا تھا اُنہیں دنیا میں
وَ اِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾	اور بے شک وہ آخرت میں بھی یقیناً نیک لوگوں میں شامل ہوں گے۔
اِذۡ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ	جب کہا اُن سے اُن کے رب نے کہ فرمانبرداری اختیار کرو
قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾	اُنہوں نے عرض کیا کہ میں نے فرمانبرداری اختیار کی تمام جہانوں کے رب کی۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ ملتِ ابراہیمؑ کو چھوڑنا بہت بڑی نادانی ہے۔ حقیقی دانش مندی کی روش یہی ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کی جائے۔ ملتِ ابراہیمؑ سے مراد ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سامنے آئے، اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

اللہ والوں کی وصیت

وَ وَصّٰی بِہَاۤ اِبۡرٰہٖمُ بَنِیۡہِ وَ یَعۡقُوۡبُ	اور وصیت کی اِسی (اللہ کی فرمانبرداری) کی ابراہیمؑ نے

	اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے بھی
یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰی لَکُمُ الدِّیۡنَ	اے میرے بچو! بے شک اللہ نے پسند فرمالیا ہے تمہارے لیے (اپنی فرمانبرداری کا) دین
فَلَا تَمُوۡتُنَّ	سو تم ہر گز نہ مرنا
اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾	مگر اِس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔
اَمۡ کُنۡتُمۡ شُہَدَآءَ	کیا تم موجود تھے
اِذۡ حَضَرَ یَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ	جب آئی یعقوبؑ کے پاس موت
اِذۡ قَالَ لِبَنِیۡہِ	جب اُنھوں نے پوچھا اپنے بیٹوں سے
مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِیۡ	تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد؟
قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰہَکَ	اُنھوں نے کہا کہ ہم عبادت کریں گے آپؑ کے معبود کی
وَ اِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ	اور آپؑ کے باپ دادا یعنی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی
اِلٰہًا وَّاحِدًا ۚۖ	اور وہ ایک ہی معبود ہے
وَّ نَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۳﴾	اور ہم اُسی کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اپنی اولادوں کے لیے وصیت بیان ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دینِ اسلام یعنی اللہ کی مکمل فرمانبرداری کو پسند کیا ہے۔ للٰذا تم مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی روش سے چمٹے رہنا۔ یہ ہے وصیت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی، بقول اقبال ؎

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اِسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹادے اِسے
لٹا دے ٹھکانے لگا دے اِسے

آیات ۱۳۴تا۱۳۵

اہمیت نسلی تعلق کی نہیں کردار کی ہے

تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ	وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی
لَهَا مَا كَسَبَتۡ	اُن کے لیے وہی کچھ ہے جواُنہوں نے کمایا
وَ لَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ	اور تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا
وَ لَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۴﴾	اور تم سے نہیں پوچھا جائے گااُس کے بارے میں جو وہ عمل کرتے رہے۔
وَ قَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى تَهۡتَدُوۡا	اور اُنہوں نے کہا کہ ہو جاؤیہودی یا عیسائی تو ہدایت پا جاؤ گے
قُلۡ بَلۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهٖمَ حَنِيۡفًا	اے نبیؐ!فرمایئے بلکہ (اختیار کرو) ابراہیمؑ کا راستہ جو یکسو تھے
وَ مَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۳۵﴾	اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں میں سے۔

یہودی اور عیسائی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ بندے ہیں۔اِن آیات میں آگاہ کردیا گیا کہ اہمیت نسلی تعلق کی نہیں اپنے اپنے کردار کی ہے۔باپ دادا کو اپنے کردار کے مطابق اجر ملے گا اور اولاد کو اپنے

کردار کا صلہ ملے گا۔ کسی سے کسی اور کے عمل کا سوال نہ ہوگا۔ یہودی یا عیسائی ہونے سے ہدایت نہیں ملے گی بلکہ ہدایت کا راستہ یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دیا جائے۔

آیات ۱۳۶ تا ۱۳۷

تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا ضروری ہے

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ	تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا	اور اُس (کلام) پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف
وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ	اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور (اُن کی) اولادوں پر
وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى	اور جو کچھ دیا گیا موسٰیؑ اور عیسٰیؑ کو
وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ	اور جو کچھ دیا گیا نبیوںؑ کو اُن کے رب کی طرف سے
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ	ہم فرق نہیں کرتے اُن میں سے کسی ایک کے درمیان بھی (یعنی سب پر ایمان لاتے ہیں)
وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۱۳۶	اور ہم اُس (اللہ ہی) کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ	تو اگر وہ ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو اِس سب پر
فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ	تو وہ ہدایت پر آ گئے

وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا هُمۡ فِیۡ شِقَاقٍ	اور اگر وہ رُخ پھیر لیں تو بے شک وہ ہیں ہی ضد میں
فَسَیَکۡفِیۡکَهُمُ اللّٰهُ	پس اے نبیؐ! عنقریب کافی ہوگا آپؐ کے لیے اُن کے مقابلے میں اللہ
وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۳۷﴾	اور وہ سب کچھ سننے والا، سب جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے ایک گمراہی کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب کا دعویٰ تھا کہ وہ سوائے ایک یا دو نبیوں کے سب انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں، لہٰذا اُنہیں بھی مومن تسلیم کیا جائے۔ یہ آیات واضح کررہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی کا ایمان قابلِ قبول ہے جو تمام انبیاءؑ پر ایمان لائے۔ کسی ایک نبیؑ کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیا دیتا ہے۔

آیات ۱۳۸ تا ۱۳۹

اللہ تعالیٰ کی بندگی کا رنگ ہی سب سے اچھا ہے۔

صِبۡغَةَ اللّٰهِ	(اختیار کرلو) اللہ (کی بندگی) کا رنگ
وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً	اور کون بہتر ہے اللہ سے رنگ میں
وَّ نَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾	اور ہم تو اُسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔
قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِی اللّٰهِ	اے نبیؐ! پوچھیے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کے بارے میں
وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّکُمۡ	حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے
وَ لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَ لَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ	اور ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾	اور ہم تو اُس (اللہ) ہی کے وفادار ہیں۔

انسانوں اور جنات کا مقصدِ تخلیق ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔ یہ بندگی ہر وقت اور ہر معاملہ میں کرنی ہے۔ جو سعادت مند ایسا کرتے ہیں، گویا وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے رنگ میں رنگ گئے ہیں۔ بلاشبہ تمام رنگوں میں سب سے اچھا رنگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ رنگ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ١٤٠ تا ١٤١

نجات کا دارومدار اپنے عمل پر ہے

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى	کیا تم کہتے ہو کہ بے شک ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اُن کی اولادیں یہودی تھے یا عیسائی تھے
قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جس نے چھپائی وہ گواہی جو اُس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے؟
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٠﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔
تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ	وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی
لَهَا مَا كَسَبَتْ	اُن کے لیے وہی کچھ ہے جو اُنھوں نے کمایا
وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ	اور تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم نے کمایا
وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤١﴾ ع	اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا اُس کے بارے میں جو وہ ١٦ ع ١٦ ١٦

عمل کرتے رہے۔	

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سابقہ آسمانی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور قرآنِ حکیم کی حقانیت کی گواہیاں موجود ہیں۔ اہلِ کتاب جان بوجھ کر اُنہیں چھپارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُن کے اِس جرم سے خوب واقف ہے۔وہ کان کھول کر سن لیں کہ آخرت میں نجات کے لیے انبیاءؑ سے نسلی تعلق کام نہیں آئے گا۔وہاں فیصلہ کاانحصار انسان کے ذاتی کردار پر ہوگا۔

حرفِ آخر

سورۂ بقرۃ کے اِس حصے میں بنی اسرائیل کی ناشکریوں اور جرائم کا بیان اِس لیے کیا گیا ہے تا کہ اُن پر واضح کر دیا جائے کہ اب تم اہل نہیں رہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور شریعت کے حامل ہونے اور نوعِ انسانی کے لیے رہنما بننے کے۔لہٰذا تمہیں اِس منصب سے معزول کیا جاتا ہے اور اب امت محمدی ﷺ کو اِس منصب پر فائز کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔یہ اعلان دوسرے پارے کے آغاز میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران سامنے آجائے گا۔

سورۂ بقرۃ کے اِس حصے میں نہ صرف یہ کہ ماضی کی تاریخ بیان ہوئی ہے بلکہ علامہ اقبال کے الفاظ میں "آنے والے دور کی دھندلی سی اِک تصویر" بھی موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اِس قول کے مصداق کہ : "لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ مَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْٓ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ "(یعنی میری امت پر بھی وہ سب کچھ وارد ہوگا جو بنی اسرائیل پر ہوا بالکل اِسی طرح جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے مشابہ ہوتا ہے)بعد میں خود امت مسلمہ میں وہ ساری اخلاقی و عملی اور اعتقادی یا نظری وفکری گمراہیاں پیدا ہو کر رہیں جو بنی اسرائیل میں تھیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اِن آیات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بنی اسرائیل کی سی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیات ۱۴۲ تا ۱۴۳

امتِ مسلمہ کی کٹھن ذمہ داری

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ	عنقریب کہیں گے کچھ احمق لوگوں میں سے
مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ	کس چیز نے پھیر دیا اُنہیں اُن کے اُس قبلہ سے جس پر وہ تھے؟
قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے اللہ ہی کے لیے ہیں مشرق اور مغرب۔
يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾	وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔
وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا	اور اِسی طرح سے ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	تاکہ تم بن جاؤ گواہ لوگوں پر
وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ	اور بن جائیں رسولؐ تم پر گواہ
وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ	اور ہم نے مقرر نہیں کیا تھا وہ قبلہ (بیت المقدس) آپؐ تھے جس پر۔
اِلَّا لِنَعْلَمَ	مگر اِس لیے تاکہ ہم ظاہر کردیں
مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ	کون پیروی کرتا ہے رسولؐ کی اُس کے مقابلہ میں جو پھر

	جاتا ہے الٹے پاؤں
وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ	اور بلاشبہ وہ یقیناً بہت بھاری (حکم) تھا سوائے اُن کے جنہیں ہدایت دی اللہ نے
وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ	اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے تمہارا ایمان
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾	بے شک اللہ لوگوں پر یقیناً بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں بیت المقدس کو مسلمانوں کے لیے قبلہ قرار دیا تھا۔ بعد ازاں جب حکم دیا گیا کہ مسلمان اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجدِ حرام کی طرف کرلیں تو اہلِ کتاب نے قبلہ کی اِس تبدیلی پر اعتراض کیا۔ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر سمت میں موجود ہے۔ اہمیت کسی سمت کی نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی ہے۔ ساتھ ہی اِس حقیقت سے بھی آگاہ کیا گیا کہ تحویلِ قبلہ دراصل علامت ہے تحویلِ امت کی۔ بنی اسرائیل کو کتاب و شریعت کا حامل ہونے اور نوعِ انسانی کی رہنمائی کے اعزاز سے محروم کیا جاتا ہے۔ اب نوعِ انسانی تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور اتمامِ حجت کرنا امت محمدی ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ اُنہیں یہ حجت اُسی طرح پوری کرنی ہو گی جیسے اِسے پورا کیا نبی اکرم ﷺ نے یعنی اپنے قول، عمل اور غلبہ ٔ دین کے لیے اجتماعی جدوجہد میں ثابت قدمی اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ مسجدِ حرام میں واقع خانہ کعبہ سے نبی اکرم ﷺ اور تمام مہاجر صحابہ کرامؓ کو شدید محبت تھی۔ مدینہ ہجرت کے بعد مہاجر صحابہؓ کے لیے بڑی آزمائش تھی کہ آیا وہ کعبہ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا نبی اکرم ﷺ کی اتباع کو ترجیح دے کر بیت المقدس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ جب اِس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسجدِ حرام کو قبلہ قرار دے کر اُس کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔

آیات ۱۴۴ تا ۱۴۵

تحویلِ قبلہ کا حکم

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ	اے نبیؐ! ہم دیکھ رہے ہیں بار بار اٹھنا آپؐ کے چہرے کا آسمان کی طرف
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠	تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپؐ کو اُس قبلہ کی طرف آپؐ پسند کرتے ہیں جسے
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف
حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ	اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں پر بھی ہو پس پھیر لو اپنے چہروں کو اِس (مسجد حرام) کی طرف
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اور بے شک وہ لوگ جنہیں دی گئی ہے کتاب
لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ	یقیناً وہ جانتے ہیں کہ یہ (حکم) برحق ہے اُن کے رب کی طرف سے
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس عمل سے جو وہ کر رہے ہیں۔
وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ	اور اے نبیؐ! اگر آپؐ لے آئیں اُن لوگوں کے پاس جنہیں دی گئی ہے کتاب ہر نشانی
مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ	وہ پیروی نہیں کریں گے آپؐ کے قبلہ کی
وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ	اور نہ آپؐ پیروی کرنے والے ہیں اُن کے قبلہ کی

وَمَا بَعۡضُهُمۡ بِتَابِعٍ قِبۡلَةَ بَعۡضٍ ؕ	اور نہ اُن میں سے کچھ پیروی کرنے والے ہیں دوسروں کے قبلہ کی
وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ	اور اگر (بفرضِ محال) آپؐ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ	اِس کے بعد کہ جو آچکا ہے آپؐ کے پاس علم میں سے
اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۞۱۴۵	بے شک آپؐ اُس وقت یقیناً ہو جائیں گے انصاف نہ کرنے والوں میں سے

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی بار بار دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجدِ حرام کو قبلہ بنانے کا حکم دیا۔ تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ نماز کے دوران اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجدِ حرام کی طرف کر لیں۔ اِن آیات میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اہلِ کتاب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصل اور اوّلین قبلہ مسجدِ حرام یا خانہ کعبہ ہی ہے جس کی تعمیر قدیم بنیادوں کو پھر سے اٹھا کر اُن کے جدامجد حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی۔ البتہ وہ اِس حق بات کو جاننے کے باوجود تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۷

بنی اسرائیل کا حق کو چھپانے کا جرم

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ	وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب
يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ	وہ پہچانتے ہیں نبیؐ کو جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو
وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ	اور بے شک ایک گروہ اُن میں سے ایسا ہے
لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۞۱۴۶	جو یقیناً چھپا رہا ہے حق کو جبکہ وہ جانتے ہیں۔

اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ	اے نبیؐ! حق تو ہے ہی آپؐ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ﴿۱۴۷﴾ ع	پس آپؐ ہر گز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔

ع ۱۷ ۱

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ اہلِ کتاب نبی اکرم ﷺ کو اپنی کتابوں میں بیان شدہ پیشن گوئیوں اور نشانیوں کی روشنی میں ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔البتہ اُن میں سے کچھ لوگ جان بوجھ کر حق کو چھپانے کا جرم کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ حق کو واضح فرما کر رہے گا اور حق کو چھپانے کی تمام مجرمانہ حرکتیں ناکام ہو کر رہیں گی۔

آیت ۱۴۸

مقابلہ کا اصل میدان، نیکیوں میں سبقت لے جانا

وَ لِکُلٍّ وِّجۡہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیۡہَا	اور ہر ایک کے لیے ایک سمت (اُس کے مقصدِ حیات کی طرف) ہے، وہ رخ کرنے والا ہے جس کی طرف
فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ	پس (اے مسلمانو!) تم آگے بڑھ جاؤ دوسروں سے نیکیوں میں
اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا	جہاں کہیں تم ہو گے
یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا ؕ	لے آئے گا تمہیں اللہ سب کے سب کو
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۴۸﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی کہ ہر انسان کا ایک معنوی قبلہ بھی ہوتا ہے جس کو وہ اپنا مطلوب و مقصود بنالیتا ہے۔اب اِس کے حصول کی خاطر وہ محنت و مشقت کرتا ہے۔اہلِ ایمان کے لیے محنت و

مشقت اور مقابلہ کا اصل میدان نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا ہے۔ایک روز اُن سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں نتیجہ کا اعلان ہو گا کہ کون آگے نکلا اور کون پیچھے رہ گیا۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۰

تحویلِ قبلہ کے حکم کی تکرار

وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ	اور جہاں کہیں سے آپؐ نکلیں
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ط	اور بے شک یہ (حکم) یقیناً حق ہے آپؐ کے رب کی طرف سے
وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس عمل سے جو تم کر رہے ہو۔
وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ	اور جہاں کہیں سے آپؐ نکلیں
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ	اور (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو
فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لا	تو پھیر لیا کرو اپنے چہروں کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ق	تا کہ نہ ہو لوگوں کے پاس تمہارے خلاف کوئی دلیل

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ	سوائے اُن کے جو زیادتی کریں اُن میں سے
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِيْ ۗ	تو مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے
وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ	اور تاکہ میں پورا کردوں اپنی نعمت کو تم پر
وَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۟ۙ ﴿۱۵۰﴾	اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اِن آیات میں تحویلِ قبلہ کے حکم کی تکرار ہے۔ یہ تکرار دراصل سختی کے ساتھ نفی ہے اُس طوفان کی جو بنی اسرائیل نے تحویلِ قبلہ کے حکم کے خلاف اٹھا دیا تھا۔ وہ طنز کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا کیسا دین ہے کہ جس کا قبلہ ہی طے نہیں؟ فرمایا گیا کہ اِن کے پروپیگنڈے کی پرواہ مت کرو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو۔ ایسا کرو گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرما دے گا۔ سب سے بڑی نعمت یعنی ہدایت سے تمہیں فیضیاب کرے گا۔

آیات ۱۵۱ تا ۱۵۲

نبی اکرم ﷺ کا اساسی طریقِ کار

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ	جس طرح ہم نے بھیجے تمہارے درمیان ایک رسولؐ تمہی میں سے
يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا	وہ تلاوت کرتے ہیں تم پر ہماری آیات
وَ يُزَكِّيْكُمْ	اور تزکیہ کرتے ہیں تمہارا
وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ	اور سکھاتے ہیں تمہیں احکامات اور حکمت
وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۟ؕ ﴿۱۵۱﴾	اور سکھاتے ہیں تمہیں وہ کچھ جو تم نہیں جانتے تھے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ	سو تم یاد کیا کرو مجھے میں یاد رکھوں گا تمہیں
وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ ع	اور شکر ادا کیا کرو میرا اور ناشکری نہ کیا کرو میری۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اُس دعا کی قبولیت کا اعلان ہے جس کا بیان آیت ۱۲۹ میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہو سکتی ہے اندھیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ڈھائی ہزار برس بعد دعا قبول فرمائی اور ان انبیاءؑ کی ذریت میں سے نبی اکرم ﷺ کو بھیجا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنا سنا کر متوجہ کرتے ہیں، جو متوجہ ہوں اُن کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی اُن کے دل سے دنیا کی محبت نکال کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر داخل کرتے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سکھاتے ہیں، حکمت و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں اور اُنہیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ یہ ہے نبی اکرم ﷺ کا وہ اساسی طریقِ کار جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے وہ افرادی قوت فراہم کی جس نے مال و جان کی بازیاں لگا کر اقامتِ دین کی منزل سر کی۔ نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا تمام امور قرآنِ کریم کے ذریعہ انجام دیے اور بگڑے ہوئے افراد کو تربیت کے ذریعہ بتدریج اللہ تعالیٰ کی راہ کا مجاہد بنا دیا۔ بقول حالی ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

نبی اکرم ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کا طریقِ تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لہٰذا حکم دیا گیا کہ تم اُس کا شکر ادا کرو اور اُس کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرو۔ اُسے ہمیشہ یاد رکھو، وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۴

اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ	مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾	بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ	اور نہ کہو اُنہیں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں
بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾	بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے۔

اِن آیات سے سورۂ بقرۃ میں اہلِ ایمان سے خطاب کی ابتدا ہوتی ہے۔اُنہیں بتایا جارہا ہے کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے دین کو پہچانااور اُسے قائم کرکے اُن پر حجت پوری کرنا ایک بڑی کٹھن ذمہ داری ہے جو اہلِ ایمان پر ڈالی گئی ہے۔اِس ذمہ داری کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کے بغیر ناممکن ہے۔اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کو حاصل ہوتی ہے جو نماز کے ذریعہ اُس سے لو لگاتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والی ہر آزمائش اور تکلیف کا سامنا صبر واستقامت سے کرتے ہیں۔اہلِ ایمان کو خبردار کیا گیا کہ مدینہ ہجرت کے بعد اب امتحان و آزمائش کی نئی صورتیں سامنے آئیں گی۔بقول اقبال ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اب تم پر جنگ فرض کی جائے گی اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے مارے جائیں وہ مردہ نہیں بلکہ ایسی شاندار زندگی پالیتے ہیں جس کا شعور اِس دنیا میں ممکن نہیں۔

آیات ۱۵۵تا۱۵۷

اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزمائش آکر رہیں گی

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ	اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے
وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ	اور کچھ نقصان سے اموال اور جانوں اور پھلوں میں

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾	اور اے نبیؐ! بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو۔
الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ	یہ وہ لوگ ہیں کہ جب بھی آپڑتی ہے اُن پر کوئی مصیبت
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾	وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫	یہ لوگ ہیں جن پر عنایات ہیں اُن کے رب کی طرف سے اور رحمت ہے
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾	اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو آگاہ کر رہی ہیں کہ دین پر عمل صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اِس کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے جدوجہد بھی کرنی ہوگی۔ اِس جدوجہد کے دوران آزمائشیں آکر رہیں گی اور مال و جان کی قربانیاں پیش کرنا پڑیں گی۔ بشارت اُن خوش نصیبوں کے لیے ہے جو ہر طرح کی آزمائشوں کا دیوانہ وار مقابلہ کریں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور رحمتیں نازل ہوں گی اور انہی کو اللہ تعالیٰ ہدایت جیسی نعمت سے نوازتا رہے گا۔

آیت ۱۵۸

اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضرت حاجرہ کی بے قراری کی یاد

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ	بے شک صفا اور مروہ (نامی پہاڑ) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ	پس جو حج کرے اُس گھر (خانہ کعبہ) کا یا عمرہ کرے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ	تو نہیں ہے کچھ حرج اُس پر کہ وہ طواف کرے اِن دونوں (پہاڑوں) کے درمیان

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ	اور جو کوئی خوشی سے کرے نیکی
فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٥٨﴾	تو بے شک اللہ بڑا قدر دان، سب کچھ جاننے والا ہے۔

سابقہ آیات میں جنگ کا ذکر کرکے اب حدودِ حرم میں سے صفا و مروہ کا ذکر اِس لیے کیا گیا کہ اُس وقت جنگ کا اوّلین ہدف حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کرنا تھا۔ سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والی مشقتوں سے خبردار کیا گیا ہے۔ ایسی ہی مشقت کی یاد صفا و مروہ کو دیکھ کر آتی ہے۔ یہ مشقت اِن پہاڑوں کے درمیان سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت حاجرہ نے اُس وقت اٹھائی جب حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اُنہیں اور اپنے شیر خوار بچے اسماعیلؑ کو حرم کی بنجر زمین میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بچہ بھوک سے بلک رہا تھا اور حضرت حاجرہ غذا اور پانی کی تلاش میں بے قرار ہو کر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی و ایثار کے اِس عمل کو اتنا پسند کیا کہ رہتی دنیا تک اِسے جاری رکھنے کے لیے "سعی" کے عنوان سے حج اور عمرہ کا ایک لازمی رکن بنا دیا۔

آیات ۱۵۹ تا ۱۶۰

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے حق کو چھپانے والوں پر

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى	بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اُس (حق) کو جو ہم نے نازل کیا ہے واضح دلائل اور ہدایت میں سے
مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ	اِس کے بعد کہ ہم نے واضح کر دیا ہے اُسے لوگوں کے لیے کتاب میں
اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ	یہ وہ لوگ ہیں کہ لعنت کرتا ہے اُن پر اللہ
وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿١٥٩﴾	اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی
وَ اَصۡلَحُوۡا	اور (اپنے رویہ کی) اصلاح کی
وَ بَیَّنُوۡا	اور بیان کیا (وہ جو اب تک چھپاتے رہے)
فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ۚ	تو یہ لوگ ہیں میں توبہ قبول کرتا ہوں جن کی
وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶۰﴾	اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہوں۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے حق کو چھپانے کے جرم کو بیان کیا گیا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کی وعید سنائی گئی۔ ہاں جو توبہ کرے اور حق کو واضح کرے وہ اِس وعید سے محفوظ ہو جائے گا۔ آج حق کی امین امت محمدیہ ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اِسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

حق کو جان بوجھ کر چھپانا کفر ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ	اور مرے اِس حال میں کہ وہ کافر تھے
اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۶۱﴾	یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب کے سب لوگوں کی۔
خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ۚ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس (لعنت) میں
لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ	نہ ہلکا کیا جائے گا اُن سے عذاب

وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿١٦٢﴾	اور نہ ہی اُنہیں مہلت دی جائے گی۔
وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	اور تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ ع	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ ١٩ ع ١١ ٣

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ حق کو چھپانے کا جرم کفر ہے۔ جو بد نصیب اِس کافرانہ جرم کا ارتکاب کرتے رہے اور بغیر توبہ کیے مر گئے، اُن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے پھٹکار برستی رہے گی۔ وہ ایسے عذاب سے دوچار ہوں گے جس میں نہ کبھی کمی کی جائے گی اور نہ ہی وقفہ ہو گا۔ اگر ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود بنالیں اور تمام خواہشات اور مصلحتوں کو ترک کر دیں تو حق کو چھپانے کے اُس جرم سے بچ سکتے ہیں جس کی سزا نہایت سنگین ہے۔

آیت ١٦٤

اللہ تعالیٰ کی بے مثال نشانیوں کا بیان

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں
وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ	اور رات اور دن کے بدلنے میں
وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ	اور اُن کشتیوں میں جو چلتی ہیں سمندر میں وہ چیزیں اُٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو
وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ	اور جو نازل فرمایا اللہ نے آسمان سے پانی
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	پھر زندہ کیا اُس کے ذریعہ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد

وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪	اور پھیلا دیے اُس میں ہر قسم کے جاندار
وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ	اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں
وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ	اور اُن بادلوں میں جو خدمت میں لگا دیے گئے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾	یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے لیے کئی آیاتِ آفاقی کا بیان ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق، رات اور دن کا الٹ پھیر، سمندر میں چلتی ہوئی کشتیاں، آسمان سے برستی ہوئی بارشیں، زمین سے اگنے والی نباتات، زمین میں پھیلے ہوئے جاندار، فضا میں بدلتی ہوئی ہوائیں اور اُن کے دوش پر تیرتے ہوئے بادل زبانِ حال سے پکار پکار کر اپنے خالق کی اعلیٰ صناعی کی گواہی دے رہے ہیں۔ بقول شاعر ؎

حق میری دسترس سے باہر ہے
حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۷

دنیادار قائدین کی پیروی کا حسرتناک انجام

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا	اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے سوا اوروں کو اُس کا مدِ مقابل
يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ	وہ محبت کرتے ہیں اُن سے اللہ کی محبت کی طرح
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ زیادہ پکے ہیں محبت میں اللہ کے لیے

وَ لَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا	اور کاش دیکھیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے (وہ وقت)
اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ	جب وہ دیکھیں گے (اپنی آنکھوں سے) عذاب
اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ	کہ قوت اللہ ہی کے لیے ہے ساری
وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾	اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔
اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا	جب اظہارِ بیزاری کریں گے وہ جن کی پیروی کی گئی تھی
مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا	اُن سے جنہوں نے پیروی کی تھی
وَ رَاَوُا الْعَذَابَ	اور دیکھ لیں گے (وہ سب) عذاب
وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾	اور ٹوٹ جائیں گے اُن کے تعلقات۔
وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا	اور کہیں گے وہ جنہوں نے پیروی کی تھی
لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً	کاش کہ ہمارے لیے ممکن ہوتا ایک دفعہ لوٹنا (دنیا میں)
فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ	تو ہم بھی اظہارِ بیزاری کرتے اِن (پیشواؤں) سے
كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ	جیسے اُنہوں نے اظہارِ بیزاری کیا ہے ہم سے
كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ	اِسی طرح سے دکھائے گا اُنہیں اللہ اُن کے اعمال حسرت بنا کر اُن پر
وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع	اور نہیں ہوں گے وہ نکلنے والے آگ سے۔

۲۰ ع ۴ ۴

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اہلِ ایمان وہی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ سے محبت انتہائی شدید ہوتی ہے۔البتہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو محبوب بنالیتی ہے۔اِن میں سے خاص طور پور بعض دنیادار سیاسی و مذہبی پیشوا ہوتے ہیں جن کی دل و جان سے پیروی کی جاتی ہے۔روزِ قیامت یہ پیشوا جب عذاب دیکھیں گے تو اپنے پیروکاروں سے اعلانِ بیزاری کریں گے۔اُس وقت پیروکار پشیمان ہوں گے۔وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی التجا کریں گے اور کہیں گے اب ہم اِن پیشواؤں سے ایسی ہی بیزاری کا اظہار کریں گے جیسے آج اُنہوں نے ہمارے ساتھ اظہارِ بیزاری کیا ہے۔لیکن دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں بھیجا جائے گا اور مجرمین جہنم میں حسرت سے اپنی دنیوی زندگی کی روش پر نادم ہوتے رہیں گے۔

آیات ۱۶۸تا۱۷۱

حلال اور پاکیزہ رزق کھانے کی تلقین

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ	اے لوگو!
كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖؗ	کھاؤ اُس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ
وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقشِ قدم کی
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾	بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ	بے شک وہ تو حکم دیتا ہے تمہیں برائی اور بے حیائی کا
وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾	اور یہ کہ تم کہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے۔
وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اُس کی جو نازل فرمایا ہے اللہ نے
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ	تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اُس کی ہم

	نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو
اَوَ لَوۡ کَانَ اٰبَآؤُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا	بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ سمجھتے ہوں کچھ
وَّلَا یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾	اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔
وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	اور حال اُن کا جنہوں نے کفر کیا یہ ہے
کَمَثَلِ الَّذِیۡ یَنۡعِقُ بِمَا لَا یَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ	جیسے مثال اُس کی جو بلاتا ہے اُنہیں جو کچھ نہیں سنتے سوائے چیخ اور پکار کے
صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷۱﴾	وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اِن آیات میں تمام انسانوں کو ایسی غذا کھانے کا حکم دیا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا اور جو طیب ہو یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور اُس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا گیا ہو۔ اِن ہدایات کے برعکس روش اختیار کرنا شیطان کی پیروی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بے حیائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ جب نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام کی پیروی کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اندھوں اور بہروں کی طرح سنی اَن سنی کر دیتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آباء واجداد کی روش پر ہی چلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ضد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۳

کھانے کے حقیقی آداب

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ	کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے دی ہیں تمہیں

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ	اور شکر ادا کیا کرو اللہ کا
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾	اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ	بے شک اُس نے حرام کیا ہے تم پر مردار
وَالدَّمَ	اور خون
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	اور خنزیر کا گوشت
وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ	اور وہ پکارا جائے جس پر اللہ کے سوا کسی کا نام
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ	پھر جو لاچار کر دیا جائے (بھوک سے)، نہ وہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا
فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ	تو نہیں کوئی گناہ اُس پر (بقدرِ ضرورت کھالینے میں)
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات اہلِ ایمان کو کھانے کے حقیقی آداب سے آگاہ کر رہی ہیں۔ یہ آداب تین ہیں۔ اوّل یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ ہو۔ دوئم یہ کہ رزق کی فراہمی اور بھوک کی تسکین حاصل ہونے پر محسنِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ سوئم رزق سے ملنے والی توانائی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا حرام کر دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ پہلی تین چیزیں نجس ہیں۔ چوتھی شے کو شرک کی آلائش نے حرام کر دیا ہے۔ البتہ مجبوری کی صورت میں جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔

آیات ۱۷۴تا۱۷۶

علمائے سوء پر اللہ تعالیٰ کا غضب

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ	بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اُسے جو نازل کیا ہے اللہ نے کتاب میں سے
وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ	اور لیتے ہیں اُس (حق کے چھپانے) پر تھوڑی سی قیمت
اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ	وہ نہیں بھرتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ
وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	اور بات تک نہ کرے گا اُن سے اللہ قیامت کے دن
وَ لَا یُزَكِّیْهِمْۚۖ	اور نہ ہی (اُن کے گناہ بخش کر) پاک کرے گا اُنہیں
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۴﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى	یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت کی بدلے میں
وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِۚ	اور عذاب بخشش کے بدلے میں
فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾	تو وہ کیا ہی صبر کرنے والے ہیں آگ پر۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّؕ	یہ سزا اِس لیے ہے کہ اللہ نے نازل کی ہے کتاب حق کے ساتھ
وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ	اور بے شک وہ لوگ جو اختلاف کرتے ہیں کتاب (کی تعلیمات) میں

۲۱ ع ۵ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع	وہ یقیناً بہت دور کی مخالفت میں ہیں۔

اِن آیات میں اُن علماء سوء پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا بیان ہے جو اُس کی کتاب کی تعلیمات کو چھپاتے ہیں اور تھوڑی سی قیمت کے عوض لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اُنہوں نے سودا کر لیا گمراہی کا ہدایت کے بدلہ میں۔ ایسے لوگ فتویٰ فروشی اور حق کو چھپانے کی قیمت لے کر اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ ہی اُنہیں گناہوں کی سزا دے کر جہنم سے نکالے گا۔ یہ وہ بد نصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی اور بخشش کے بدلہ میں عذاب کو پسند کر لیا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ جانتے بوجھتے ابدی خسارے کا سودا کر رہے ہیں۔

آیت ۱۷۷

نیکی کا صحیح تصور

لَیۡسَ الۡبِرَّ	نیکی بس یہی نہیں ہے
اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ	کہ تم (نماز میں) پھیر لو اپنے چہرے
قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ	مشرق اور مغرب کی طرف
وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ	اور لیکن نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لایا اللہ پر
وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ	اور آخرت کے دن پر
وَالۡمَلٰٓئِكَةِ	اور فرشتوں پر
وَالۡكِتٰبِ	اور کتابوں پر
وَالنَّبِيّٖنَ ۚ	اور نبیوںؑ پر

وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ	اور اُس نے دیا مال باوجود اِس (مال) کی محبت کے
ذَوِى الۡقُرۡبٰى	قرابت داروں کو
وَالۡيَتٰمٰى	اور یتیموں کو
وَالۡمَسٰكِيۡنَ	اور محتاجوں کو
وَابۡنَ السَّبِيۡلِۙ	اور مسافروں کو
وَالسَّآئِلِيۡنَ	اور مانگنے والوں کو
وَفِى الرِّقَابِۚ	اور گردنوں کے چھڑانے میں
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ	اور جو قائم رکھے نماز
وَاٰتَى الزَّكٰوةَۚ	اور دیتا رہے زکوٰۃ
وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡاۚ	اور وہ پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب بھی عہد کریں
وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ	اور بالخصوص صبر کرنے والے ہیں سختیوں میں
وَالضَّرَّآءِ	اور تکالیف میں
وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِؕ	اور لڑائی کے وقت
اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡاؕ	یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ثابت ہوئے (نیکی کی راہ میں)
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾	اور یہی لوگ متقی ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تحویلِ قبلہ کی بحث کے ضمن میں فرمایا کہ نیکی بس یہ ہی نہیں کہ نماز ادا کرتے ہوئے اپنے رخ کو مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا جائے۔ گویا نیکی کے محدود تصور کی نفی کر کے نیکی کا صحیح تصور بیان کیا گیا۔ واضح کیا گیا کہ نیکی کا تعلق عمل کرنے والے سے ہے۔ وہی شخص نیک ہے جس کا اللہ، آخرت اور رسالت پر ایمان ہو۔ ایمان اُس کی نیکی کی روح ہے یعنی اُس کی نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا، آخرت کی فلاح اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے خلاف نہ ہو۔ وہ انسانی ہمدردی پر اپنا محبوب مال خرچ کرنے والا ہو، عبادات کا اہتمام کرنے والا ہو، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہو اور حق و باطل کے معرکہ میں حصہ لے کر باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والا ہو۔ ایسا شخص نہ صرف نیک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی سچا اور متقی انسان ہے۔

آیات ۱۷۸ تا ۱۷۹

ناحق مقتول کے قصاص کا حکم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی ؕ	فرض کر دیا گیا ہے تم پر قصاص لینا (ناحق) مقتولوں کا
اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ	آزاد (قاتل) کے بدلہ میں وہی آزاد (قاتل)
وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ	اور غلام (قاتل) کے بدلہ میں وہی غلام (قاتل)
وَالۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی ؕ	اور (قاتلہ) عورت کے بدلہ میں وہی (قاتلہ) عورت
فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ	پھر معاف کر دیا جائے جسے اُس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ بھی
فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ	تو پیروی کرنا ہے دستور کے مطابق
وَاَدَآءٌ اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ	اور ادائیگی کرنی ہے اُسے دیت کی اچھے طریقہ سے

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ	یہ ایک سہولت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت
فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ	پس جس نے زیادتی کی اِس کے بعد
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾	تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ	اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو!
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾	تاکہ تم بچ سکو (خونریزی سے)۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ قاتل پر اگر جرم ثابت ہو جائے تو اُس سے قصاص لیا جائے۔ اگر اصلاح کا امکان ہو تو مقتول کے ورثاء غیر مشروط طور پر یا دیت لے کر قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ اِس صورت میں قاتل کو چاہیے کہ وہ مقتول کے ورثاء کا احسان مند ہو اور اگر دیت ادا کرنی ہے تو پوری پوری ادا کر دے۔ البتہ اگر قاتل کو معاف کرنے سے مجرموں کے اور جری ہونے کا امکان ہو تو قصاص لینا ہی بہتر اور معاشرے میں جانوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔

آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲

وصیت کے حوالے سے ہدایات

كُتِبَ عَلَيْكُمْ	فرض کیا گیا ہے تم پر
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت
اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ اِلْوَصِيَّةُ	اگر وہ چھوڑ رہا ہو کچھ مال تو وصیت کرنا
لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ	والدین اور قرابت داروں کے لیے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؕ﴿۱۸۰﴾	لازم ہے (یہ حکم) متقیوں پر۔

فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ	پھر جس نے بدل دیا وصیت کو اِس کے بعد کہ اُس نے سن لیا اُسے
فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ	تو بے شک اِس کا گناہ اُنہی پر ہے جنہوں نے بدلا وصیت کو
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۸۱﴾	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا	پھر جو کوئی اندیشہ محسوس کرے وصیت کرنے والے سے طرف داری یا گناہ کا
فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ	پس وہ صلح کرادے اُن کے درمیان
فَلَآ اِثۡمَ عَلَيۡهِ ؕ	تو کچھ گناہ نہیں اُس پر
۲۲ ع ۶ ۲ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ع ﴿۱۸۲﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں لازم کیا گیا کہ ہر ایسا شخص جو کچھ مال چھوڑ کر مر رہا ہو اپنے والدین اور قرابت داروں کے لیے وصیت کرے۔ اگر کسی نے وصیت کو بدلا تو گناہ بدلنے والے کو ہو گا۔ البتہ اگر کسی نے کسی جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے وصیت سے ظلم یا جانبداری کا عنصر ختم کیا تو کوئی حرج نہیں۔ سورۂ نساء میں وراثت کے احکامات آنے کے بعد وصیت کرنے کا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ البتہ کل ترکہ کے ایک تہائی حصہ کی وصیت غیرِ ورثاء کے لیے کی جاسکتی ہے۔

آیات ۱۸۳ تا ۱۸۴

روزہ کا ابتدائی حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ	فرض کر دیا گیا ہے تم پر روزہ رکھنا

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	جس طرح فرض کیا گیا تھا اُن پر جو تم سے پہلے تھے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾	تاکہ تم بچ سکو (اللہ کی نافرمانی سے)۔
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ	چند دن ہیں گنتی کے
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	پھر جو ہو تم میں سے بیمار یا سفر پر
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ	تو گنتی پوری کرنا ہے دوسرے دنوں میں
وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ	اور اُن پر جو طاقت رکھتے ہوں روزہ رکھنے کی (اور روزہ نہ رکھیں) فدیہ ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ	اور جو خوشی سے کرے کوئی نیکی تو وہ بہتر ہے اُسی کے لیے
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ	اور اگر تم روزہ رکھو، بہتر ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾	اگر تم جانتے ہو۔

اِن آیات کے ذریعہ ہر قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخ اور محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض کیا گیا۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد اِن روزوں کی فرضیت ختم کر دی گئی۔ روزہ کی حکمت یہ بتائی گئی کہ اِس کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی صلاحیت یعنی تقویٰ حاصل کر سکو گے۔ صحابہ کرامؓ چونکہ اِس عبادت کے عادی نہ تھے لہٰذا رعایت دی گئی کہ سفر یا بیماری کے دوران روزہ نہ رکھا جائے اور بعد میں چھوٹ جانے والے روزے رکھ کر تعداد پوری کر لی جائے۔ جو روزہ کی طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھنا چاہے تو وہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد یہ آخری رعایت ختم کر دی گئی۔

آیت ۱۸۵

رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ	رمضان کا مہینہ وہ ہے نازل کیا گیا جس میں قرآن
هُدًی لِّلنَّاسِ	یہ ہدایت ہے لوگوں کے لیے
وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ	اور (اِس میں) واضح دلائل ہیں ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرنے کے
فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡکُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ؕ	پس جو پائے تم میں سے اِس مہینہ کو تو وہ روزہ رکھے اِس (پورے مہینے) کا
وَ مَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ	اور جو ہو بیمار یا سفر پر
فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ	تو گنتی پوری کرنا ہے دوسرے دنوں میں
یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ	چاہتا ہے اللہ تمہارے لیے آسانی
وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫	اور وہ نہیں چاہتا تمہارے لیے مشکل
وَ لِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّةَ	اور تا کہ تم پوری کرو گنتی
وَ لِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىکُمۡ	اور تا کہ تم بڑائی کا اظہار کرو (اپنے قول اور عمل سے) اللہ کے لیے اِس پر کہ اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾	اور تا کہ تم شکر ادا کر سکو اُس کا۔

اِس آیت کی رُو سے رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ ماہِ رمضان کو یہ سعادت اِس لیے دی گئی کہ وہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے۔ اِس ماہ میں قرآنِ حکیم کو لوحِ محفوظ سے دنیوی آسمان پر نازل کیا گیا۔ قرآنِ حکیم کی اِس شان کو نمایاں کیا گیا کہ یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اِس میں ہدایت کے اور حق و باطل میں فرق کرنے کے واضح دلائل ہیں۔ مسافر اور بیمار کو دوسرے دنوں میں روزے رکھنے کی رعایت دی گئی۔ آیت کے آخر میں حکم دیا گیا کہ جس طرح تم نے روزہ کے دوران اللہ تعالیٰ کو بڑا مانتے ہوئے نفسانی خواہشات کی تسکین سے اجتناب کیا اِسی طرح زندگی کے ہر گوشہ میں اُس کی نافرمانی سے بچ کر اُس کی بڑائی جاری و ساری کرو۔ تم اِسی طرح اُس کے احسانات کا شکر ادا کر سکو گے

آیت ۱۸۶

اللہ تعالیٰ ہر دعا کا جواب دیتا ہے

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ	اور اے نبیؐ! جب پوچھیں آپؐ سے میرے بندے میرے بارے میں
فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ	تو بے شک میں بہت ہی قریب ہوں
اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ	میں قبول کرتا ہوں دعا ہر پکارنے والے کی جب بھی وہ پکارتا ہے مجھے
فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ	پس اُنہیں چاہیے کہ وہ بھی کہنا نیں میرا
وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ	اور ایمان رکھیں مجھ ہی پر
لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾	تا کہ وہ ہدایت پا لیں۔

اِس آیت میں روزہ کی عبادت کا حاصل یہ بتایا گیا ہے کہ اِس سے انسان میں اللہ تعالیٰ کی قربت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی بندہ اُس کی قربت چاہے تو اُسے بتا دیا جائے کہ وہ بہت قریب ہے۔ اُس کے اور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ یا وسیلہ نہیں۔

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے

پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

جب بھی کوئی پکارنے والا اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو وہ اُس کی پکار کا جواب دیتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے، رہ روِ منزل ہی نہیں

ہر دور اور ہر مذہب میں نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان خود کو واسطہ اور وسیلہ قرار دیا اور بندوں سے نذرانے وصول کر کے اُن کا استحصال کیا۔ یہ آیت واسطوں اور وسیلوں کی نفی کر کے بندوں کو استحصال سے بچا رہی ہے اور اُن کے لیے رحمتِ خداوندی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ البتہ یہ آیت خبردار بھی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ دو طرفہ ہوگا۔ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا لیکن تم بھی تو اُس کے احکامات پر لبیک کہو اور اُس کا کہنا مانو۔ تم اُس کے احکامات کو پاؤں تلے روندو اور امید کرو کہ وہ تمہاری دعائیں پوری فرمائے گا، یہ ممکن نہیں۔

آیت ۱۸۷

مسلمانوں اور یہودیوں کے روزے کا فرق

اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ؕ	حلال کر دیا گیا تمہارے لیے روزہ کی رات میں جانا اپنی بیویوں کے پاس
ہُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّہُنَّ ؕ	وہ لباس ہیں تمہارے لیے اور تم لباس ہو اُن کے لیے
عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ	جانتا ہے اللہ کہ تم (اُن کے پاس جاکر) خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے
فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَ عَفَا عَنۡکُمۡ ۚ	پس اُس نے نظر کرم فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ	سواب تم ملواُن سے
وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪	اور طلب کرو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے
وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا	اور کھاؤاور پیو
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪	یہاں تک کہ نمایاں ہو جائے تمہارے لیے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے فجر کے وقت
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ	پھر پورا کرو روزہ رات تک
وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ	اور نہ ملو بیویوں سے جبکہ تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ	یہ اللہ کی طے کردہ حدیں ہیں پس مت قریب جاؤ اُن کے
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ اپنی آیات لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾	تاکہ وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچ سکیں۔

اِس آیت میں فرمایا کہ مسلمان روزے کی راتوں میں بیویوں سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور طلوعِ فجر سے قبل سحری بھی کھا سکتے ہیں۔ یہودیوں کو اُن کے روزے کی راتوں میں اِن دو امور کی اجازت نہ تھی۔ البتہ فرمایا کہ جب تم مساجد میں حالتِ اعتکاف میں ہو تو پھر بیویوں سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیت ۱۸۸

زندگی بھر کے روزے کا حکم

وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ	اور نہ کھایا کرو اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے
وَتُدۡلُوۡا بِهَاۤ اِلَى الۡحُكَّامِ	اور نہ ہی ذریعہ بناؤ اِنہیں (بطورِ رشوت دے کر) حکام تک رسائی کا
لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ	تاکہ تم کھا سکو کچھ حصہ لوگوں کے مال کا گناہ کے ساتھ
وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۱۸۸ ع (ع ۲۳ ۶ ۷)	حالانکہ تم جانتے ہو۔

اِس آیت میں ایسے روزہ کا ذکر ہے جسے پوری زندگی رکھنا ضروری ہے۔ یہ روزہ دراصل بچنا ہے حرام کمائی کی ہر صورت سے۔ ارشاد ہوا کہ دوسروں کا مال ناحق طریقوں یعنی چوری، خیانت، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی، سود خوری، رشوت، دغابازی وغیرہ سے مت کھاؤ۔ نہ ہی حکام کو رشوت دو تاکہ تم اپنی حرام خوری پر قانون کی گرفت سے بچ سکو۔

آیت ۱۸۹

نیکی کا خود ساختہ رسومات سے تعلق نہیں

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے چاند (کے گھٹنے بڑھنے) کے بارے میں
قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ ؕ	فرمایئے وہ مقررہ اوقات ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے
وَلَيۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ مِنۡ ظُهُوۡرِهَا	اور نہیں ہے یہ کوئی نیکی کہ تم آؤ گھروں میں اُن کے

	پچھواڑے سے
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ	اور لیکن نیکی تو اُس کی ہے جو بچا (اللہ کی) نافرمانی سے
وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠	اور آیا کرو گھروں میں اُن کے دروازوں سے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾	اور بچو (اللہ کی) نافرمانی سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِس آیت میں چاند کی اہمیت بتائی گئی کہ یہ اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہے اور خاص طور پر حج کی عبادت کے وقت کا تعین کرتا ہے۔ مشرکین اگر حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لیتے اور گھر سے نکل پڑتے تو کسی ضرورت کے وقت دوبارہ گھر میں داخل ہونے کے لیے سیدھے راستہ سے آنا حرام سمجھتے۔ فرمایا کہ یہ تمہارا من گھڑت خیال ہے اور اِس کا نیکی سے کوئی تعلق نہیں۔ نیکی اُس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُس کی نافرمانی سے بچتا رہے یعنی متقی ہو۔ متقی کی صفات آیت ۱۷۷ میں سامنے آچکی ہیں۔

آیات ۱۹۰ تا ۱۹۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کا حکم

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ	اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے
وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ	اور زیادتی نہ کرنا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا زیادتی کرنے والوں کو۔
وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ	اور قتل کرو اُنہیں جہاں کہیں بھی پاؤ اُنہیں
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ	اور نکالو اُنہیں وہاں سے جہاں سے اُنہوں نے نکالا ہے تمہیں
وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ	اور فتنہ (اللہ کے راستہ سے روکنا) زیادہ برا ہے خونریزی

	سے
وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور نہ لڑو اُن سے مسجدِ حرام کے پاس
حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ	یہاں تک کہ وہ لڑیں تم سے وہاں
فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ	پھر اگر وہ لڑیں تم سے (وہاں) تو قتل کرو اُنہیں
كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾	اور اِسی طرح سے بدلہ ہے کافروں کا۔
فَاِنِ انْتَهَوْا	پس اگر وہ باز آ جائیں
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسے لوگوں سے لڑیں جو اُن پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ پورے مکی دور میں مسلمانوں کو کفار کے ظلم کے مقابلے میں لڑنے کا نہیں بلکہ صبرِ محض، یعنی ہر تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم تھا۔ اب اجازت دی گئی کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کردو۔ اگر مشرکین حدودِ حرم کا پاس نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا جواب دو، لیکن خود نہ زیادتی کرو اور نہ ہی حدودِ حرم کی حرمت پامال کرو۔

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

جب تک دین غالب نہ ہو جائے لڑتے رہو

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ	اور لڑو اُن (مشرکین) سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ
وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ	اور ہو جائے (غالب) دین صرف اللہ کا
فَاِنِ انْتَهَوْا	پھر اگر وہ باز آ جائیں

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾	تو بدلہ نہیں لیا جائے گا مگر صرف ظالموں سے۔
اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ	حرمت والے مہینہ کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہی ہے
وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ	اور تمام حرمتوں کا بھی بدلہ ہے
فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ	پھر جو زیادتی کرے تم پر
فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪	تو بدلہ لو اُس سے ویسا جیسی اُس نے زیادتی کی ہے تم پر
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾	اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو حکم دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہونے تک دین کے دشمنوں سے جنگ جاری رکھو۔ اگر مخالفین حرمت والے مہینوں کا احترام نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا بدلہ لو۔ البتہ خود نہ حرمت والے مہینوں کی خلاف ورزی کرو اور نہ ہی کسی قسم کی زیادتی کرو۔

آیت ۱۹۵

ہلاکت سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو

وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں
وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ	اور نہ ڈالو (خود کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں
وَاَحْسِنُوْا ۛۚ	اور نیکی کرتے رہو
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾	بے شک اللہ پسند کرتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

اِن آیات میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ جنگ بغیر مال کے نہیں لڑی جاسکتی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ جان لو کہ مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا تمہیں آخرت میں جہنم سے بچائے گا اور دنیا میں بھی مال و جان کا جہاد ہی تمہاری بقا، سلامتی اور وقار کا ضامن ہے۔

آیت ۱۹۶

حج اور عمرہ کے لیے احکامات

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ	اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لیے
فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ	پھر اگر تم روک دیے جاؤ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ	تو جو میسر ہو قربانی میں سے (وہ آگے بھیج دو)
وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ	اور نہ منڈاؤ اپنے سر
حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ	یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنی مقام پر
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا	پھر جو ہو تم میں سے بیمار
اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ	یا اُسے ہو کچھ تکلیف اپنے سر میں (اور وہ سر منڈوالے)
فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ	تو فدیہ ہوگا روزے رکھنا یا صدقہ دینا یا قربانی کرنا
فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ وقفة	پھر جب تم امن میں ہو جاؤ
فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ	تو جس نے فائدہ اٹھایا عمرہ کا حج کے ساتھ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ	تو جو میسر ہو قربانی میں سے (پیش کرے)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ	پھر جو نہ پائے قربانی کی طاقت
فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ	تو روزہ رکھنا ہے تین دن کا حج کے دوران
وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ	اور سات دن کا جب تم لوٹ آؤ (گھر)
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ	یہ پورے دس ہوئے (روزے)
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	یہ (ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کرنے کی رعایت) اُس کے لیے ہے، نہیں ہیں جس کے گھر والے رہنے والے مسجدِ حرام کے پاس
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع	اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

ع ۲۴ ۸ ۸

اِن آیات میں حج اور عمرہ کے حوالے سے ہدایات دی گئیں۔حج و عمرہ کی نیت سے گھر سے نکلنے کے بعد اگر حرم پہنچنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر قربانی کا جانور حدودِ حرم تک پہنچانا ہو گا اور اُس کے قربان ہونے تک سر منڈوانا ممنوع ہے۔اگر مجبوری میں سر منڈوانا پڑے تو پھر فدیہ میں تین روزے رکھنا ہوں گے یا چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہو گا یا ایک بکری کی قربانی پیش کرنا ہو گی۔جو لوگ مسجدِ حرام سے دور آباد ہیں وہ ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کر سکتے ہیں لیکن اُنہیں ایک قربانی پیش کرنا ہو گی۔قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھنے ہوں گے۔ تین حج کے دنوں میں اور سات گھر لوٹ کر آنے کے بعد۔

آیات ۱۹۷ تا ۱۹۹

فریضۂ حج کے آداب

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ	حج کے جانے پہچانے مہینے ہیں

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ	پس جس نے عزم کر لیا اِن میں حج کا
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ	تو نہیں کرنی کوئی فحش گوئی اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا حج کے دوران
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ	اور جو بھی تم کرو گے نیکی، جانتا ہے اُسے اللہ
وَتَزَوَّدُوْا	اور زادِ راہ (یعنی ضروریاتِ سفر) لے لیا کرو
فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى	پھر بلاشبہ بہترین زادِ راہ اللہ کی نافرمانی سے بچنا ہے۔
وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾	اور بچو میری نافرمانی سے اے عقلمندو!
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	نہیں ہے تم پر کوئی گناہ
اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ	کہ تم تلاش کرو کوئی فضل اپنے رب کی طرف سے
فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ	پھر جب تم واپس آؤ عرفات سے
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ	تو ذِکر کرو اللہ کا مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس
وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ	اور ذکر اُس کا جیسے اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾	اور بے شک تم تھے اِس سے پہلے یقیناً ناواقفوں میں سے۔
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ	پھر تم لوٹو وہیں سے جہاں سے لوٹتے ہیں لوگ
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ	اور بخشش مانگو اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات حج کے آداب سکھا رہی ہیں۔حج کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ بے حیائی، نافرمانی، جھگڑے اور ریاکاری سے بچیں۔حج کے سفر میں کسی پر بوجھ نہ بنیں اور اپنا خرچ ساتھ لے کر جائیں۔حج کے دوران کثرت سے اللہ تعالٰی کا ذکر کریں اور خاص طور پر اُس سے گناہوں کی بخشش مانگیں۔حج کی قبولیت کا مظہر یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا رخ بدل جائے اور وہ خدا خوفی کا پاکیزہ رنگ اختیار کر لے۔

آیات ۲۰۰ تا ۲۰۳

صرف دنیا کے طلب گار نہ بنو

فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ	پھر جب تم پورے کر چکو اپنے حج کے ارکان
فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ	تو ذکر کرو اللہ کا جیسے تمہارا یاد کرنا ہوتا تھا اپنے باپ دادا کو
اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا ؕ	یا اِس سے بھی زیادہ ہو ذکر کرنا (اللہ کا)
فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ	پھر لوگوں میں سے کوئی دعا کرتا ہے
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا	اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں
وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾	اور نہیں ہے اُس کا آخرت میں کچھ حصّہ۔
وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ	اور اُن میں سے کوئی دعا کرتا ہے
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً	اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھلائی
وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً	اور آخرت میں بھی بھلائی
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾	اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا	یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصّہ ہے اُس میں سے جو اُنھوں نے کمایا
وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾	اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ فِىۡٓ اَيَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ‌ؕ	اور ذکر کرو اللہ کا گنتی کے چند (یعنی تین) دنوں میں
فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ۚ	پھر جس نے جلدی کی دو دِنوں میں تو نہیں ہے کوئی گناہ اُس پر
وَمَنۡ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ۙ لِمَنِ اتَّقٰى	اور جس نے تاخیر کی (تین دن تک) تو نہیں کوئی گناہ اُس پر بھی (لیکن) اُس کے لیے جو بچتا رہے نافرمانی سے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّكُمۡ اِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾	اور جان لو کہ تم اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

اِن آیات میں تلقین کی گئی کہ حج کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اُس سے دعائیں مانگتے رہو۔ البتہ اُس سے صرف دنیا کی نعمتیں نہ مانگو بلکہ آخرت میں بھی بھلائی عطا کرنے کی التجا کرو۔ جو لوگ صرف دنیا مانگیں گے اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ہاں جو لوگ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی دعا کریں گے اُنھیں اُن کے نیک اعمال کا اجر دیا جائے گا۔ خاص طور پر ہدایت دی گئی کہ ارکانِ حج کی تکمیل پر ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کے دوران منیٰ کی وادی میں اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو اور اُس کی نافرمانیوں سے بچنے کے لیے خصوصی احتیاط کرو۔

آیات ۲۰۴ تا ۲۰۷

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کردار

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّعۡجِبُکَ قَوۡلُہٗ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے کہ (اے نبیؐ!) بھلی لگتی ہے آپؐ کو جس کی بات دنیا کی زندگی کے بارے میں
وَ یُشۡہِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیۡ قَلۡبِہٖ	اور وہ گواہ بناتا ہے اللہ کو اُس پر جو اُس کے دل میں ہے
وَ ہُوَ اَلَدُّ الۡخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾	حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔
وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الۡاَرۡضِ لِیُفۡسِدَ فِیۡہَا	اور جب بھی اُسے اختیار ملتا ہے،وہ کوشش کرتا ہے زمین میں کہ فساد مچائے اُس میں
وَ یُہۡلِکَ الۡحَرۡثَ وَ النَّسۡلَ	اور برباد کردے کھیتیوں اور نسلوں کو
وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الۡفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کو۔
وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ	اور جب کہا جاتا ہے اُس سے کہ بچو اللہ کی نافرمانی سے
اَخَذَتۡہُ الۡعِزَّۃُ بِالۡاِثۡمِ	تو پکڑے رکھتی ہے اُسے عزتِ نفس گناہ پر
فَحَسۡبُہٗ جَہَنَّمُ	پس کافی ہے اُس کے لیے جہنم
وَ لَبِئۡسَ الۡمِہَادُ ﴿۲۰۶﴾	اور یقیناً وہ برا ٹھکانہ ہے۔
وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ؕ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو کھپا دیتا ہے اپنی جان حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا

وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾	اور اللہ بہت ہی مہربان ہے (ایسے) بندوں پر۔

اِن آیات میں دو کرداروں کا بیان ہے۔ ناپسندیدہ کردار یہ ہے کہ انسان گفتگو میں تو دوسروں کے دل موہ لینے کی کوشش کرے لیکن عملی طور پر جوں ہی موقع ملے دوسروں کی جان، مال اور آبرو کو نقصان پہنچائے۔ ایسے کردار کا انجام جہنم ہے۔ پسندیدہ کردار اُس کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر سب کچھ لٹا دینے پر آمادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے پر خلوص لوگوں کے حق میں انتہائی نرمی و شفقت کرنے والا ہے۔

آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰

پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو !
ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً ۖ	داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے
وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقشِ قدم کی
اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۰۸﴾	بے شک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔
فَاِنۡ زَلَلۡتُمۡ	پھر اگر تم ڈگمگا گئے
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ الۡبَيِّنٰتُ	اِس کے بعد کہ جو آ چکے ہیں تمہارے پاس واضح دلائل
فَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۰۹﴾	تو جان لو کہ اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ	وہ نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر اِس کا کہ آ جائے اللہ بادلوں کے سائبانوں میں اور فرشتے

وَ قُضِیَ الْاَمْرُ ؕ	اور فیصلہ کر دیا جائے معاملہ کا	
وَ اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔	ع ۲۵ ۱۴

اِن آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو۔ یعنی زندگی کے ہر گوشہ میں اور انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت دراصل شیطان کی پیروی ہے۔ واضح ہدایات آنے کے باوجود پورے کے پورے اسلام پر عمل نہ کرنا اِس بات کا مظہر ہے کہ انسان اب روزِ قیامت ہی کا انتظار کر رہا ہے جس روز اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ زمین پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام معاملات کا فیصلہ چکا دیا جائے گا۔

آیات ۲۱۱ تا ۲۱۲

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍۭ بَیِّنَۃٍ ؕ	اے نبیؐ! پوچھیے بنی اسرائیل سے کس قدر ہم نے دیں اُنہیں واضح نشانیاں
وَ مَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ	اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت کو اِس کے بعد کہ وہ آچکی ہو اُس کے پاس
فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾	تو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا	خوشنما کر دی گئی ہے اُن کے لیے جنھوں نے کفر کیا دنیا کی زندگی
وَ یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ	اور وہ مذاق اڑاتے ہیں اُن کا جو ایمان لائے
وَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ	اور وہ جنھوں نے پرہیز گاری اختیار کی غالب ہوں گے

	اُن پر روزِ قیامت
وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾	اور اللہ رزق عطا فرماتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

یہ آیات بنی اسرائیل کے طرزِ عمل کے حوالے سے یہ حقیقت بیان کر رہی ہیں کہ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ نعمتوں کی ناشکری کی وجہ یہ ہے کہ نادان لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ آخرت کے طلب گار متقیوں کو بیوقوف سمجھتے ہیں اور اُن کا مذاق اڑاتے ہیں۔ البتہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے متقی بندے جنت کے بلند مقامات پر ہوں گے اور اُس کی بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اِس کے برعکس دنیادار جہنم کی پستیوں میں سخت عذاب کا مزہ چکھ رہے ہوں گے۔

آیت ۲۱۳

تفرقہ کا سبب، چودھراہٹ کی خواہش

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۗ	تھے سب لوگ ایک ہی امت
فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠	(جب اُنہوں نے اختلاف کیا) تو بھیجے اللہ نے انبیاءؑ بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر
وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اور نازل فرمائی اُن کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ
لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ	تاکہ وہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان اُس کا، اُنہوں نے اختلاف کیا تھا جس میں
وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ	اور اختلاف نہیں کیا اِس میں مگر اُنہوں نے جنہیں دی گئی تھی کتاب
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ	اِس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں

بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ	ضد کی وجہ سے آپس میں
فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پس ہدایت دی اللہ نے اُنہیں جو ایمان لائے
لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ	اُس بات کی، اُنہوں نے اختلاف کیا تھا جس میں حق کے ذریعہ اپنی توفیق سے
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾	اور اللہ ہدایت عطا فرماتا ہے جسے چاہے سیدھے راستے کی۔

اِس آیت میں ارشاد ہوا کہ پہلے انسان اللہ تعالیٰ کے نبیؑ تھے لہٰذا نوعِ انسانی نے ہدایت کے ساتھ دنیا میں اپنے سفر کا آغاز کیا۔ بعد میں جب بھی کچھ لوگوں نے ہدایت کی راہ سے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر اپنے بندوں پر حق کو واضح کر دیا۔ اختلافات کرنے والے انا پرست تھے اور اُن کے اختلافات کا سبب تھا باہم ضد اور اپنی برتری کی خواہش۔ آج مسلمانوں میں فرقہ واریت اور انتشار کا سبب بھی اِس آیت کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

آیت ۲۱۴

جنت مشکلات میں گھیر دی گئی ہے

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ	کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں
وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ	حالانکہ اب تک نہیں آئے تم پر اُن لوگوں جیسے حالات جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے
مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا	پہنچی اُنہیں سختی اور تکلیف اور وہ لرزا دیے گئے
حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ	یہاں تک کہ پکار اٹھے رسولؐ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے اُن کے ساتھ

مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ	کب ہو گی اللہ کی مدد؟
اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾	سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اِس آیت میں خبر دار کیا گیا کہ ایمان کے محض زبانی دعویٰ سے جنت نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ بندوں کے خلوص کا امتحان لیتا ہے۔ جو آزمائشوں میں ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں وہی جنت میں جانے کے حق دار بنتے ہیں۔ ماضی میں اہلِ ایمان پر ہلا دینے والی سختیاں اور آزمائشیں آئیں۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسولؑ اور اہلِ ایمان پکار اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ اُنہیں تسلی دی گئی کہ ثابت قدم رہو، عنقریب اللہ کی مدد آئے گی۔

آیت ۲۱۵

انفاق کن کے لیے کیا جائے؟

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے کہ کیا خرچ کریں؟
قُلۡ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ	فرمایئے تم جو بھی خرچ کرو مال میں سے
فَلِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِيۡلِ ؕ	تو (خرچ کرو) والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے
وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ	اور جو بھی تم کرو گے نیکی
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱۵﴾	تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

یہ آیت اِس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ انفاق کن لوگوں پر کیا جائے؟ بتایا گیا کہ انفاق کے حق دار والدین، قرابت دار، یتیم، محتاج اور مسافر ہیں۔ البتہ انفاق کے حوالے سے یہ حقیقت ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اِس کے پیچھے نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ اُسے ہر کسی کے انفاق کا علم ہے۔ اپنے انفاق کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں۔

آیت ۲۱٦

جنگ کی فرضیت کا حکم

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ	فرض کیا گیا ہے تم پر جنگ کرنا اور وہ ناپسند ہے تمہیں	
وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ	اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ بہتر ہو تمہارے لیے	
وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ	اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ بری ہو تمہارے لیے	
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۲۱٦ ع	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔	٢٦ ع ٦ ١٠

اِس آیت میں قتال یعنی جنگ کی فرضیت کا حکم دیا گیا ہے۔ ممکن ہے قتال لوگوں کو پسند نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل کی روشنی میں اِسی میں خیر ہے۔ ظلم واستحصال کرنے والے اگر تبلیغ کے ذریعہ آمادۂ اصلاح نہ ہوں تو پھر قتال کے ذریعہ سے اُن کے ظلم کو روکا جاتا ہے۔انسان کا علم محدود ہے لہٰذا وہ خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھ بیٹھتا ہے۔

آیت ۲۱۷

کفار کے جرائم زیادہ سنگین ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۗ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے حرمت والے مہینے کے بارے میں یعنی جنگ کرنا کیسا ہے اُس میں؟
قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۗ	فرمایئے جنگ کرنا کہ اِس ماہ میں بڑا گناہ ہے
وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ	اور روکنا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اُس کے ساتھ

وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ۗ	اور (روکنا) مسجدِ حرام سے
وَاِخۡرَاجُ اَهۡلِهٖ مِنۡهُ	اور نکال دینا اُس میں بسنے والوں کو وہاں سے
اَكۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ	زیادہ بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک
وَالۡفِتۡنَةُ اَكۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ	اور فتنہ زیادہ بڑا ہے خونریزی سے
وَلَا يَزَالُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ	اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے تم سے (کافر)
حَتّٰى يَرُدُّوۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ	یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر ایسا کر سکیں
وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ	اور جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے
فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ	پھر مرا اِس حال میں کہ وہ کافر تھا
فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ	تو یہی وہ (بدنصیب) ہیں کہ برباد ہوگئے اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں
وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ	اور یہی لوگ جہنم والے ہیں۔
هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۱۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ آیت مسلمانوں سے ہونے والی ایک خطا کا دفاع کر رہی ہے۔ ہوا یوں کہ وادیٔ نخلہ میں مسلمانوں کی کفار سے اچانک مڈ بھیڑ ہوگئی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں ایک مشرک جہنم واصل ہو گیا۔ اتفاق سے یہ واقعہ حرمت والے مہینے میں ہوا۔ قریش نے اِس پر طوفان اٹھادیا۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حرمت والے مہینہ میں جنگ کرنا حرام ہے۔ البتہ طوفان اٹھانے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔ اُس کی راہ اور مسجدِ حرام سے دوسروں کو روکا۔ اُن کے جرائم اللہ

تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں۔اہلِ ایمان کو خبردار کیا گیا کہ کافروں کی باتوں کا اثر نہ لیں۔وہ خود تو برباد ہوئے ہیں تمہیں بھی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔جس نے کفار کی باتوں میں آکر دینِ اسلام سے رخ پھیرا، پھر بغیر توبہ کیے مر گیا تو اُس کی تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلے گا۔

آیت ۲۱۸

اللہ تعالیٰ کی رحمت کن کے لیے ہے؟

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا	اور جنہوں نے ہجرت کی
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں
اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ	یہی وہ لوگ ہیں جو اُمید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سچے امیدوار کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو دل سے ایمان لائے، پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وطن اور مال واسباب کو چھوڑ کر ہجرت کی اور اُس کے دین کی سربلندی کے لیے اُس کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا۔ایسے ہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعائیں کرنے کے حق دار ہیں۔دین کی خاطر قربانی نہ دینا اور پھر بھی اللہ کی رحمت کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

آیات ۲۱۹ تا ۲۲۰

تین سوالات کے جوابات

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے شراب اور جوئے کے

	بارے میں
قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ	فرمایئے اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز	اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے
وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط	اوراِن دونوں کا گناہ زیادہ بڑا ہے اِن دونوں کے فائدہ سے
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۵	اور وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے کیا خرچ کریں؟
قُلِ الْعَفْوَ ط	فرمایئے جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ لا	تاکہ تم غور و فکر کرو۔
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط	دنیا اور آخرت میں
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ط	اور وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے یتیموں کے بارے میں
قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ط	فرمایئے خیر خواہی کرنا اُن کے لیے بہتر ہے
وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط	اوراگر تم شریک کرلو اپنے ساتھ اُنہیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط	اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ط	اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً مشقت میں ڈال دیتا تمہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾	بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں تین سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ شراب اور جوئے کے بارے میں ابتدائی حکم دیا گیا کہ اِن میں بظاہر فائدہ ہے لیکن در حقیقت گناہ ہے۔اِن کے گناہ کا پہلو فائدہ سے بڑھ کر ہے۔مال خرچ کرنے کے حوالے سے اسلام کی اخلاقی تعلیم بتائی گئی کہ جو ضرورت سے زائد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو(قانونی اعتبار سے معین نصاب پر سال کے بعد زکوٰۃ دینا فرض ہے)۔یتیموں کے حوالے سے اجازت دے دی گئی کہ تم اپنے اور اُن کے مال میں شراکت کر کے کوئی مشترکہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔البتہ اگر کسی کی نیت اُن کا مال ہڑپ کرنے کی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔اِن آیات میں اہم نکتہ یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ مختلف امور کی وضاحت اِس لیے کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔ محض دنیا کی فکر کرنا دنیاداری ہے اور صرف آخرت کی فکر کرنا رہبانیت ہے۔

آیت ۲۲۱

مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ	اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں
وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ	اور یقیناً مومن کنیز بہتر ہے (آزاد) مشرک عورت سے اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں
وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ	اور نکاح میں نہ دو اپنی عورتوں کو مشرکوں کے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں
وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ	اور یقیناً مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک مرد سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں

اُولٰٓئِكَ يَدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ	یہ (مشرک) تو بلاتے ہیں آگ کی طرف
وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡٓا اِلَى الۡجَـنَّةِ وَالۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ ۚ	اور اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی طرف اپنی توفیق سے
وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ	اور واضح فرماتا ہے اپنی آیات لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ؏ ﴿۲۲۱﴾	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

ع ۲۷ ۵ ۱۱

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں۔ نکاح مرد اور عورت کے درمیان محض شہوانی تعلق ہی نہیں بلکہ اِس کے عقائد، اخلاق اور تمدن پر گہرے اثرات پڑتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک مسلمان فرد یا اُس کی اولاد مشرکانہ تصورات اختیار کر کے گمراہ ہو جائے اور جہنمی قرار پائے۔ لہٰذا اِس خطرے کی وجہ سے مشرکین کے ساتھ نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ نکاح کرتے ہوئے ظاہری کمال و محاسن پر ایمان کو ترجیح دی جائے۔

آیات ۲۲۲ تا ۲۲۳

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کی تیاری کرو

وَيَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ ؕ	اور اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے حیض کے بارے میں
قُلۡ هُوَ اَذًى ۙ	فرمائیے وہ تکلیف کی حالت ہے
فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الۡمَحِيۡضِ ۙ	پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں
وَلَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ ۚ	اور قریب نہ جایا کرو اُن کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں
فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ	پھر جب وہ پاک ہو جائیں
فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ	تو آؤ اُن کے پاس جہاں سے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ	بے شک اللہ محبت کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں سے
وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ ﴿۲۲۲﴾	اور وہ محبت کرتا ہے پاکیزگی اختیار کرے والوں سے۔
نِسَآؤُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ ۪	تمہاری بیویاں کھیتی ہیں تمہارے لیے
فَاۡتُوۡا حَرۡثَکُمۡ اَنّٰی شِئۡتُمۡ ۫	پس آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو
وَ قَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ	اور آگے بھیجو اپنے لیے (نیکیاں)
وَ اتَّقُوا اللّٰہَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ مُّلٰقُوۡہُ ؕ	اور جان لو کہ تم ملنے والے ہو اُس سے
وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۲۳﴾	اور خوشخبری دیجئے مومنوں کو۔

اِن آیات میں ارشاد ہوا کہ ایامِ ماہواری میں بیوی سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں۔البتہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اُن کے ساتھ کھانا، پینا اور لیٹنا جائز ہے۔ پھر بشارت دی گئی کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں جو سابقہ گناہوں پر توبہ کرتے رہتے ہیں اور طہارت و پاکیزگی کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔مزید بیان ہوا کہ بیوی انسان کے لیے ایسی کھیتی ہے جس سے اُسے اولاد کی صورت میں عظیم پھل حاصل ہوتا ہے۔ایسا پھل جو دنیا و آخرت دونوں میں کام آنے والا ہے۔لہٰذا انسان کو اِس کھیتی کے پاس محض تفریح یا لذت کے لیے نہیں بلکہ اولاد جیسی نعمت والا پھل حاصل کرنے کے لیے جانا چاہیے۔ پھر اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے تاکہ دنیا میں معاشرے کو دیانت دار افراد میسر ہوں اور آخرت کے لیے صدقۂ جاریہ کا توشہ حاصل ہو۔آخر میں تنبیہ کی گئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہوگی۔اگر اوپر دی گئی ہدایات پر عمل نہ کیا تو اللہ بازپرس فرمائے گا اور عمل کرنے کی صورت میں بھرپور انعامات سے نوازے گا۔

آیات ۲۲۴تا۲۲۵

نیکی نہ کرنے کی قسم مت کھاؤ

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ	اور نہ بنالیا کرو اللہ کو آڑ اپنی قسموں کے لیے
اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ ؕ	کہ تم نیکی اور پرہیز گاری اور لوگوں کے درمیان صلح کی کوشش نہ کرو گے
وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ	نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ غیر ارادی بات پر تمہاری قسموں میں
وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ	اور لیکن وہ پکڑے گا تمہیں اُن پر جس کا ارادہ کیا تمہارے دلوں نے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت بردبار ہے۔

اِن آیات میں نصیحت کی گئی کہ غصے میں اِس طرح کی قسم مت کھاؤ کہ کسی کے ساتھ نیکی نہیں کروں گا، آئندہ پرہیز گاری اختیار نہیں کروں گا یا لوگوں کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا۔ احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں اُس پر واضح ہو جائے کہ اِس قسم کے توڑ دینے ہی میں خیر اور بھلائی ہے، اُسے قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ سورۂ مائدہ آیت ۸۹ کے مطابق قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا اُنہیں بقدرِ ستر پوشی کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ جو ایسا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ مسلسل تین دن کے روزے رکھے۔ البتہ جو قسمیں بطور تکیہ کلام یا بلا ارادہ زبان سے نکل جاتی ہیں، اُن پر نہ کفارہ ہے اور نہ ہی اُن پر گرفت ہوگی۔

آیات ۲۲۶ تا ۲۲۷

بیوی سے قطع تعلق کا مسئلہ

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ	اُن کے لیے جو قسم اُٹھالیں قریب نہ جانے کی اپنی بیویوں کے
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ	انتظار کرنا ہے چار مہینے
فَاِنْ فَآءُوْ	پھر اگر وہ رجوع کر لیں
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ	اور اگر وہ پکا ارادہ کر لیں طلاق کا
فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾	تو بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ شوہر کو اجازت نہیں کہ وہ ناراضگی کی بنیاد پر چار ماہ سے زائد بیوی سے قطع تعلق جاری رکھے۔ اگر کوئی قسم کھالے کہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤں گا تو وہ چار مہینے کے اندر اندر بیوی سے تعلق قائم کر لے یا پھر اُسے طلاق دے دے۔ پہلی صورت میں اُسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ اگر وہ دونوں میں سے کوئی صورت اختیار نہیں کرے گا تو عدالت اُسے مجبور کرے گی کہ وہ بیوی سے تعلق قائم کرے یا اُسے طلاق دے تاکہ اُس عورت پر ظلم نہ ہو۔

آیت ۲۲۸

طلاقِ رجعی کا مسئلہ

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ	اور طلاق یافتہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ	اور جائز نہیں اُن کے لیے کہ چھپائیں جو پیدا کیا ہے اللہ نے اُن کے رحموں میں
اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ	اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر
وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ	اور اُن کے شوہر زیادہ حق دار ہیں اُن کو لوٹا لینے کے اِس (مدت) میں اگر وہ چاہیں اصلاح
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪	اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے اُن پر حقوق ہیں (مردوں کے) دستور کے مطابق
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ	اور مردوں کے لیے ہے اُن پر ایک درجہ (فضیلت)
ع ۲۸ ۱۲ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ع ۲۲۸	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِس آیت کی رُو سے طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین ایام ماہواری تک ہے۔ یہ حکم اُن خواتین کے لیے ہے جو بالغہ ہوں، شوہر سے مل چکی ہوں اور حاملہ نہ ہوں۔ ایک یا دو طلاق کے بعد عدت کے دوران طلاق رجعی ہوتی ہے یعنی شوہر بغیر دوبارہ نکاح کے رجوع کر سکتا ہے۔ اِس آیت میں خاندانی زندگی کے حوالے سے ایک اہم بات یہ بیان کی گئی کہ عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے کہ اُن کے اوپر فرائض ہیں۔ گویا مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ عورتوں پر واضح کیا گیا کہ خاندان کے سربراہ کی حیثیت مرد کو حاصل ہے اور اُنہیں چاہیے کہ شوہر کی برتری تسلیم کر کے اُس کی اطاعت کریں۔

آیت ۲۲۹

خلع لینے کی اجازت

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪	طلاق (رجعی) تو دو بار ہے

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ	پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ
وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا	اور جائز نہیں تمہارے لیے کہ تم لو اُس میں سے جو تم نے دیا ہے اُنہیں کچھ بھی
اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ	سوائے اِس کے کہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ نہیں قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ	تو اگر تم خوف محسوس کرو کہ وہ دونوں نہیں قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر اِس میں کہ وہ عورت خود کو چھڑائے جس سے
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ	یہ اللہ کی حدیں ہیں پس تجاوز مت کرو اِن سے
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ	اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدود سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٢٩﴾	پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

دورِ جاہلیت میں رواج تھا کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیتا تو بھی وہ جب چاہتا اُس سے رجوع کر لیتا۔ وہ غریب نہ تو اُس کے ساتھ بس سکتی تھی اور نہ ہی اُس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکتی تھی۔ یہ آیت اِس ظلم و زیادتی کا خاتمہ کر رہی ہے اور آگاہ کر رہی ہے کہ رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے۔ تیسری طلاق کے بعد یہ حق ختم ہو جائے گا۔ طلاق یافتہ بیوی سے مہر یا دیے گئے تحائف واپس لینا جائز نہیں۔ اِسی طرح اگر شوہر اور بیوی میں موافقت نہ ہو اور شوہر طلاق بھی نہ دے تو بیوی پورا مہر یا اُس کا کچھ حصہ چھوڑ کر یا کچھ اور مال دے کر شوہر سے خلع لے سکتی ہے۔

آیت ۲۳۰

طلاقِ مغلظ کا مسئلہ

فَإِنْ طَلَّقَهَا	پھر اگر وہ طلاق دے اُسے (تیسری بار)
فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ	تو اب وہ عورت حلال نہیں اُس کے لیے اِس کے بعد
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ	یہاں تک کہ وہ نکاح کرے کسی اور خاوند سے اُس کے سوا
فَإِنْ طَلَّقَهَا	پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) بھی طلاق دے دے اُسے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر کہ وہ رجوع کر لیں
اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ	اگر وہ دونوں خیال کرتے ہوں کہ وہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود
وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ	اور یہ اللہ کی حدود ہیں
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾	وہ واضح کرتا ہے اِنہیں اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔

اِس آیت میں طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے جسے طلاقِ مغلظ کہتے ہیں۔اِس طلاق کے بعد بیوی شوہر کے لیے حرام ہے۔البتہ اگر وہ کسی اور شخص سے نکاح کے ذریعہ تعلق قائم کرے اور پھر وہ شوہر اُسے اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو اب یہ عدت کے بعد دوبارہ سابقہ شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔اِس عمل کو شریعت میں حلالہ کہتے ہیں۔البتہ حلالہ کا وہ رائج طریقہ جس میں کسی شخص سے معینہ مدت کے لیے نمائشی نکاح کرایا جاتا ہے ایک لعنتی فعل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِس طرح حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ایسا نمائشی نکاح، نکاح نہیں زناکاری ہے۔اِس نکاح سے عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو گی۔

آیت ۲۳۱

عورتوں پر ظلم نہ کرو

وَ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو (ایک یا دو بار)
فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ	پھر وہ پہنچنے کو آئیں اپنی عدت کو
فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ	تو روک لو اُنہیں بھلائی کے ساتھ
اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۖ	یا رخصت کر دو بھلائی کے ساتھ
وَّلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ	نہ روکے رکھو اُنہیں تکلیف دینے کے لیے تاکہ تم زیادتی کرو
وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ	اور جس نے کیا ایسا
فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ	تو یقیناً اُس نے ظلم کیا اپنی جان پر
وَلَا تَتَّخِذُوۡٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ	اور نہ بنالو اللہ کی آیات کو مذاق
وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ	یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں
وَمَآ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ وَالۡحِكۡمَةِ	اور وہ (بھی یاد رکھو) جو نازل کیا ہے اُس نے تم پر کتاب اور حکمت میں سے
يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ	وہ نصیحت کر رہا ہے تمہیں اُس کے ساتھ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

ع وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۳۱﴾	اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بیویوں پر زیادتی کرنے والے مردوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو کھیل اور تماشا نہ بنائیں۔ یہ تنبیہ اُن مردوں کے لیے ہے جو طلاق دینے کے بعد عدت ختم ہونے سے کچھ وقت پہلے رجوع کر لیتے تھے۔ پھر دوسری طلاق دیتے اور عدت کی تکمیل سے ذرا پہلے رجوع کر لیتے۔ پھر تیسری طلاق دیتے اور یوں خاتون کی عدت تین گنا طویل ہو جاتی۔ بظاہر اِس صورت میں شریعت کا حکم نہ ٹوٹتا لیکن حکم کی روح مجروح ہو جاتی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کھیلنا۔ دل میں تقویٰ نہ ہو تو شریعت کے ساتھ اِسی طرح کا مذاق کیا جاتا ہے اور حیلوں کے ذریعہ شریعت کی روح کو پامال کیا جاتا ہے۔

آیت ۲۳۲

طلاقِ بائن کا مسئلہ

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو (ایک یا دو بار)
فَبَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ	پھر وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کو
فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَھُنَّ	تو مت روکو انہیں کہ وہ نکاح کر لیں اپنے شوہروں سے
اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط	جبکہ وہ دونوں راضی ہوں آپس میں بھلے طریقے پر
ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط	یہ حکم ہے نصیحت کی جاتی ہے اِس کی اُسے جو تم میں سے ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر
ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ط	یہی زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور زیادہ ستھرا
وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اگر کسی عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور عدت کے دوران رجوع نہ کیا ہو تو اب یہ طلاقِ بائن کہلائے گی۔ وہ عورت اب کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور سابقہ شوہر سے بھی دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ اور اُس کا سابقہ شوہر دونوں آپس میں دوبارہ نکاح پر راضی ہوں تو عورت کے رشتے داروں کو اِس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ نیز اِس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور عورت عدت کے بعد اُس سے آزاد ہو کر کہیں دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہو تو اُس سابق شوہر کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اُس کے نکاح میں رکاوٹ بنے اور یہ کوشش کرتا پھرے کہ جس عورت کو اُس نے چھوڑا ہے، اُسے کوئی نکاح میں لانا قبول نہ کرے۔ گویا مطلقہ عورتوں کو اپنی مرضی کی شادی کرنے سے بلا شرعی وجہ کے روکنا حرام ہے۔

آیت ۲۳۳

رضاعت کا مسئلہ

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ	اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال
لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ	(یہ مدت) اُس کے لیے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ پلانے کی مدت
وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	اور اُس کے ذمہ جس کا بچہ ہے اُن کا کھانا اور اُن کا لباس ہے دستور کے مطابق
لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ	ذمہ داری نہیں دی جاتی کسی کو مگر اُس کی حیثیت کے مطابق
لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا	نہ نقصان پہنچایا جائے ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے
وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ	اور نہ ہی (نقصان پہنچایا جائے) اُس کو جس کا بچہ ہے اُس کے بچہ کی وجہ سے

وَعَلَى الۡوَارِثِ مِثۡلُ ذٰلِكَ ۚ	اور وارث پر بھی اِسی طرح کی ذمہ داری ہے
فَاِنۡ اَرَادَا فِصَالًا عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡهُمَا وَتَشَاوُرٍ	پھر اگر وہ دونوں ارادہ کرلیں دودھ چھڑانے کا آپس کی رضامندی اور مشورہ سے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر
وَاِنۡ اَرَدتُّمۡ اَنۡ تَسۡتَرۡضِعُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ	اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلواؤ (کسی دایہ سے) اپنی اولاد کو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا سَلَّمۡتُمۡ مَّآ اٰتَيۡتُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر جب تم پورا پورا ادا کردو (دایہ کو) جو تم نے دینا تھا دستور کے مطابق
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۝٢٣٣	اور جان لو کہ اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں مسئلہ رضاعت کا بیان ہے۔ مدتِ رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال بیان ہوئی۔ جو مدتِ رضاعت پوری کرنا چاہے تو اُس کی طلاق یافتہ بیوی پر لازم ہے کہ وہ دو سال تک بچے کو دودھ پلائے۔ اِس مدت کے دوران دودھ پلانے والی کے اخراجات کی ذمہ داری بچے کے والد پر ہوگی۔ والد فوت ہو جائے تو اُس کے ورثاء یہ ذمہ داری ادا کریں گے۔ مدتِ رضاعت کی تکمیل سے پہلے ہی دودھ چھڑانے کا فیصلہ باہم مشاورت و رضامندی سے کیا جا سکتا ہے۔ ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ اُس کا معاوضہ دستور کے مطابق ادا کر دیا جائے۔ خاص ہدایت یہ دی گئی کہ اِس معاملہ میں کسی فریق کے ساتھ بھی زیادتی نہ کی جائے۔

آیت ۲۳۴

بیوہ کی عدت

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے
وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا	اور چھوڑ جائیں بیویاں
یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ	تو چاہیے کہ وہ انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس راتیں
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پس جب وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کی مدت کو
فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اُس میں جو وہ کریں اپنے لیے دستور کے مطابق
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۳۴﴾	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیت کی روشنی میں بیوہ خاتون کی عدت چار ماہ اور دس راتیں ہے۔ یہ عدتِ وفات اُن عورتوں کے لیے بھی ہے جن کا شوہروں سے تعلق قائم نہیں ہوا۔ البتہ حاملہ عورت کی عدتِ وفات وضعِ حمل تک ہے۔ عدت کے دوران بیوہ نہ نکاح کرے گی اور نہ ہی کسی قسم کی زیب وزینت اختیار کرے گی۔

آیت ۲۳۵

عدت کے دوران نکاح کی ممانعت

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ	اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اِس میں کہ تم اشارۃً پیش کرو نکاح کا پیغام عورتوں کے لیے

النِّسَآءِ	
اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ	یا تم اُس کو پوشیدہ رکھو اپنے جیوں میں
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ	اللہ جانتا ہے کہ تم یاد کرتے رہتے ہو اُنہیں
وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا	اور لیکن کوئی وعدہ نہ کرنا اُن سے خفیہ طور پر
اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ	سوائے اِس کے کہ تم کہہ دو کوئی بھلی بات
وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ	اور نہ پکی کر لو نکاح کی گرہ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ	یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت کا حکم اپنی مدت کو
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ	اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تمہارے جیوں میں ہے
فَاحْذَرُوْهُ ۚ	سو ڈرتے رہو اُس سے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝٢٣٥ ع ﴿ع ١٤﴾	اور جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔

عدت کے دوران کسی خاتون سے نکاح کرنا یا نکاح کا واضح الفاظ میں پیغام دینا جائز نہیں۔ البتہ اشارے میں نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے مثلاً میرا ارادہ شادی کرنے کا ہے یا میں نیک عورت کی تلاش میں ہوں یا ولی سے کہا جائے کہ اِس کے نکاح کی بابت فیصلہ کرنے سے قبل مجھے اطلاع ضرور کرنا وغیرہ۔ البتہ جس خاتون کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں اُس کو عدت کے اندر اشارے میں بھی نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے اُس کا شوہر رجوع ہی کر لے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جی کی باتیں جانتا ہے سو ناجائز ارادوں سے بچنا چاہیے۔ ناجائز ارادہ ہو گیا تو اِس پر توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنی چاہیے۔

آیات ۲۳۶ تا ۲۳۷

رخصتی سے قبل طلاق کا مسئلہ

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اگر تم طلاق دو عورتوں کو
مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ	وہ کہ نہیں چھوا تم نے جن کو
اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ	یا تم نے نہیں مقرر کیا اُن کے لیے مہر
وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ	اور کچھ سامان دو اُنہیں
عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ	خوشحال پر (دینا واجب) ہے اپنی حیثیت کے مطابق
وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ	اور تنگدست پر (دینا واجب) ہے اپنی گنجائش کے مطابق
مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ	سامان دینا ہے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝٢٣٦	لازم ہے نیک لوگوں پر۔
وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ	اور اگر تم نے طلاق دی ہے اُنہیں اِس سے پہلے کہ تم نے چھوا ہو اُنہیں
وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً	اور تم مقرر کر چکے تھے اُن کے لیے مہر
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ	تو نصف (دینا) ہو گا اُس کا جو تم نے مقرر کیا ہے
اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ	سوائے اِس کے کہ وہ عورتیں معاف کر دیں
اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ	یا معاف کر دے وہ جس کے ہاتھ میں ہے نکاح کی گرہ

وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ	اور اگر تم معاف کر دو (تو یہ) زیادہ قریب ہے تقویٰ سے
وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ	اور نہ بھولو احسان کرنا آپس میں
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾	بے شک اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

رخصتی سے قبل طلاق دینا جائز ہے۔اِس صورت میں خاتون پر عدت کی پابندی نہیں۔ اگر مہر مقرر کیا جا چکا تھا تو آدھا ادا کرنا ہو گا۔ہاں اگر بیوی اپنا حق معاف کر دے تو شوہر کو کچھ نہیں دینا پڑے گا۔البتہ اگر شوہر فیاضی کا برتاؤ کرتے ہوئے پورا مہر ہی دے دے تو یہ زیادہ پرہیز گاری والا طرزِ عمل ہے۔اِسی طرح اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو بھی فراخ دلی کے ساتھ کوئی تحفہ دے کر بیوی سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

آیات ۲۳۸ تا ۲۳۹

نمازوں کی حفاظت کرو

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ	حفاظت کرو نمازوں کی
وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ	اور (بالخصوص) درمیانی نماز کی
وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾	اور کھڑے ہو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہوئے۔
فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ	پھر اگر تمہیں خوف ہو تو چلتے چلتے یا سواری پر (نماز پڑھ لو)
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ	پھر جب تم امن میں ہو جاؤ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ	تو یاد کرو اللہ کو جیسے اُس نے سکھایا ہے تمہیں
مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾	وہ جو تم نہیں جانتے تھے۔

وسطیٰ کے معنی درمیان والی چیز کے ہیں اور ایسی چیز کے بھی جو اعلیٰ اور اشرف ہو۔ صلوۃ الوسطیٰ سے مراد درمیان والی نماز بھی ہوسکتی ہے اور ایسی نماز بھی جو صحیح وقت پر پورے آداب، خشوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف دلی طور پر متوجہ ہو کر ادا کی جائے۔ اکثر مفسرین نے صلوۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز لی ہے کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں درمیانی نماز ہے۔ یہ وقت کاروبار سمیٹنے اور بڑی مشغولیت کا ہوتا ہے لہٰذا خیال رکھا جائے کہ اِس وقت کی نماز فوت نہ ہو۔ نکاح وطلاق کے مسائل کے بیان کے دوران اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت اور بالخصوص اُن میں عاجزی اور خشوع وخضوع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز نہ صرف اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت کی جوابدہی کی یاددہانی کی بھی ایک مؤثر صورت ہے۔ جس طرح ہم نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں ایسے ہی یَوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کے مصداق روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے لیے کھڑے ہوں گے۔ جوابدہی کا یہ احساس انسان کو تمام امور بشمول نکاح وطلاق کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ جو نماز پڑھے لیکن معاملات میں شریعت کی پابندی نہ کرے، اُس کی نماز درحقیقت نماز ہے ہی نہیں۔

آیت ۲۴۰

بیوہ کے حق میں وصیت

وَالَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ	اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے
وَیَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۚۖ	اور چھوڑ جائیں بیویاں
وَّصِیَّةً لِّاَزۡوَاجِهِمۡ مَّتَاعًا اِلَی الۡحَوۡلِ غَیۡرَ اِخۡرَاجٍ ۚ	(اُنہیں چاہیے کہ) وصیت کر جائیں اپنی بیویوں کو خرچ دینے کی ایک سال تک بغیر اُنہیں (گھر سے) نکالے ہوئے
فَاِنۡ خَرَجۡنَ	پھر اگر وہ خود نکل جائیں
فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡ مَا فَعَلۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ مِنۡ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اُس میں جو وہ کریں اپنے لیے

مَّعۡرُوۡفٍ ؕ	دستور کے مطابق
وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۴۰﴾	اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں بیان شدہ حکم ابتداء میں دیا گیا تھا جسے بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ ابتدائی حکم یہ تھا کہ مردوفات کے وقت ورثاء کو وصیت کر جائے کہ اُس کے بعد اُس کی بیوہ کو ایک سال تک گھر سے نہ نکالا جائے اور اِس دوران اُس کے تمام اخراجات برداشت کیے جائیں۔ بعد میں جب سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۴ میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر ہو گئی، نیز آیتِ میراث یعنی سورۂ نساء آیت ۱۲ کی رُو سے خاوند کے ترکہ میں بیوہ کا حصہ مقرر ہو گیا تو سورۂ بقرہ کی اِس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اب بیوہ کے لیے حکم ہے کہ وہ عدت کے ایام اپنے مرنے والے شوہر کے ہاں گزارے اور بعد میں وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں آزاد ہے۔

آیت ۲۴۱

علیحدگی کے وقت حسنِ سلوک

وَ لِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ	اور طلاق یافتہ عورتوں کو کچھ سامان دینا ہے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲۴۱﴾	لازم ہے پرہیزگاروں پر۔

اِس آیت میں تاکید کی گئی کہ طلاق کی صورت میں علیحدگی کو خوبصورت بنایا جائے اور بیوی کو حسنِ سلوک کرتے ہوئے کچھ تحائف دے کر رخصت کیا جائے۔ پرہیزگار اِس تاکید کو اپنے لیے لازم سمجھیں۔

آیت ۲۴۲

اللہ تعالیٰ کیوں آیات کو واضح فرماتا ہے؟

کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ	اِسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ ع	تاکہ تم سمجھو۔

ع ۳۱ ۱۵

اللہ تعالیٰ نے نکاح، طلاق اور خاندانی معاملات کے بارے میں تفصیلی ہدایات عطا فرمائی ہیں تاکہ ہم اِنہیں سمجھیں اور اِن پر عمل کریں۔ ہم اہلِ پاکستان کی اِس حوالے سے بہت بڑی محرومی ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے ہمارے عائلی قوانین شریعت کے مطابق تھے۔ ہندوستان میں آج بھی ایسا ہی ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان میں ۱۹۶۲ اِن قوانین کو تبدیل کر کے غیر اسلامی بنادیا گیا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا تسلسل اِسی نافرمانی کی سزا ہے۔

آیت ۲۴۳

موت کا خوف تمہیں جہاد سے نہ روکے

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُنہیں جو نکلے تھے اپنے گھروں سے
وَهُمۡ اُلُوۡفٌ	جبکہ وہ ہزاروں میں تھے
حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۖ	موت کے ڈر سے
فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ۟	تو فرمایا اُنہیں اللہ نے کہ مر جاؤ
ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ ؕ	پھر اللہ نے زندہ فرمایا اُنہیں
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ	بے شک اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے لوگوں پر
وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَشۡكُرُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾	اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

اِس آیت میں تاریخِ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے جس کی تفصیل میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ یہ قوم کسی وقت جہاد میں قتل ہونے کے ڈر سے یا کسی وبائی مرض کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل کھڑی ہوئی تاکہ موت کے منہ میں جانے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں موت سے دوچار کیا اور پھر اپنے فضل سے دوبارہ زندہ کر دیا۔ گویا بتادیا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی طے کردہ تقدیر سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ اگلی آیت میں جہاد کرنے کا حکم ہے۔ اِس حکم سے پہلے

آگاہ کر دیا گیا کہ موت کا وقت متعین ہے۔ جہاد سے گریز کر کے اِسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا جہاد سے جی مت چراؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی موت حاصل کرنے کی تمنا کرو۔

آیات ۲۴۴ تا ۲۴۵

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرو

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور جنگ کرو اللہ کی راہ میں
وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾	اور جان لو کہ اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	کون ہے جو قرض دے اللہ کو بہترین قرض
فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ	تو بڑھا دے اللہ اِس قرض کو اُس کے لیے کئی گنا
وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪	اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور کشادگی دیتا ہے
وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے زندگی بھر جہاد نہ کیا اور نہ ہی اُس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال پیدا ہوا وہ منافقت کی ایک صورت پر مرا (مسلم)۔ اِن آیات میں جان کے ساتھ مال بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کی تلقین کی گئی۔ رزق کی کشادگی اور کمی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی کمی نہیں ہوتی بلکہ وہ اُس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے۔ جو مال اُس کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے خرچ کیا جائے، وہ اُسے اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ یہ کمالِ لطف و کرم ہے کہ اُسی نے بندے کو پیدا فرمایا اور اُسے مال بھی عطا فرمایا لیکن وہ بندے کے خرچ کیے ہوئے مال کو قرض قرار دے رہا ہے۔ پھر بندے کو خوشخبری دے رہا ہے کہ حق کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال نہ صرف واپس ملے گا بلکہ اُس میں کئی گنا اضافہ بھی کیا جائے گا۔

آیت ۲۴۶

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ سے گریز

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ	کیا تم نے نہیں دیکھا بنی اسرائیل کے سرداروں کو موسیٰؑ کے بعد
اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	جب اُنہوں نے کہا تھا اپنے نبیؑ سے کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لیے ایک بادشاہ تاکہ ہم جنگ کریں اللہ کی راہ میں
قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ	نبیؑ نے کہا کہ کیا تم سے اِس کا بھی امکان ہے کہ اگر جنگ فرض کر دی جائے تم پر تو تم جنگ نہ کرو
قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اُنہوں نے کہا اور ہمیں کیا ہے کہ ہم جنگ نہ کریں اللہ کی راہ میں
وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ	جبکہ ہم دور کر دیے گئے ہیں اپنے گھروں اور بیٹوں سے
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ	پھر جب فرض کی گئی اُن پر جنگ
تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ	تو اُنہوں نے رُخ پھیر لیا سوائے چند کے اُن میں سے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔

اِس آیت سے تاریخِ بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں بنی اسرائیل نے فلسطین فتح کیا اور حکومت قائم کر لی۔ کچھ ہی عرصہ بعد اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایک دوسری

قوم نے اُنہیں فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب اُنہوں نے اُس وقت کے نبی حضرت سموئیلؑ سے ایک ایسا بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی جس کی قیادت میں وہ دوبارہ فلسطین کے حصول کے لیے جنگ کر سکیں۔ نبیؑ نے اُن سے دریافت کیا کہ اگر تم پر جنگ فرض کر دی گئی تو کیا تم لڑنے سے گریز تو نہ کرو گے؟ اُنہوں نے یقین دلایا کہ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے اور کر بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ ہم پہلے ہی بے گھر ہو چکے ہیں۔ دشمنوں نے ہماری املاک چھین لی ہیں اور ہمارے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا رکھا ہے۔ لہٰذا ہم کیوں نہ اِن سے لڑیں گے۔ لیکن اِس کے باوجود جب اُن پر جنگ فرض کر دی گئی تو اُن کی اکثریت مختلف حیلے اور بہانے بنا کر جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے لگی۔

آیات ۲۴۷ تا ۲۴۸

اہمیت مال کی نہیں علم کی ہے

وَ قَالَ لَهُمۡ نَبِيُّهُمۡ	اور کہا اُن سے اُن کے نبیؑ نے
اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ بَعَثَ لَكُمۡ طَالُوۡتَ مَلِكًا ؕ	بے شک اللہ نے مقرر فرما دیا ہے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ
قَالُوۡٓا اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهُ الۡمُلۡكُ عَلَيۡنَا	کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اُس کے لیے بادشاہت ہم پر؟
وَنَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡكِ مِنۡهُ	اور ہم زیادہ حق دار ہیں بادشاہت کے اُس سے
وَ لَمۡ يُؤۡتَ سَعَةً مِّنَ الۡمَالِ ؕ	اور نہیں دی گئی اُسے وسعت مال میں
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰهُ عَلَيۡكُمۡ	کہا نبیؑ نے بے شک اللہ نے چن لیا ہے اُسے تم پر
وَ زَادَهٗ بَسۡطَةً فِى الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ ؕ	اور زیادہ دی ہے اُسے فراخی علم اور جسم میں
وَاللّٰهُ يُؤۡتِىۡ مُلۡكَهٗ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ	اور اللہ دیتا ہے اپنی بادشاہت (کی امانت) جسے چاہتا ہے

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۷﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔
وَقَالَ لَہُمۡ نَبِیُّہُمۡ	اور کہا اُن سے اُن کے نبیؑ نے
اِنَّ اٰیَۃَ مُلۡکِہٖۤ	بے شک اُس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے
اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ التَّابُوۡتُ	کہ آجائے گا تمہارے پاس وہ تابوت
فِیۡہِ سَکِیۡنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ	جس میں سامانِ تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے
وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوۡسٰی وَاٰلُ ہٰرُوۡنَ	اور باقی ماندہ تبرکات ہیں اُس میں سے جو چھوڑے تھے آلِ موسٰیؑ اور آلِ ہارونؑ نے
تَحۡمِلُہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ؕ	اٹھالائیں گے اُسے فرشتے
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ	بے شک اِس میں یقیناً ایک نشانی ہے تمہارے لیے
۳۲ ع ۶ ۱۶ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۴۸﴾ ع	اگر تم مومن ہو۔

بنی اسرائیل کے سرداروں نے جب اپنے نبیؑ سے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی تو نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ سرداروں نے اعتراض کیا کہ ایسے شخص کو یہ منصب کیوں دیا گیا جس کے پاس مال و دولت نہیں۔ نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مال سے زیادہ اہمیت علم کی ہے۔ حضرت طالوت نہ صرف علم میں ممتاز مقام رکھتے ہیں بلکہ جسمانی طور پر بھی بہت قوی ہیں۔ قیادت کے لیے زیادہ مناسب فرد وہ ہو سکتا ہے جو ذہنی و جسمانی دونوں طرح کی لیاقتوں کا حامل ہو۔

آیت ۲۴۹

اہمیت اسباب کی نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ہے

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ	پھر جب نکلا طالوت اپنے لشکروں کے ساتھ
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ	کہا بے شک اللہ آزمانے والا ہے تمہیں ایک نہر سے
فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ	پس جس نے پیا اُس میں سے تو وہ نہیں ہے میرا ساتھی
وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ	اور جس نے نہ چکھا اُسے تو یقیناً وہ میرا ساتھی ہے
اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ	سوائے اِس کے کہ بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے
فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ	تو اُنہوں نے پیا اُس میں سے سوائے چند کے اُن میں سے
فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ	پھر جب عبور کیا نہر کو طالوت نے اور اُنہوں نے جو ایمان رکھتے تھے اُس کے ساتھ
قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ	کہا چند ساتھیوں نے نہیں ہے طاقت ہمارے پاس آج جالوت اور اُس کے لشکروں سے مقابلے کی
قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ	کہا دوسرے ساتھیوں نے جو خیال کرتے تھے کہ وہ ملنے والے ہیں اللہ سے
كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ	کتنی ہی چھوٹی جماعتیں
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ	غالب ہوئیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٢٤٩	اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت طالوت جب لشکر لے کر فلسطین پر قابض قوم کے خلاف نکلے تو اُنہوں نے راستہ میں ایک نہر پر ساتھیوں کے نظم کا امتحان لیا۔ فرمایا کہ میرے ساتھ وہی آگے جائے گا جو نہر میں سے صرف چلو بھر پانی پیے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ تھوڑی دیر کے لیے اپنی پیاس ضبط نہ کر سکیں، کیا اُن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں پامردی دکھائیں گے؟ اطاعتِ امیر ہر حال میں ضروری ہے تاہم دشمن سے معرکہ آرائی کے وقت تو اِس کی اہمیت کئی گنا ہو جاتی ہے۔ پھر جنگ میں کامیابی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فوجی اُس دوران بھوک پیاس اور دیگر تکالیف کو نہایت حوصلے سے برداشت کرے۔ چنانچہ اِن دونوں باتوں کی تربیت اور امتحان کے لیے لشکر کی آزمائش کی گئی۔ لیکن تنبیہ کے باوجود اکثریت نے پانی پی لیا اور وہ نظم کے اِس امتحان میں کامیاب نہ ہو سکی۔ جب اُن کے لشکر کا دشمن کے لشکر کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو دشمن کی تعداد اور وسائل دیکھ کر اُن کے بعض ساتھی مرعوب ہو گئے۔ ایسے میں چند اللہ والوں نے کہا کہ کامیابی تعداد کی کثرت اور اسلحہ کی فروانی پر منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مدد سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اُنہیں ملے گی جو ڈٹ جانے والے ہیں۔ کتنی ہی بار ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعت غالب آئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کی مدد سے۔

آیات ۲۵۰ تا ۲۵۱

مجاہدینِ فی سبیل اللہ تعالیٰ کی قوت و ہمت کا اصل راز

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ	اور جب وہ سامنے ہوئے جالوت اور اُس کے لشکروں کے
قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا	دعا کرنے لگے اے ہمارے رب! انڈیل دے ہم پر صبر
وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا	اور جمائے رکھ ہمارے قدموں کو
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾	اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔
فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۛ	تو اُنہوں نے شکست دی کافروں کو اللہ کے حکم سے

وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ	اور قتل کیا داوٗدؑ نے جالوت کو
وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَ الۡحِكۡمَةَ	اور دی اُنہیں اللہ نے حکومت اور حکمت
وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ	اور سکھایا اُنہیں اُس میں سے جو چاہا
وَ لَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ	اور اگر نہ مٹاتا رہتا اللہ لوگوں کو یعنی اُن میں سے کچھ کو دوسروں سے
لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ	یقیناً برباد ہو جاتی زمین
وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۵۱﴾	اور لیکن اللہ بڑا افضل فرمانے والا ہے تمام جہانوں پر۔

اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی قوت اور اُن کے عزم وہمت کا اصل راز یہ ہے کہ اُن کا رجوع ہر حال میں اور ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق ومالک ہے اور سب کچھ اُسی کے قبضۂ قدرت واختیار میں ہے۔ جب اُس کی مدد ہو تو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔ حضرت طالوت اور اُن کے ساتھیوں نے جالوت کی جنگجو اور کیل کانٹے سے لیس فوج کے مقابلہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر صبر، استقامت، نصرت اور فتح کی دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعائیں قبول فرمائیں اور مسلمانوں کی ایک نہایت قلیل تعداد کافروں کی بڑی تعداد پر غالب آگئی۔ لشکر میں شامل حضرت داوٗدؑ نے جالوت کو قتل کیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں علم وحکمت سے نوازا، نبوت پر سرفراز فرمایا اور خلافت عطا فرمائی۔

آیت ۲۵۲

قرآنِ حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد

تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ ؕ	یہ اللہ کی آیات ہیں، ہم تلاوت کر رہے ہیں اِنہیں (اے نبیؐ! آپؐ پر حق کے ساتھ

وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾	اور بے شک آپؐ یقیناً رسولوںؑ میں سے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ قرآنِ حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد محض داستان گوئی نہیں بلکہ بندوں کے لیے عبرت وموعظت اور علم وحکمت کا حصول ہوتا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ پر ان واقعات کا وحی کیا جانا اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسولوںؑ میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ واقعات نہ کسی کتاب میں پڑھے ہیں نہ کسی سے سنے ہیں۔ سو آپ ﷺ یہ سب کچھ وحی کے ذریعے ہی سناتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی رسالت، صداقت اور حقانیت کا ایک واضح ثبوت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیت ۲۵۳

انسان مجبورِ محض نہیں

تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ	یہ رسولؑ ہیں ہم نے فضیلت دی ہے اِن میں سے کچھ کو دوسروں پر
مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ	اِن میں وہ بھی ہیں جن سے کلام فرمایا اللہ نے
وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ	اور بلند فرمایا اُن میں سے کچھ کو درجات میں
وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ	اور ہم نے عطا کیں عیسیٰؑ ابن مریم کو واضح نشانیاں
وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ	اور ہم نے مدد کی اُن کی پاکیزہ روح کے ذریعہ
وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ	اور اگر چاہتا اللہ تو آپس میں نہ لڑتے وہ لوگ جو اُن کے بعد تھے
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ	اِس کے بعد کہ جو آچکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں
وَلٰكِنِ اخۡتَلَفُوۡا	اور لیکن اُنہوں نے اختلاف کیا
فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ	تو اُن میں سے وہ بھی تھے جو ایمان لائے
وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ كَفَرَ ؕ	اور اُن میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے کفر کیا

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ	اور اگر چاہتا اللہ تو وہ آپس میں نہ لڑتے
وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾	اور لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

ع ۳۳ ۵

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ رسولوںؑ میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ ہم کلامی بخشا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اُس نے واضح معجزات عطا فرمائے اور حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ اُنہیں مصلوب ہونے سے محفوظ رکھا۔ رسولوںؑ کے آنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو زبردستی تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتا۔ اِس کے برعکس اُس نے انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نے کفر کیا۔ پھر اُن کے درمیان باہم تصادم ہوتا رہا انسان کو ملنے والے اختیار ہی کی بنیاد پر روزِ قیامت اُس سے باز پرس ہو گی۔

آیت ۲۵۴

نجاتِ اخروی کے لیے چور دروازوں کی نفی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ	خرچ کرتے رہو اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے تمہیں
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ	اِس سے پہلے کہ آئے وہ دن
لَّا بَيْعٌ فِيْهِ	نہ ہو گی کوئی خرید و فرخت جس میں
وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ ؕ	اور نہ ہی کوئی دوستی ہو گی اور نہ ہی کوئی سفارش
وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾	اور کافر ہی ظالم ہیں۔

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آخرت میں نجات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیے گئے رزق میں سے نیک مقاصد کے لیے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ روزِ قیامت کوئی لین دین، کوئی رشتہ داری اور کوئی سفارش کام نہ آئے گی۔ اب جو شخص

بغیر کسی عذر کے آخرت کی تیاری کے لیے خرچ نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کا عملی اعتبار سے کافر ہے اور در حقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔ آیۂ مبارکہ کے آخری حصہ سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ جو لوگ اِس آیت میں بیان شدہ حقائق کے منکر ہیں وہی ظالم ہیں یعنی اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں۔

آیت ۲۵۵

آیت الکرسی توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	اللہ، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ	زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے ہر چیز کا
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ	نہ آتی ہے اُسے اونگھ اور نہ ہی نیند
لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
وَمَا فِی الْاَرْضِ	اور جو کچھ زمین میں ہے
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ	کون ہے جو سفارش کر سکے اُس کے سامنے مگر اُس کی اجازت سے
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ	وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے
وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ	اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے کچھ بھی اُس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے
وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	چھائی ہوئی ہے اُس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمین پر

وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا	اور نہیں تھکاتی اُسے اُن دونوں کی نگرانی
وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾	اور وہی بہت بلند، بڑی عظمت والا ہے۔

یہ آیت توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ ہےاور ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق قرآنِ حکیم کی تمام آیات کی سردار ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بارہ صفات بیان کی گئی ہیں:

i- وہی معبودِ برحق ہے اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ii- وہ بذاتِ خود زندۂ جاوید ہے۔

iii- وہی دوسروں کو بھی زندہ اور قائم رکھنے والا ہے۔

iv- اُس کی حیات اُونگھ یا نیند کے ذریعہ کسی آرام کی محتاج نہیں۔

v- آسمان و زمین کی ہر شے کا وہی مالک و مختار ہے۔

vi- اُس کی بارگاہ میں کوئی کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکتا مگر اُسی کی اجازت سے۔

vii- اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے سابقہ، موجودہ اور آئندہ ہونے والے اعمال سے بذاتِ خود واقف ہے۔ کوئی کسی کی سفارش کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کے اعمال کا اندراج درست نہیں ہوا اور ناکردہ گناہ بھی اُس کے کھاتے میں لکھ دیے گئے ہیں یا اُس کی بعض نیکیوں کا اندراج نہیں ہوا۔

viii- کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے علم میں سے صرف اتنا حصہ پا سکتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے۔

ix- اُس کا اقتدار تمام آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔

x- آسمانوں اور زمین کی حفاظت و نگرانی اُسے تھکانے والی نہیں۔

xi- وہ انتہائی بلند و بالا ہے۔

xii- وہ بڑی عظمتوں کا حامل ہے۔

آیات ۲۵۶ تا ۲۵۷

نہ ٹوٹنے والا مضبوط سہارا تھام لو

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ	کوئی زبردستی نہیں دین میں
قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ	بے شک خوب واضح ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے
فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ	توجو کوئی انکار کرے طاغوت کا
وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ	اور ایمان رکھے اللہ پر
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى	تو یقیناً اُس نے تھام لیا مضبوط سہارا
لَا انْفِصَامَ لَهَا	نہیں ہے کبھی ٹوٹنا اُس کا
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾	اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اللہ ساتھی ہے اُن کا جو ایمان لائے
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ	وہ نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ	اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے ساتھی ہیں طاغوت
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ	وہ نکالتے ہیں اُنہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	یہی ہیں جہنم والے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع ۳۴ ۴ ۲	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کا باطل ہوناواضح کر دیا ہے۔اب انفرادی اعتبار سے کسی انسان کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اسلام قبول کرے۔البتہ اجتماعی طور پر غلبہ اللہ تعالیٰ کے دین کا اور نفاذ شریعتِ اسلامی کا ہوگا۔اِسی طرح اسلام کو قبول کرنے والے کو اختیار نہیں رہتا کہ وہ دین کے احکام وہدایات کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دے۔جو حکم معقول نظر آئے اُسے مانے اور باقی کا انکار کر دے۔کچھ احکام پر عمل کرے اور کچھ کو چھوڑ دے۔نہ ہی اسے دینِ اسلام چھوڑنے کا اختیار ہوتا ہے کیونکہ ایسا کرنا اُس اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت ہے جس کے دستور کی بنیاد ہی اسلام پر ہے۔مزید ارشاد ہوا کہ جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑے،اُس نے ایک ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں۔طاغوت ایک ایسا کردار ہے جو فاسق سے بھی بدتر ہے۔اللہ تعالیٰ کا نافرمان فاسق کہلاتا ہے جبکہ اُس کا دشمن اور اُس کے مقابلہ میں اپنی مرضی اور قانون جاری کرنے والا طاغوت کہلاتا ہے۔فرعون، نمرود، آج کے دنیادار مذہبی پیشوا اور سیاسی قائدین، مادر پدر آزاد اسمبلیاں یا من مانے فیصلے کرنے والے آمر طاغوت ہیں۔اللہ تعالیٰ طاغوت کے خلاف بغاوت کرنے والے مومنوں کا حامی و ناصر بن جاتا ہے اور اُنہیں مسلسل گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف رہنمائی عطا فرماتا رہتا ہے۔اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والوں کے ساتھی طاغوت ہوتے ہیں جو مسلسل اُنہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں۔یہ بدنصیب ہمیشہ جہنم میں جلنے والے ہیں۔

آیت ۲۵۸

نمرود پر اتمامِ حجت

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰھٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیمؑ سے اُن کے رب کے بارے میں
اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ	اِس لیے کہ دی تھی اُسے اللہ نے بادشاہت
اِذۡ قَالَ اِبۡرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ	جب فرمایا ابراہیمؑ نے میرا رب تو وہ ہے جو زندگی دیتا

	ہے اور موت دیتا ہے
قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ	اُس نے کہا کہ میں زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں
قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ	فرمایا ابراہیمؑ نے تو بے شک اللہ لاتا ہے سورج کو مشرق سے
فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ	سو لاؤ تم اُسے مغرب سے
فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ	پھر حیرت زدہ کر دیا گیا وہ جس نے کفر کیا تھا
وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کے نمرود جیسے طاغوت کے ساتھ اُس کے دربار میں مکالمہ کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس طاغوت کو رب ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے جس کے اختیار میں موت اور زندگی ہے۔ نمرود نے کہا کہ یہ میرا اختیار ہے جسے چاہوں سزائے موت دوں اور جسے چاہوں بری کر دوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک بلیغ دلیل کے ذریعہ نمرود پر حجت تمام کر دی۔ آپؑ نے فرمایا میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع فرماتا ہے۔ تم اِسے مغرب سے نکال کر دکھاؤ۔ اِس بات کو سن کر نمرود حیرت زدہ اور لاجواب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

آیت ۲۵۹

اللہ تعالیٰ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ	یا اُس شخص کی طرح جو گزرا ایک بستی پر
وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ	اور وہ گری ہوئی تھی اپنی چھتوں پر
قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ	اُس نے کہا کیسے زندہ کرے گا اِسے اللہ اِس کی تباہی کے بعد

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ	تو موت دے دی اُسے اللہ نے سو برس تک
ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ	پھر زندہ کیا اُسے
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ	فرمایا اللہ نے کتنی دیر تم رہے یہاں؟
قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ	اُس نے کہا میں رہا ہوں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ
قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ	فرمایا اللہ نے بلکہ تم رہے ہو یہاں سو برس
فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ	تو دیکھو اپنے کھانے اور مشروب کو یہ ابھی تک باسی نہیں ہوئے
وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ	اور دیکھو اپنے گدھے کو
وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ	اور تاکہ ہم بنا دیں تمہیں نشانی لوگوں کے لیے
وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ	اور دیکھو (گدھے کی) ہڈیوں کو
كَيْفَ نُنْشِزُهَا	کیسے ہم اٹھا رہے ہیں اُنہیں
ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا	پھر ہم چڑھا رہے ہیں اُن پر گوشت
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ	پھر جب خوب واضح ہو گیا اُس کے لیے
قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾	وہ پکار اٹھا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں ایک ایسے تجربہ کا ذکر ہے جس سے حضرت عزیرؑ کو گزارا گیا۔۵۸۷ق م میں جب بیت المقدس کو بخت نصر نے تخت وتاراج کر دیا تو اُس اجڑے ہوئے شہر کو دیکھ کر حضرت عزیرؑ بے اختیار پکار اٹھے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ اِس مردہ بستی کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک سو برس کے لیے سلا دیا۔ جب بیدار ہوئے تو اُن کا کھانا اور مشروب اپنی اصل حالت میں تھے جبکہ سواری کا گدھا نہ صرف مر چکا تھا بلکہ اُس کی ہڈیاں بھی چورہ چورہ ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کے سامنے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ حضرت عزیرؑ پکار اٹھے کہ میں حق الیقین کے درجہ میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اِس تجربہ سے اُنہیں تحریک ہوئی کہ کیوں نہ میں بھی بنی اسرائیل کے مردہ جسم میں جان ڈالنے کی کوشش کروں اور اُن کا دین سے تعلق زندہ کر دوں۔ اُنہوں نے محنت کی اور اللہ تعالیٰ نے پھر سے بنی اسرائیل کو ایک زندہ قوم بنا دیا۔

آیت ۲۶۰

حضرت ابراہیمؑ کے لیے اطمینانِ قلب کا سامان

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	اور جب عرض کی ابراہیمؑ نے
رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى	اے میرے رب! دکھا مجھے کیسے تو زندہ کرے گا مردوں کو؟
قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ	فرمایا اللہ نے اور کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟
قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ	عرض کی ابراہیمؑ نے کیوں نہیں! اور لیکن (چاہتا ہوں) کہ مطمئن ہو جائے میرا دل
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ	فرمایا اللہ نے تو پکڑ لو کوئی چار پرندوں میں سے
فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ	پھر مانوس کر لو اُنہیں اپنے ساتھ

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا	پھر رکھ دو ہر پہاڑ پر اُن کا ایک حصہ
ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا	پھر بلاؤ اُنہیں چلے آئیں گے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے
وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۶۰ ع	اور جان لو کہ اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

ع ۳۵ ۴

اِس آیت میں بیان ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرو، پھر اُنہیں ذبح کر کے اُن کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر رکھ دو۔ اب اُنہیں آواز دو۔ اُن کے ٹکڑے باہم ملیں گے، وہ زندہ ہوں گے اور تمہاری طرف اڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ انبیاء کرامؑ کو دعوت و تبلیغ کی جو خدمت اللہ تعالیٰ نے سپرد کی تھی اُس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی آنکھوں سے وہ حقائق دیکھ لیں جن پر ایمان لانے کی دعوت اُنہیں لوگوں کو دینی تھی۔

آیات ۲۶۱ تا ۲۶۲

انفاق فی سبیل اللہ کا شاندار اجر

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	مثال اُن کی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ	ایک دانے کی سی ہے جس نے اگائیں سات بالیاں
فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ	ہر بالی میں ہیں سو دانے
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ	اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۶۱	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں

ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى ۙ	پھر پیچھا نہیں کرتے اُس کا جو خرچ کیا احسان جتانے کے لیے اور نہ ہی دکھ دینے کے لیے
لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	اُن کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾	اور نہ کوئی خوف ہو گا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر سات سو گنا عطا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا اجر کو مزید بڑھا دے گا۔ یعنی جس قدر خلوص اور ایثار کے ساتھ انسان اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا، اتنا ہی اُس کی طرف سے اجر زیادہ ہو گا۔ البتہ یہ بشارت اُس کے لیے ہے جو کسی کی مالی مدد کرنے کے بعد نہ اُس پر احسان جتائے اور نہ ہی اُسے طعنہ دے کر اُس کی عزتِ نفس کو مجروح کرے اور اُسے دکھ پہنچائے۔

آیات ۲۶۳ تا ۲۶۴

انفاق فی سبیل اللہ کے اجر سے محرومی

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ	بھلی بات کہنا اور درگزر کرنا
خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى	بہتر ہے اُس صدقہ سے جس کے پیچھے ہوتا ہے دکھ دینا
وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾	اور اللہ بے نیاز، بڑے تحمل والا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ	نہ ضائع کرو اپنے صدقات احسان جتا کر اور دُکھ پہنچا کر
كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ	اُس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے

وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اور وہ ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور آخرت کے دن پر
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ	تو اُس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے
عَلَيْهِ تُرَابٌ	جس پر ہے تھوڑی سی مٹی
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ	پھر برسے اُس پر زوردار بارش
فَتَرَكَهٗ صَلْدًا	پس چھوڑ دے اُسے سخت چٹان کی صورت میں
لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا	وہ نہیں اختیار رکھتے کسی چیز پر اُس میں سے جو اُنہوں نے کمایا
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ناشکری کرنے والے لوگوں کو۔

اِن آیات میں خبردار کیا گیا کہ خرچ کرنے کے بعد احسان جتلانے یا کسی پر طنز کرنے سے اجر ضائع ہو جاتا ہے ۔ اِس سے تو بہتر ہے انفاق کیا ہی نہ جائے۔ انفاق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیے۔ جو دکھاوے کے لیے انفاق کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ انفاق کرنے کے بعد دکھاوا کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے ایسی چٹان پر بیج ڈال دیے جس پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ بارش نہ صرف گرد بلکہ بیج بھی بہا کر لے گئی۔ فائدہ کیا حاصل ہوتا بلکہ بیج کی صورت میں لگایا گیا سرمایہ بھی ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اُس کی رضا کے حصول کے بجائے لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرنا دراصل نعمت کی ناشکری ہے اور اللہ ایسے احسان فراموشوں کو اپنی رضا کا راستہ نہیں دکھاتا۔

آیت ۲۶۵

نیک نیتی سے انفاق کرنے والوں کی مثال

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ	اور مثال اُن کی جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے

اللّٰهِ	
وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	اور ثابت قدم رکھنے کے لیے اپنے آپ کو (دین پر)
كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ	اُس باغ کی مثال جیسی ہے جو ایک بلند زمین پر ہو
اَصَابَهَا وَابِلٌ	برسے اُس پر زور دار بارش
فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ	تو باغ لائے اپنا پھل دوگنا
فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ	پھر اگر نہ برسے اُس پر زور دار بارش تو ہلکی سی پھوار بھی کافی ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾	اور اللہ اُسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

یہ آیت خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خود کو دین پر ثابت قدم رکھنے کے لیے خرچ کرنے والوں کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اونچے مقام پر زراعت کی۔ عام بارش سے بھی فصل حاصل ہوئی اور زور دار بارش سے تو فصل دوچند ہوگئی۔ گویا جتنا خلوص اور جذبۂ ایثار ہوگا اتنا ہی انفاق کا اجر زیادہ ہوگا۔ اِس آیت سے یہ رہنمائی بھی ملی کہ دین پر ثابت قدمی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دین کی خدمت کے لیے مال خرچ کیا جائے۔ بلاشبہ جہاں انسان کا مال ہوتا ہے وہیں انسان کا دل ہوتا ہے۔ دین کے لیے مال لگائیں گے تو دل میں دین پر جماؤ اور پختگی پیدا ہوگی۔

آیت ٢٦٦

نیک نیتی سے انفاق نہ کرنے والوں کی مثال

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ	کیا پسند کرے گا تم میں سے کوئی
اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ	کہ اُس کا ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بہتی ہوں اُس کے نیچے سے نہریں
لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ	اُس کے لیے اُس میں ہر طرح کے پھل ہوں
وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ	اور آ جائے اُس پر بڑھاپا اور اُس کی کمزور سی اولاد بھی ہو
فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ	پھر آ جائے اُس باغ پر ایک تیز آندھی جس میں ہو آگ پھر وہ باغ جل جائے
كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ	اِسی طرح واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۠ ﴿۲۶۶﴾	تاکہ تم غور و فکر کرو۔

ع ۳۶

اِس آیتِ مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ انفاق کے بعد احسان جتانے، طعنہ دینے اور ریاکاری کرنے والوں کی مثال اُس بوڑھے باغبان کی سی ہے کہ جس کا ہرا بھرا باغ اُس کے سامنے جل کر راکھ ہو جائے۔ اُس کی زندگی بھر کی کمائی ایک ایسے نازک موقع پر برباد ہوئی جس وقت وہ اُس سے فائدہ اٹھانے کا سب سے زیادہ محتاج تھا۔ وہ خود بوڑھا تھا اور اُس کی اولاد بھی ابھی کم سن تھی۔ بدنصیب باغبان کو جو حسرت بڑھاپے میں ہو گی، اُس سے زیادہ بڑی حسرت خلوص کے ساتھ انفاق نہ کرنے والوں کو روزِ قیامت ہو گی۔ پوری زندگی کی نیکیاں قبول نہ ہوئیں اور اب کوئی نیکی کرنے کا امکان بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶۷ تا ۲۶۸

اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین شے پیش کرو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ	خرچ کیا کرو پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں
وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	اور اُس میں سے جو نکالا ہے ہم نے تمہارے لیے زمین سے

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ	اور ارادہ نہ کر کسی ردّی چیز کا کہ تم اُس میں سے خرچ کرو
وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ	اور نہیں ہو تم خود بھی اُس چیز کے لینے والے
اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ	مگر یہ کہ آنکھیں بند کر لو اُس کے بارے میں
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾	اور جان لو کہ اللہ بے نیاز، سب خوبیوں والا ہے۔
اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ	شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگدستی سے
وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ	اور حکم دیتا ہے تمہیں بے حیائی کا
وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا	اور اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے بخشش کا اپنی طرف سے اور فضل کا
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِن آیات میں تلقین کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حلال، پاکیزہ اور عمدہ شے پیش کرنی چاہیے۔ حدیثِ مبارکہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا "اللہ پاک ہے، پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔" (مسلم)۔ ایسی ردی شے ہرگز نہ دی جائے جو اگر انسان کو دی جائے تو وہ قبول نہ کرے مگر شرما شرمی میں۔ مزید ارشاد ہوا کہ شیطان انسان کو فقر سے ڈرا کر نیک کاموں میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ البتہ بے حیائی کی طرف لے جا کر بیہودہ فیشن، تقریبات اور تفریحات پر پیسہ ضائع کرا دیتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ انسان سے انفاق کرنے کی صورت میں دنیا میں وسعت اور آخرت میں بخشش کا وعدہ فرماتا ہے۔

آیت ۲۶۹

سب سے بڑی دولت، حکمت

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ	اللہ عطا فرماتا ہے حکمت جسے چاہتا ہے
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ	اور جسے عطا کی گئی حکمت
فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	تو یقیناً اُسے دے دی گئی بہت بڑی بھلائی
وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾	اور نصیحت نہیں قبول کرتے مگر عقلمند۔

اِس آیت کی رُو سے روپیہ پیسہ کے مقابلہ میں زیادہ بڑی دولت حکمت ہے۔ حکمت سے مراد وہ بصیرتِ باطنی ہے جس کے ذریعہ اشیاء کی حقیقت کو دیکھا جاتا ہے، بقول اقبال ؎

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اشیاء کی حقیقت نظر آجائے تو پھر ہر شے کو اُس کے صحیح مقام پر رکھا جاتا ہے۔ اِسی لیے حکمت کی ایک تعریف یوں بھی کی جاتی ہے اَلْحِكْمَةُ وَضْعُ الشَّيْئِ فِيْ مَحَلِّه (حکمت ہے ہر شے کو اُس کے درست مقام پر رکھنا)۔ جسے حکمت جیسی یہ نعمت مل جائے اُسے تو سب سے بہترین دولت ہاتھ آگئی۔ اب وہ شیطانی راہ اختیار کرنے سے بچے گا۔ شیطانی راہ یہ ہے کہ دنیا کو اونچا مقام دیا جائے اور آخرت کو پسِ پشت ڈال دیا جائے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے بلکہ مزید دولت بڑھانے کی فکر میں لگا رہے۔ اِس طرح شاید وہ دنیا میں تو خوشحال ہو جائے گا مگر اُس کی آخرت بالکل برباد ہو گی۔ دانشمندی یہ ہے کہ انسان جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے۔ دنیا میں وہ اُسے نعم البدل عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر و ثواب دے گا۔ یہی سب سے بڑی دولت اور حکمت ہے کہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دی جائے۔

آیات ۲۷۰ تا ۲۷۲

انفاق کرتے ہوئے ریاکاری سے بچو

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ	اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو مال میں سے
اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ	یا پیش کرتے ہوئے نذر مانی ہوئی منت میں سے
فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ	تو بے شک اللہ جانتا ہے اُسے
وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾	اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔
اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ	اگر تم ظاہر کرو صدقات تو اچھا ہے یہ
وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا	اور اگر تم پوشیدہ رکھو اُنہیں
وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ	اور دے دو اُنہیں فقیروں کو
فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ	تو وہ زیادہ بہتر ہے تمہارے لیے
وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ	اور اللہ دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں
وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۱﴾	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ	اے نبیؐ! نہیں ہے آپؐ کے ذمہ ہدایت دینا اُنہیں
وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ	اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ	اور جو تم خرچ کرو گے مال میں سے تو اپنے ہی بھلے کے لیے

وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ	اور تم خرچ نہیں کرتے مگر اللہ کی رضا کے حصول کے لیے
وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ	اور جو تم خرچ کرو گے مال میں سے
يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ	وہ پورا پورا لوٹا دیا جائے گا تمہیں
وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾	اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ صدقات اگر علی اعلان دیے جائیں تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو تو اچھی بات ہے، البتہ زیادہ محفوظ راستہ یہ ہے کہ یہ سعادت رازداری سے حاصل کی جائے۔اِس سے دکھاوے کا امکان نہ رہے گا۔یہ حقیقت بار بار بیان کی گئی ہے کہ انفاق کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ایسا انفاق انسان ہی کے بھلے کے لیے ہوگا۔اِس سے اُس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اُسے بھرپور اجر بھی عطا کیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ نے کھول کھول کر لوگوں پر حق واضح فرمادیا ہے۔اب یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جسے چاہے ہدایت کی توفیق بخشے اور وہ آپ ﷺ کے واضح کردہ حق کو قبول کرکے اِس کی پیروی کرے۔نہ صرف نیکیاں کرے بلکہ اُن کے ساتھ اخلاصِ نیت کا بھی خاص خیال رکھے۔

آیت ۲۷۳

انفاق فی سبیل اللہ کے اہم ترین حق دار

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	(انفاق) اُن فقیروں کے لیے ہے جو روکے گئے ہیں اللہ کی راہ میں
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ	(دینی مصروفیات کی وجہ سے) وہ استطاعت نہیں رکھتے کہ چل پھر سکیں زمین میں (معاش کے لیے)
يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ	سمجھتا ہے اُنہیں ناواقف خوشحال اُن کے سوال نہ

	کرنے کی وجہ سے
تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ	تم پہچان سکتے ہو اُنہیں اُن کے چہروں سے
لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا	وہ نہیں مانگا کرتے لوگوں سے لپٹ کر
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ	اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو مال میں سے
ع ۳۷ ۷ ۸ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۲۷۳	تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ انفاق فی سبیل اللہ کے اہم ترین حق دار وہ خوددار فقراء ہیں جنہوں نے دین سیکھنے اور اُس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے اپنے آپ کو ہمہ تن وقف کر رکھا ہے۔ سارا وقت دینی خدمات میں صرف کر دینے کی وجہ سے اِس قابل نہیں رہتے کہ اپنی معاش پیدا کرنے کے لیے کوئی جدوجہد کر سکیں۔ وہ کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے لیکن اُن کے چہرے اُن کے ضرورت مند ہونے کی عکاسی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کی مدد کرنے کو انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین مصرف قرار دیا۔

آیات ۲۷۴ تا ۲۷۵

فاضل سرمایہ کا اعلیٰ اور گھٹیا استعمال

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ	جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات اور دن
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً	چھپے اور کھلے
فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	تو اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۴	اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔
اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا	جو لوگ کھایا کرتے ہیں سود

لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ	وہ (روزِ قیامت) کھڑے نہیں ہوں گے مگر اُس کی طرح جسے پاگل کر دیا ہو شیطان نے چھو کر
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا	یہ اِس لیے کہ اُنہوں نے کہا
اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا	بے شک تجارت سود ہی کی طرح ہے
وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا	حالانکہ حلال فرمایا اللہ نے تجارت کو اور حرام کیا سود کو
فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ	پس آئی جس کے پاس نصیحت اُس کے رب کی طرف سے
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ	پھر وہ باز آ جائے تو اُس کا ہے جو وہ پہلے لے چکا
وَ اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ	اور اُس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے
وَ مَنْ عَادَ	اور جو دوبارہ ایسا کرے
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ	تو ایسے لوگ جہنم والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

آیت ۲۷۴ میں فاضل سرمایہ کا اعلیٰ ترین استعمال یہ بتایا گیا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اِس کا بھرپور بدلہ روزِ قیامت حاصل ہوگا۔ آیت ۲۷۵ میں بیان کیا گیا کہ فاضل سرمایہ کا بد ترین استعمال یہ ہے کہ اُسے سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ سود کھانے والے روزِ قیامت پاگلوں کی طرح اٹھائے جائیں گے اور اُن کے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہوں گے۔ وہ طنزیہ طور پر کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ کی طرف سے سود کی حرمت کے اعلان کے بعد جو اِس جرم سے باز آ گیا اُس کا سابقہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ البتہ جس نے سود کا لین دین جاری رکھا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن ہو گا۔

آیت ۲۷۶

سود کی خباثت، صدقات کی برکت

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا	مٹاتا ہے اللہ سود کو
وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ	اور بڑھاتا ہے صدقات کو
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾	اللہ پسند نہیں کرتا ہر ناشکرے گناہ گار کو۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ سود سے دنیا میں خباثتیں پھیلتی ہیں جبکہ صدقات سے معاشرہ میں پاکیزہ جذبات پروان چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ صدقات و خیرات سے جہاں آپس میں ہمدردی، مروت، اخوت، فیاضی پیدا ہوتی ہے وہاں طبقاتی تقسیم بھی کم ہوتی ہے۔ اِس کے برعکس سود سے دلوں میں سختی، خود غرضی، نفرتیں اور بخل جیسی برائیاں پرورش پاتی ہیں اور طبقاتی تقسیم بڑھتی چلی جاتی ہے جو بالآخر کسی نہ کسی عظیم فتنہ کا باعث بن جاتی ہے۔

آیت ۲۷۷

نماز اور زکوٰۃ معاملات کی درستگی کا ذریعہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ	اور قائم کی نماز اور ادا کی زکوٰۃ

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	اُن کے لیے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾	اور نہ کوئی خوف ہوگا اُن پر اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔

اِس آیت میں سود کی حرمت کے بیان کے دوران نماز اور زکوٰۃ کا ذکر وارد ہوا ہے۔ یہ دونوں عبادات انسان کو جملہ معاملاتِ زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کاربند رکھتی ہیں۔ نماز اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور آخرت کی جوابدہی کے احساس کو طاری رکھنے کا موئثر ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے۔ اللہ کے سامنے بار بار اِس بات کا عہد کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی بندگی کریں گے) انسان کو ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ زکوٰۃ ایک ایسی مالی عبادت ہے جو سود کی عین ضد ہے۔ یہ عبادت انسان کا تزکیہ کرتی ہے یعنی اُس کے دل سے مال کی محبت کو نکال دیتی ہے جو سود کھانے اور حرام خوری کی دوسری صورتوں میں ملوث ہونے کا اصل سبب ہے۔

آیات ۲۷۸ تا ۲۸۰

عملی اعتبار سے بدترین گناہ سود

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا	اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود میں سے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾	اگر تم مومن ہو۔
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا
فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ	تو سن لو اعلانِ جنگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ	اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے ہیں تمہارے اصل مال

لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۹﴾	نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔
وَ اِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ	اور اگر مقروض ہو تنگدست
فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ	تو مہلت دینا ہے خوشحالی تک
وَ اَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ	اور اگر تم صدقہ کر دو، بہتر ہے تمہارے لیے
اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾	اگر تم جانتے ہو۔

اِن آیات میں سود لینے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا۔ وعید سنائی گئی کہ اگر تم سود لینے سے باز نہ آئے تو پھر تمہارے ساتھ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ گویا جس طرح عقیدہ کے اعتبار سے شرک بدترین گناہ ہے اِسی طرح عملی اعتبار سے سود خوری بدترین جرم ہے۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں اِس جرم کی خباثت یوں بیان کی گئی:

اَلرِّبٰوا سَبۡعُوۡنَ حُوۡبًا اَیۡسَرُهَا اَنۡ یَّنۡکِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ (ابن ماجہ)

"سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ اُن میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا۔"

سود سے توبہ کے بعد انسان کا حق صرف اُس کے اصل مال پر ہے۔ مقروض اگر اصل زر واپس کرنے پر قادر نہ ہو تو اُسے آسودگی کے حصول تک مہلت دینی چاہیے۔ البتہ قرض پر دیے ہوئے مال کا اعلیٰ ترین استعمال تو یہ ہے کہ اگر مقروض قرض ادا نہیں کر پا رہا تو اُسے معاف ہی کر دیا جائے اور اس مال کو اپنے لیے توشۂ آخرت بنا لیا جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے مَنۡ اَنۡظَرَ مُعۡسِرًا اَوۡ وَضَعَ عَنۡهُ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیۡ ظِلِّهٖ " جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اُس کا قرضہ معاف کیا، اللہ اُسے اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا۔" (مسلم)

آیت ۲۸۱

آخرت میں جوابدہی کا احساس، عمل کی اصلاح کا ذریعہ

وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِيۡهِ اِلَى اللّٰهِ	اور ڈرتے رہو اُس دن سے تم لوٹائے جاؤ گے جس میں

	اللہ کی طرف	
ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ	پھرپورا پورا دے دیا جائے گا بدلہ ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا	
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ؏ ﴿٢٨١﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔	٣٨ ع ٨ ٦

بعض روایات کے مطابق یہ آخری آیت ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔اِس آیت میں یہ حقیقت دوٹوک انداز میں بیان کر دی گئی کہ اُس دن کا احساس کرتے ہوئے ڈرو جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ہر انسان کو اُس کے کیے کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔یہی وہ احساس ہے جو انسان کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے اور حلال و حرام کی تمیز کرنے پر کاربند رکھتا ہے۔

آیت ۲۸۲

ادھار معاملہ کے حوالے سے ہدایاتِ قرآنی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	جب تم دو ایک دوسرے کو قرض یک طے شدہ مدت تک کے لیے
فَاكْتُبُوْهُ	تو لکھ لیا کرو اُسے
وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠	اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان ایک کاتب عدل کے ساتھ
وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ	اور انکار نہ کرے کاتب کہ وہ لکھے
كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ	جیسے سکھایا ہے اُسے اللہ نے پس اُسے چاہیے کہ لکھے

وَ لْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ	اور لکھوائے وہ شخص جس کے ذمہ قرض ہے
وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ	اور وہ ڈرے اللہ سے جو اُس کا رب ہے
وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا	اور نہ کمی کرے اُس میں کچھ بھی
فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا	پھر اگر وہ جس کے ذمہ قرض ہے ناسمجھ یا کمزور ہے
اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ	یا اِس قابل نہ ہو کہ لکھوا سکے وہ
فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ	تو چاہیے کہ لکھوائے اُس کا ولی عدل کے ساتھ
وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ	اور بنالیا کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے
فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ	پھر اگر نہ ہوں دو مرد
فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ	تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ	اُن میں سے جن کو تم پسند کرو گواہوں میں سے
اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا	(اِس لیے) کہ بھول جائے اُن دونوں میں سے ایک
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى	تو یاد کرائے اُن میں سے ایک دوسری کو
وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا	اور نہ انکار کریں گواہ جب بھی وہ بلائے جائیں
وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ	اور کاہلی نہ کرو اِس میں کہ تم لکھو اُسے خواہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا (جبکہ وہ ہو) ایک مدت کے لیے
ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ	یہ کام زیادہ عدل والا ہے اللہ کے نزدیک

وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ	اور زیادہ درست رکھنے والا ہے گواہی کو
وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا	اور اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم شک نہ کرو
اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً	سوائے اِس کے کہ ہو فوری لین دین
تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ	جو تم کر رہے ہو آپس میں
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا	تو نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ تم نہ لکھو اُسے
وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ	اور گواہ بنالیا کرو جب بھی خرید و فروخت کرو
وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ	اور نقصان نہ پہنچایا جائے لکھنے والے کو اور نہ ہی گواہ کو
وَ اِنْ تَفْعَلُوْا	اور اگر تم ایسا کرو گے
فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ	تو بے شک یہ بڑی نافرمانی ہے تم میں
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ	اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ پورے قرآنِ مجید کی طویل ترین آیت ہے۔اِس آیت میں ادھار معاملہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں:

i- ادھار ہمیشہ یک طرفہ ہونا چاہیے، یعنی جنس پوری دے دی جائے یا قیمت پوری ادا کر دی جائے۔

ii- ادھار معاملہ میعادی ہونا چاہیے یعنی ایک طے شدہ مدت کے لیے ہو۔

iii- معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

iv- معاملہ کی تحریر وہ قلمبند کرائے جس پر قرض کا بوجھ آرہا ہے۔ اگر وہ معذور ہے تو اُس کی طرف سے ولی یہ کام سرانجام دے۔

v- تحریر واضح ہو اور اُس میں مبہم اسلوب اختیار نہ کیا جائے۔

vi- باہمی رضامندی سے دو مسلمان مردوں کو معاملہ پر گواہ بنایا جائے۔ اگر دو مرد دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو خواتین کو گواہ بنالیا جائے تاکہ بوقت ضرورت جب گواہی دینی پڑے تو مردوں کے سامنے ایک خاتون کی مدد کے لیے دوسری خاتون موجود ہو۔

vii- جب بھی باہم معاہدہ ہو گواہی کی یہ صورت قائم کرنی چاہیے۔

viii- گواہوں کو جب بھی طلب کیا جائے وہ ضرور حاضر ہوں۔

ix- فوری لین دین میں اگر معاملہ نہ لکھا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

x- لکھنے والا اور گواہ کسی فریق کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی کوئی فریق اِن دونوں کو نقصان پہنچائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے فاسق ہونے کا ثبوت دے گا۔

آیت ۲۸۳

رہن کے حوالے سے ہدایت اور گواہی چھپانے کی مذمت

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا	اور اگر تم ہو سفر پر اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا
فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ	تو کچھ رہن رکھوانا ہے قبضہ میں دے کر
فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا	پھر اگر اعتبار کرلے کوئی تم میں سے دوسرے پر
فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ	پس چاہیے کہ ادا کر دے وہ جس پر اعتبار کیا گیا ہے اُس کی امانت کو

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ	اور وہ ڈرے اللہ سے جو اُس کا رب ہے
وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ	اور مت چھپاؤ گواہی کو
وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ	اور جس نے چھپائی گواہی تو بے شک وہ دل کا گناہ گار ہے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ ع	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب جاننے والا ہے۔

٣٩ ع ٢ ٧

اِس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اگر ادھار معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہ ہو تو مقروض کوئی شے گروی رکھوا سکتا ہے۔ البتہ گروی رکھی گئی شے میں خیانت یا اُس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ پھر اگر کسی نے کوئی شے گروی رکھے یا معاملہ کو تحریر میں لائے بغیر کسی کو قرض دے دیا تو اب قرض لینے والے کو قرض دینے والے کے اعتماد پر پورا اترنا چاہیے۔ اِس آیت میں دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ گواہی کو نہ چھپاؤ۔ جو کوئی یہ حرکت کرے گا وہ ضمیر کا مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ معاملات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہاں گواہی چھپائی گئی تو آخرت میں تو ہر بات ظاہر ہو ہی جائے گی اور وہاں بلا عذر گواہی چھپانے والوں کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آیت ٢٨٤

اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر عمل کا محاسبہ ہو گا

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ	اور اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے جیوں میں ہے یا چھپاؤ اُسے
يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ	حساب لے گا تم سے اُس کا اللہ
فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ	پھر بخش دے گا جسے چاہے اور عذاب دے گا جسے چاہے
وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

یہ آیت انسان کو لرزا دینے والی ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ انسان کسی معاملہ کو ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے اللہ تعالیٰ حساب لے کر رہے گا۔ پھر اُس کا اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ بعض ایسے خوش نصیب بھی ہوں گے جن کے اعمال کا حساب تو لیا جائے گا لیکن اُن کا مواخذہ نہیں ہو گا۔ ابنِ کثیرؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایمان والے کو اپنے پاس بلائے گا۔ یہاں تک کہ اپنا بازو اُس پر رکھ کر اُسے چھپا دے گا۔ پھر اُس سے کہے گا۔ بتا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا؟ فلاں فلاں گناہ کیا؟ وہ شخص اقرار کرتا جائے گا۔ جب بہت سے گناہ کرنے کا اقرار کر لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا سن دنیا میں بھی میں نے تیرے اِن گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج بھی میں اِن تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہوں۔ اب اُسے اُس کی نیکیوں کا صحیفہ اُس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ البتہ کفار و منافق کو تمام مجمع کے سامنے رسوا کیا جائے گا اور اُن کے گناہ ظاہر کیے جائیں گے اور پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر تہمت لگائی، اِن ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔

آیات ۲۸۵ تا ۲۸۶

عرشِ الٰہی کے دو خزانے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ	ایمان لائے رسولؐ اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اُن کی طرف اُن کے رب کی طرف سے اور سب مومنین بھی
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ	یہ سب کے سب ایمان لائے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوںؑ پر
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ	(اُن سب نے کہا) ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک کے درمیان بھی اللہ کے رسولوںؑ میں سے
وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا	اور اُنہوں کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا	(ہم سوال کرتے ہیں) تیری بخشش کا اے ہمارے رب!

وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾	اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا	ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ کسی بھی جان پر مگر اُس کی صلاحیت کے مطابق
لَهَا مَا كَسَبَتْ	اُس کے لیے ہے اُس (نیک عمل) کا (اجر) جو اُس نے کیا
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ	اور اُس پر ہو گا اُس (برائی) کا (وبال) جو اُس نے کی
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ	اے ہمارے رب! تو پکڑ نہ کر ہماری اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ	اے ہمارے رب! نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جیسا تو نے بوجھ ڈالا اُن پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ	اے ہمارے رب! اور نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ، نہیں ہے طاقت ہم میں جس کے اٹھانے کی
وَاعْفُ عَنَّا	اور در گزر فرما ہم سے
وَاغْفِرْ لَنَا	اور بخشش فرما ہماری
وَارْحَمْنَا	اور رحم فرما ہم پر
اَنْتَ مَوْلٰىنَا	تو ہمارا مولا ہے
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۧ ﴿٢٨٦﴾	پس مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔

ع ٤ ٨

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات عرش الٰہی کے دو خزانے ہیں جو معراج کی شب آسمان پر نبی کریم ﷺ کو تحفتاً عطا کیے گئے (مسندِ احمد)۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتوں کو رات کو پڑھ لے تو یہ اِس کی حفاظت کے لیے کافی ہیں (بخاری)۔ آیت ۲۸۵ میں اہلِ ایمان کو اعزاز بخشا گیا کہ اُن کا ذکر اللہ کے حبیب ﷺ کے ہمراہ کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اُنہوں نے کسی ایک رسول کا بھی انکار نہیں کیا۔ اُن سب نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی وفاشعاری کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہم نے آپ کے فرامین کو سنا اور آپ کا کہا مان لیا۔ ہم آپ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں اور ہمیں آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیت ۲۸۶ میں رحمت کی نوید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان سے اُس کی صلاحیت اور حالات کے موافق ہی باز پرس کرے گا۔ انسان کی نیکی اُسی کے کام آئے گی اور گناہ کا وبال بھی اُسی پر پڑے گا۔ آیت کے آخر میں سات ایمان افروز دعائیں سکھائی گئیں کہ اے ہمارے رب:!

- i- ہم سے جو خطا یا بھول چوک ہوئی اِس پر ہماری پکڑ نہ فرمانا۔
- ii- ہمیں اُن آزمائشوں سے دوچار نہ کرنا جن سے ماضی میں اہلِ ایمان دوچار ہوتے رہے۔
- iii- ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کو برداشت کرنے کی ہم میں سکت نہ ہو۔
- iv- ہمیں معاف فرمادے۔
- v- ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما۔
- vi- ہم پر رحم فرما۔
- vii- تو ہی ہمارا حامی و ناصر ہے پس کافروں کے مقابلہ میں ہمارے مدد فرما''۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ہر دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے کہ قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے یہ دعا پوری کردی:

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

نوٹ فرمایئے کہ جن لوگوں کی کافروں سے دوستیاں ہوں یا جو لوگ کافروں کے اتحادی ہوں کیا وہ مذکورہ بالا دعا خلوص سے کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ علم رکھ کر بے عمل ہونا انسان کو مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہے۔

ترجمہ برائے تدریس

قرآن حکیم

سُورَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِیَّۃٌ

اٰیَاتُہَا ۲۰۰ رُکُوْعَاتُہَا ۲۰

سورۂ آلِ عمران

تلاوت کرنے والے کو غنی کرنے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ آلِ عمران کی عظمت کے حوالے سے ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنۡ قَرَءَ اٰلَ عِمۡرَانَ فَهُوَ غَنِيٌّ (سنن دارمی)

''جس نے سورۂ آلِ عمران پڑھی پس وہ غنی ہے۔''

اِس سورۂ مبارکہ کی ابتدائی آیات اُس وقت نازل ہوئیں جب نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ سے اپنے عقائد کے حوالے سے بحث کرنے کے لیے آیا تھا۔

سورۂ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

آیات ۱تا۳۲	تمہیدی مضامین
آیات ۳۳ تا۶۳	عیسائیوں کے گمراہ کن تصورات کی نفی
آیات ۶۴تا۱۰۱	تحویلِ امت کا مضمون
آیات ۱۰۲تا۱۲۰	اہلِ ایمان کے لیے جامع ہدایات اور اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی
آیات ۱۲۱تا۱۸۰	غزوۂ احد کے حالات پر تبصرہ
آیات ۱۸۱تا۲۰۰	اہلِ کتاب کے گمراہ کن تصورات کی نفی اور اہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

آیات ۱تا۶

معبودِ برحق کی امتیازی صفات

الٓمّٓ ۚ ﴿۱﴾	الف۔لام۔میم۔
اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ	اللہ، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ ؕ	زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے ہر چیز کا۔
نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ	اے نبیؐ! اُس نے نازل فرمائی آپؐ پر کتاب حق کے ساتھ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ	جو تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے ہیں
وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ ۙ	اور اُسی نے نازل فرمائی تورات اور انجیل۔
مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ	جو اِس سے پہلے ہدایت تھیں لوگوں کے لیے
وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ	اور اُسی نے نازل فرمایا فرقان (یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن)
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	بے شک وہ جو انکار کرتے ہیں اللہ کی آیات کا
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ	اُن کے لیے شدید عذاب ہے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾	اور اللہ زبردست ہے، انتقام لینے والا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ؕ﴿۵﴾	بے شک اللہ، نہیں پوشیدہ رہتی اُس پر کوئی شے زمین میں اور نہ ہی آسمان میں۔
هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ	وہی ہے جو تمہاری صورت گری کرتا ہے (ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶﴾	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے، زبردست ہے کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں معبودِ برحق یعنی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ بلند شان بیان کی گئی جس سے عیسائیوں کے الوہیتِ عیسیٰؑ کے من گھڑت عقیدے کی نفی ہوتی ہے۔ارشاد ہوا کہ معبودِ برحق کی چند امتیازی صفات حسبِ ذیل ہیں:

i- وہی معبودِ حقیقی ہے جو بذاتِ خود زندۂ جاوید ہے۔

ii- وہ دوسروں کو بھی زندہ رکھنے والا ہے۔

iii- اُس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے تورات و انجیل نازل فرمائی اور اب قرآنِ حکیم نازل فرمایا جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور حق و باطل میں فرق کرنے کی کسوٹی ہے۔

iv- وہ اپنی آیات کا انکار کرنے والوں کو عذابِ شدید سے دوچار کرے گا۔

v- کائنات کی کوئی شے اُس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

vi- وہ رحمِ مادر میں جس طرح چاہتا ہے انسان کی صورت گری کرتا ہے۔

vii- وہ زبردست ہے لیکن اُس کے ہر فیصلہ میں حکمت ہے۔

کیا مذکورہ بالا صفات حضرت عیسیٰؑ میں تھیں؟ نہیں! معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسولؑ تھے۔

آیات ۷ تا ۹

فتنہ پیدا کرنے والوں کا طرزِ عمل

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ	وہی (اللہ) ہے جس نے اے نبیؐ! نازل فرمائی آپؐ پر کتاب
مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ	اُس میں کچھ محکم (واضح) آیات ہیں
هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ	وہی کتاب کی اصل (بنیاد) ہیں
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ	اور کچھ دوسری ہیں جو متشابہ (یعنی ہمارے لیے غیر واضح) ہیں
فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ	پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتا ہے
فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ	تو وہ پیچھے لگ جاتے ہیں اُن کے جو متشابہ ہیں اُن میں سے
ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ	تلاش کرنے کے لیے فتنہ
وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ	اور تلاش کرنے کے لیے اُن کی حقیقت
وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ	حالانکہ کوئی نہیں جانتا اُن کی حقیقت سوائے اللہ کے
وَالرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ	اور پختگی رکھنے والے علم میں کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِهٖ	ہم ایمان لائے اِس قرآن پر
كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا	یہ سب کا سب ہمارے رب کی طرف سے ہے

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝٧	اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر عقل مند۔
رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا	اے ہمارے رب! ٹیڑھا نہ کر دے ہمارے دلوں کو اِس کے بعد کہ تو نے ہدایت دی ہمیں
وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ	اور عطا فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت
اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ۝٨	بے شک تو ہی تو ہے عطا فرمانے والا۔
رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ	اے ہمارے رب! بے شک تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک ایسے دن کہ کوئی شک نہیں جس کے آنے میں
ع اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ۝٩	بے شک اللہ خلاف ورزی نہیں کرتا وعدے کی۔

قرانِ حکیم میں دو طرح کی آیات ہیں۔ ایک محکم جن کو سمجھنا ہمارے لیے آسان ہے۔ دوسری متشابہات جن کا فہم ہمارے لیے مشکل ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے، اُن کی ساری توجہ متشابہات پر ہوتی ہے، تاکہ اُن کا خود ساختہ مفہوم بیان کر کے کوئی ایسی نئی بات کریں جو امت کے متفقہ امور کے برعکس ہو تاکہ اِس سے انتشار پیدا ہو اور ایک فتنہ برپا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے متجددین کے شر سے محفوظ فرمائے اور سلف صالحین کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال ؎

زاجتہادِ عالمانِ کم نظر

اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے آیاتِ متشابہات کی حقیقت کا کھوج لگانے کے بجائے توجہ آیاتِ محکمات پر مرکوز رکھتے ہیں۔ وہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ پورا کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہماری عقل اِس کا احاطہ کر سکے یا نہ کر سکے ہم ہر صورت میں اِس پر ایمان رکھتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ہر ٹیڑھ یعنی فتنہ پرور

لوگوں کے نظریات و عقائد سے محفوظ فرما۔ ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما تاکہ ہم روزِ قیامت کی سختی سے بچ جائیں جب فتنہ پروروں کو گمراہی پھیلانے کی عبرتناک سزا دی جائے گی۔

آیات ١٠ تا ١٣

کافروں کے لیے برے انجام کی دھمکی

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
لَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـــًٔا	کام نہیں آئیں گے اُن کے،اُن کے مال اور اُن کی اولادیں اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَاُولٰٓـئِكَ هُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِۙ ۝١٠	اور وہی جہنم کا ایندھن ہیں۔
كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ	جیسے روش تھی آلِ فرعون کی اور اُن کی جو اِن سے پہلے تھے
كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا	اُنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ	تو پکڑا اُنہیں اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے
وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝١١	اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا	اے نبیؐ! فرمایئے اُن سے جنہوں نے کفر کیا
سَتُغۡلَبُوۡنَ	عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے
وَتُحۡشَرُوۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ	اور جمع کیے جاؤ گے جہنم کی طرف

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾	اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ	یقیناً تمہارے لیے (عبرت کی) نشانی ہے دو جماعتوں میں جو کہ آپس میں ٹکرائیں (غزوۂ بدر میں)
فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	ایک جماعت لڑ رہی تھی اللہ کے راستہ میں
وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ	اور دوسری جماعت کافر تھی (لڑ رہی تھی طاغوت کے راستہ میں)
يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ	دیکھ رہے تھے مسلمان اُنہیں اپنے سے دو چند اپنی آنکھوں سے
وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ	اور اللہ مدد فرماتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾	بے شک اِس (بدر کے معرکہ) میں یقیناً عبرت ہے دیکھنے والوں کے لیے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق فرمایا کہ اُن کا مال اور اُن کی اولاد اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔ نجران سے آنے والے عیسائیوں کے مذہبی پیشوا جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اُنہوں نے اپنے بادشاہوں کی طرف سے ملنے والے مالی مفادات کی خاطر آپ ﷺ کو اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا۔ روزِ قیامت یہ مالی مفادات اُن کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ آلِ فرعون اور ماضی کی دیگر سرکش قوموں کی طرح اُن کا بھی بد ترین انجام ہوگا۔ اُن کے سامنے غزوۂ بدر کی مثال موجود ہے۔ اِس معرکہ میں سرفروشوں کی چھوٹی سی جماعت نے اپنے سے کہیں بڑی کافروں کی جماعت کو شرمناک ہزیمت سے دوچار کیا اور اُسے دیکھنے والوں کے لیے رہتی دنیا تک عبرت بنا دیا۔

آیات ۱۴ تا ۱۵

آخرت کو دنیا پر ترجیح دو

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ	خوشنما کر دی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوب چیزوں کی محبت جیسے عورتیں
وَالْبَنِيْنَ	اور بیٹے
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	اور جمع کیے ہوئے خزانے سونے اور چاندی کے
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ	اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے
وَالْاَنْعَامِ	اور چوپائے
الْحَرْثِ	اور کھیتیاں
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾	اور اللہ ہے جس کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔
قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا میں بتاؤں تمہیں وہ چیز جو بہتر ہے اِس سے
لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا	اُن کے لیے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے اُن میں
وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ	اور اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے
وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ	اور حاصل ہو گی اُنہیں خوشنودی اللہ کی
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ؀۱۵	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے بندوں کو۔

ان آیات میں ایسی مرغوباتِ زندگی کا ذکر ہے جن کی محبت انسان کے دل میں رکھ دی گئی ہے اور ان کے ذریعہ انسان کی اِس دنیا میں آزمائش ہوتی ہے۔اِن مرغوباتِ زندگی میں عورتوں، بیٹوں، سونے چاندی کے جمع کیے گئے خزانوں، خاص نسل کے گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتیوں کی محبت شامل ہے۔اِن مرغوباتِ زندگی میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو بذات خود بری ہو اور نہ ہی اِن سے محبت اور اِن کا حصول بری چیز ہے۔ بری چیز یہ ہے کہ انسان اِن چیزوں کی محبت اور حصول میں اِس قدر غرق ہو جائے کہ اُسے آخرت یاد ہی نہ رہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور فکر آخرت موجود ہوتی ہے، وہ اِن چیزوں کو شریعت کے مطابق حاصل اور استعمال کرتے ہیں۔اب اُنہیں اِن چیزوں سے دنیا میں راحت و سکون نصیب ہوتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین ٹھکانا میسر آتا ہے۔یہ ٹھکانہ وہ باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں رواں ہیں۔وہاں اُن کے لیے اعلیٰ اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتیں ہیں۔ سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے جو اُنہیں حاصل ہو گی۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال، نیتوں اور ارادوں کو خوب جانتا ہے۔اُسے اچھی طرح معلوم ہے کہ بندوں میں سے کون اُس کے انعام کا مستحق ہے اور کون نہیں ہے۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کون ہیں؟

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا	اللہ کے بندے یوں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یقیناً ہم ایمان لے آئے

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا	پس معاف فرمادے ہمارے گناہ
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾	اور بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔
اَلصّٰبِرِيْنَ	وہ صبر کرنے والے ہیں
وَالصّٰدِقِيْنَ	اور سچے ہیں
وَالْقٰنِتِيْنَ	اور تابعدار ہیں
وَالْمُنْفِقِيْنَ	اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾	اور بخشش مانگنے والے ہیں سحر کے وقت۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا ذکر ہے۔وہ اپنے ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے بخشش اور جہنم سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی اور جہنم سے نجات کے لیے ایمان لانا شرط ہے۔اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پانچ صفات کا بیان ہے۔ پہلی صفت صبر ہے یعنی اگر کوئی مصیبت پیش آجائے تواُسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خوشدلی سے برداشت کرتے ہیں اور دین کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو ثابت قدمی سے جھیلتے ہیں۔دوسری صفت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں راست باز ہیں اور بدعہدیوں اور فریب کاریوں سے بچنے والے ہیں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ شریعت کے احکامات کے آگے سر جھکانے والے ہیں۔چوتھی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال و دولت میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سے اُس کی راہ خرچ کرنے والے ہیں۔پانچویں صفت یہ ہے کہ نیکیوں پر اتراتے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتے رہتے ہیں اور یہ سعادت رات کے پچھلے پہر حاصل کرتے ہیں۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور پکارتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اُس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اُسے عطا کروں؟ کون مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اُس کے گناہ بخش دوں؟(مسلم)۔

آیت ۱۸

معبودِ حقیقی کی شانِ خاص، قیامِ عدل

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اور گواہی دی اللہ نے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ	اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور تمام صاحبانِ علم نے بھی
قَآئِمًا بِالْقِسْطِ	وہی قائم کرنے والا ہے عدل
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨	وہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِس آیت میں جلالی اسلوب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خود اِس پر گواہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر معتبر شہادت اور کس کی ہوگی جو کائنات کی تمام حقیقتوں کا براہ راست علم رکھتا ہے اور جس کی نگاہ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد معتبر شہادت ہے فرشتوں کی کیونکہ وہ سلطنتِ کائنات کے انتظامی اہل کار ہیں۔ وہ تمام انتظامی معاملات میں اللہ تعالیٰ ہی کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اور اپنے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دے رہے ہیں کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا۔ پھر مخلوقات میں سے جن کو بھی حقائق کا کچھ علم حاصل ہوا ہے، اُن سب کی متفقہ شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا مالک و مدبر ہے۔ اُس کی خاص شان یہ ہے کہ وہ عدل قائم کرنے والا ہے یعنی کائنات میں اُس کا ہر فیصلہ مبنی بر عدل ہوتا ہے۔

آیت ۱۹

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ ۟ قف	بے شک دین اللہ کے نزدیک صرف اِسلام ہی ہے
وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ	اور اختلاف نہیں کیا اُنہوں نے جنہیں دی گئی تھی کتاب
اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ	مگر اِس کے بعد جو آ چکا تھا اُن کے پاس صحیح علم
بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ ؕ	سرکشی کرتے ہوئے آپس میں
وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی آیات کا
فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۱۹﴾	تو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ صرف دینِ اسلام ہی زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام گوشوں کے بارے میں ہدایات دیتاہے،لہٰذا صرف اِسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری ممکن ہے۔اہلِ کتاب بھی اِس حقیقت کو جانتے ہیں کہ اُن کے مذاہب کی تعلیمات نامکمل اور تحریف شدہ ہیں لیکن وہ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہوئے اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔مخالفت کا سبب ہے اپنی مذہبی چودھراہٹ اور مفادات کو تحفظ دینا۔اللہ تعالیٰ جلد اِن ظالموں سے حساب لینے والا ہے۔

آیت ۲۰

اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا، اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری

فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ	پھر اے نبیؐ! اگر وہ جھگڑا کریں آپؐ سے

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ	تو فرما دیجئے میں نے جھکا دیا ہے اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَمَنِ اتَّبَعَنِ	اور اُنھوں نے بھی جو پیروی کر رہے ہیں میری
وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	اور پوچھیے اُن سے جنہیں دی گئی ہے کتاب
وَالْاُمِّیّٖنَ	اور ان پڑھ لوگوں سے
ءَاَسْلَمْتُمْ	کیا تم فرمانبرداری اختیار کرتے ہو (اللہ کی)؟
فَاِنْ اَسْلَمُوْا	پس اگر وہ فرمانبرداری اختیار کریں
فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ	تو یقیناً وہ ہدایت پر آ گئے
وَاِنْ تَوَلَّوْا	اور اگر وہ رخ پھیر لیں
فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ	تو اے نبیؐ! بے شک آپؐ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے
ع ۱۱ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۟ ۲۰ ع	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے بندوں کو۔

اِس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ جو لوگ حق آنے کے باوجود آپ ﷺ سے بحث و مباحثہ کریں، اُن کے سامنے اعلان کر دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے تو اپنے سر جھکا دیے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے۔ کیا تم بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کے لیے تیار ہو؟ اِس کے بعد آپ ﷺ کی دلجوئی کی گئی کہ جو لوگ آپ ﷺ کی دعوت قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ اِس کے برعکس جنھوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول نہ کی تو آپ ﷺ ہرگز غمگیں نہ ہوں۔ آپ ﷺ کے ذمہ تو صرف حق پہنچا دینا ہے۔ اِس کے بعد لوگوں سے حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اِس آیت سے یہ بات واضح ہوئی کہ اتباعِ رسول ﷺ سے مراد صرف چند معمولاتِ زندگی میں آپ ﷺ کی پیروی نہیں بلکہ اِس کا تقاضا ہے کہ زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

اہلِ کتاب کا کردار اور انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ	بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیات کا
وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ	اور قتل کرتے ہیں انبیاءؑ کو ناحق
وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ	اور قتل کرتے ہیں اُنہیں بھی جو حکم دیتے ہیں عدل کرنے کا لوگوں میں سے
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۱﴾	تو اے نبیؐ! خوشخبری دیجئے اُنہیں دردناک عذاب کی۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؗ	یہ ہیں وہ لوگ کہ برباد ہوگئے اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں
وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۲﴾	اور نہ ہوگا اُن کے لیے کوئی مددگاروں میں سے۔

اِن آیات میں اہلِ کتاب کا مجرمانہ کردار اور برا انجام بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب نہ صرف اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے بلکہ حق کی تبلیغ کرنے والے انبیاء کرامؑ اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے والے صالحین کو ناحق قتل بھی کرتے رہے۔ طنزیہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے اُنہیں بشارت دی گئی کہ بڑے بڑے جرائم کی وجہ سے وہ اپنی چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے اجر سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ دنیا میں اُن کے لیے لعنت و رسوائی ہے اور آخرت میں شدید عذاب۔ کوئی قوت دنیا و آخرت میں اُن کی مدد نہ کر سکے گی۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

شریعت سے پہلو تہی کا سبب

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ	اے نبیؐ! کیا آپؐ نے نہیں دیکھا اُن کو جنہیں دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب میں سے
يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ	جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ	تاکہ وہ فیصلہ کرے اُن کے درمیان (اختلافات کا)
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ	تو رخ پھیر لیتا ہے ایک گروہ اُن میں سے
وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾	اور وہ تو ہیں ہی اعراض کرنے والے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا	اِس لیے کہ وہ کہتے ہیں
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠	ہرگز نہ چھوئے گی ہمیں آگ مگر گنتی کے چند دن
وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور دھوکہ دیا ہے اُنہیں اُن کے دین میں اُن باتوں نے جو وہ گھڑا کرتے ہیں۔
فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ	پھر کیا حال ہوگا جب ہم جمع کریں گے اُنہیں ایک ایسے دن نہیں کوئی شک جس کے آنے میں
وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ	اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اُس عمل کا جو اُس نے کمایا
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾	اور اُن پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنے معاملات کے فیصلے قبول کرنے کو تیار نہیں۔اِس سرکشی کی وجہ یہ خوش فہمی ہے کہ ہمیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف چند دن۔اِس خوش فہمی نے اُنہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔اُن کے لیے قیامت کا دن ایک حسرتناک دن ثابت ہوگا۔اُس دن وہ سب جمع کیے جائیں گے اور اُنہیں اُن کے جرائم کی پوری پوری سزادے دی جائے گی۔آج ہمارے ہاں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو شریعت پر عمل سے گریز کرتے ہیں۔اُن کے ذہنوں میں یہ خوشنما تصورات موجود ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی امت میں ہونے کی وجہ سے یا کسی خاص بزرگ سے نسبت ہونے کی بنیاد پر وہ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔ایسے تصورات من گھڑت ہیں جن کے لیے قرآن و حدیث سے کوئی سند نہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ	اے نبیؐ! عرض کیجیے اے اللہ! کل بادشاہی کے مالک
تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ	تو عطا فرماتا ہے بادشاہی جسے چاہے
وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۡ	اور چھین لیتا ہے بادشاہی جس سے چاہے
وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ	اور تو عزت دیتا ہے جسے چاہے
وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ	اور ذلیل کرتا ہے جسے چاہے
بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ	تیرے ہاتھ میں ہے ساری بھلائی
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۶﴾	بے شک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
تُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ	تو ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں

وَ تُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ‌	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَ تُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ	اور تو ہی نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ‌	اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے
وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾	اور تو رزق عطا فرماتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بلند عظمت بیان کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ عظیم یہ ہے کہ کائنات میں کل اختیار اُسی کے پاس ہے۔ بادشاہی دینا یا چھین لینا، عزت دینا یا ذلیل کرنا، زندگی دینا یا موت سے ہمکنار کرنا غرض ہر معاملہ اُسی کے اذن سے طے پاتا ہے۔ ہمیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُس کے ہر فیصلہ میں بھلائی ہی ہوتی ہے۔ اِن حقائق پر ایمان انسان کو ایک باوقار اور پُر سکون زندگی عطا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے مناظرہ کے لیے آنے والے عیسائیوں کے وفد کے سردار نے کہا تھا کہ اگر ہم محمد ﷺ پر ایمان لے آئے تو ہم شاہِ روم کی طرف سے ملنے والی عزت اور مالی انعام و سہولیات سے محروم ہو جائیں گے۔ یہاں دعا و مناجات کے رنگ میں اِس کا جواب دیا گیا کہ جن بادشاہوں کی دی ہوئی عزتوں کو محفوظ رکھنے کے لیے تم اللہ کے رسول ﷺ کو پہچاننے کے باوجود جھٹلا رہے ہو، وہ سارے بادشاہ اللہ تعالیٰ کے در کے فقیر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت پر ایمان لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں بغیر حساب رزق اور نعمتیں عطا فرمائے گا۔

آیت ۲۸

کافروں کو مومنوں کے مقابلہ میں دوست نہ بناؤ

لَا يَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌	نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر
وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰ لِكَ فَلَيۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِىۡ شَىۡءٍ	اور جس نے کیا ایسا تو نہیں رہا اُس کا اللہ سے کوئی تعلق

اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً	سوائے اِس کے کہ تم واقعی بچنا چاہو اُن (کے شر) سے
وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ	اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنی ذات سے
وَ اِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۲۸﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اِس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کافروں کو دیگر اہلِ ایمان کے مقابلہ میں دوست نہ بنائیں۔ جس نے یہ حرکت کی اُس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ اگر جان کو خطرہ ہو تو ظاہری طور پر دوستی کی جاسکتی ہے۔ یہ دوستی بس اِس حد تک ہونی چاہیے کہ اسلام کے مشن، مسلمانوں کے مفاد اور کسی مسلمان کی جان و مال کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی جان و مال کا تحفظ کر لیا جائے۔ البتہ کفر اور کفار کی کوئی ایسی خدمت انجام نہ دی جائے جس سے کفر کو فروغ یا کفار کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر اپنے آپ کو بچانے کے لیے اسلام یا مسلمانوں یا کسی ایک بھی مسلمان فرد کو نقصان پہنچایا تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ ہوگی۔ جانا بہر حال اللہ ہی کے پاس ہے۔ لہٰذا مطلوب تو یہی ہے کہ رخصت کے بجائے عزیمت اختیار کی جائے اور کفار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا جائے۔ جب جانا اُسی کے پاس ہے تو پھر وقتی طور پر جان بچا لینے سے کیا فرق پڑے گا؟

آیات ۲۹ تا ۳۰

احوالِ آخرت کا بیان، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر

قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر تم چھپاؤ اُسے جو تمہارے سینوں میں ہے
اَوۡ تُبۡدُوۡهُ	یا ظاہر کر دو اُسے
يَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ	جانتا ہے اُسے اللہ
وَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ	اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا	جس دن پائے گی ہر جان اُس کو جو اُس نے عمل کیا نیکی میں سے حاضر کیا ہوا
وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ	اور جو اُس نے عمل کیا برائی میں سے
تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ	اور ہر جان چاہے گی کہ کاش ! اُس کے اور اُس کے عمل کے درمیان ہو بہت دور کا فاصلہ
وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ	اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنی ذات سے
وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع	اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں کے حق میں۔

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ انسان اپنے جی کی بات ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ روزِ قیامت انسان کے تمام ظاہر و پوشیدہ اعمال اُس کے سامنے آجائیں گے۔ گناہ گار انسان اپنے نامۂ اعمال سے دور بھاگنا چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے اِسی لیے آخرت میں ہونے والے واقعات بیان کرتا ہے تاکہ بندے اُس دن کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کریں۔

آیت ۳۱

اللہ تعالیٰ کی محبت اتباعِ رسول ﷺ سے حاصل ہو گی

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	اے نبیؐ ! فرمائیے اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے
فَاتَّبِعُوْنِیْ	تو پیروی کرو میری
یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	محبت کرے گا تم سے اللہ
وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ	اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت کے مخاطب اہلِ کتاب اور مسلمان دونوں ہیں۔اہلِ کتاب میں سے عیسائی (جن کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ سے مناظرہ کے لیے آیا تھا) دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے اللہ کی محبت کی خاطر رہبانیت اختیار کی ہے۔اُن سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی کرو۔اللہ تعالیٰ کی رضا اور بخشش حاصل کرنے کا یہی واحد طریقہ ہے۔اِسی طرح مسلمانوں کو بھی آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ایمان کے حقیقی ہونے کی علامت ہے۔اگر تمہیں واقعی اُس سے محبت ہے تو زندگی اُس کے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے گزارو۔وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔اتباعِ رسول ﷺ کے جن گوشوں کو قرآنِ حکیم نے نمایاں کیا ہے وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکانا (سورۂ آلِ عمران آیت ۲۰)، اُس کی بندگی کی طرف دعوت دینا (سورۂ یوسف آیت ۱۰۸) اور اُس کی راہ میں جہاد کرنا (سورۂ توبہ آیت ۱۱۷)۔ ہماری اکثریت کی توجہ اتباعِ رسول ﷺ کی طرف ہے ہی نہیں اور جن کی توجہ ہے اُنہوں نے بھی اِسے صرف عام معمولاتِ زندگی تک ہی محدود کر رکھا ہے۔

آیت ۳۲

اطاعتِ رسول ﷺ سے اعراض کفر ہے

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے اطاعت کرو اللہ اور رسولؐ کی
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر تم نے رخ پھیر لیا
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾	تو بے شک اللہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔

اِس آیت میں مناظرہ کے لیے آنے والے عیسائیوں کو حکم دیا گیا کہ کہنا مان لو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا۔اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کافر ہو اور وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔اِس آیت سے یہ اصول بھی سامنے آیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے

رسول ﷺ کی اطاعت سے اعراض درحقیقت کافرانہ روش ہے اور اللہ تعالیٰ اِس روش کو ناپسند کرتا ہے۔کافرانہ روش کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت کو ہر دور کے لیے لازم نہ سمجھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہی رسول ﷺ کی اطاعت کے ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ سنت کے فتنہ سے محفوظ رکھے، اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ٣٣ تا ٣٦

آلِ عمران پر عنایتِ ربّانی

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۳۳﴾	بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ اور نوحؑ اور آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام جہان والوں پر۔
ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍؕ	وہ اولاد تھے ایک دوسرے کی
وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌۚ﴿۳۴﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ	اور جب عرض کی حضرت عمران کی بیوی نے
رَبِّ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لَـكَ مَا فِىۡ بَطۡنِىۡ مُحَرَّرًا	اے میرے رب! بے شک میں نذر کرتی ہوں آپ کے لیے جو میرے بطن میں ہے وقف کرتے ہوئے
فَتَقَبَّلۡ مِنِّىۡۚ	پس قبول فرمائیے میری طرف سے
اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ‏ ﴿۳۵﴾	بے شک آپ ہی خوب سننے والے، خوب جاننے والے ہیں۔
فَلَمَّا وَضَعَتۡهَا	پھر جب اُس نے جنم دیا ایک لڑکی کو

قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰىؕ	کہا اے میرے رب ! بے شک میں نے جنم دی ہے وہ لڑکی
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْؕ	اور اللہ خوب جاننے والا تھا اُسے جو اُس نے جنم دیا
وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰىۚ	اور نہیں ہو سکتا تھا لڑکا اُس لڑکی جیسا
وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ	اور (اُس نے عرض کی) بے شک میں نے نام رکھا ہے اِس لڑکی کا مریم
وَاِنِّىْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٣٦﴾	اور بے شک میں پناہ میں دیتی ہوں اِسے آپ کی اور اِس کی اولاد کو بھی مردود شیطان سے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام جہانوں والوں پر فضیلت دی۔ تمام انبیاءؑ، حضرت آدمؑ، پھر حضرت نوحؑ اور پھر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت عیسٰیؑ بھی حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے لہٰذا وہ بھی انسان تھے اور معاذاللہ، اللہ کے بیٹے نہیں تھے۔ یہ عیسائیوں کے عقائد کے رد کی تمہید ہے، تفصیل آگے آ رہی ہے۔ مزید بیان ہوا کہ حضرت عمران کی زوجہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذر مانی کہ وہ اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کو خدمتِ دین کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیں گی۔ اُن کے ہاں ولادت ہوئی تو حیرت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے ہاں لڑکے کے بجائے لڑکی کی ولادت ہوئی ہے اور ایک لڑکی وقف ہو کر دین کی خدمت کیسے کرے گی؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے کہ کس کی ولادت ہوئی ہے؟ اِسی لیے فرمایا کہ لڑکا کہاں ہو سکتا تھا ایسی نیک بخت لڑکی کی طرح جسے تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا کی جائے گی۔ والدہ نے لڑکی کا نام مریم رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ اِس لڑکی اور اِس کی اولاد کو مردود شیطان کے حملوں سے اپنی حفاظتِ خاص عطا فرمائے۔

آیات ۳۷ تا ۳۸

اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی عطا فرماتا ہے

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ	پھر قبول فرمایا مریم کو اُن کے رب نے اچھی قبولیت کے ساتھ
وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ	اور پروان چڑھایا اُنہیں اچھی پرورش کے ساتھ
وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ	اور نگران بنادیا اُن کا زکریاؑ کو
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ	جب بھی جاتے اُن کے پاس زکریاؑ عبادت گاہ میں
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ	پاتے اُن کے پاس رزق
قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ	(ایک بار) پوچھا اے مریم! کہاں سے آیا تمہارے پاس یہ
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	کہا مریم نے یہ سب اللہ کی طرف سے ہے
اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٣٧	بے شک اللہ عطا فرماتا ہے رزق جسے چاہے بغیر حساب۔
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ	وہیں پکارا زکریاؑ نے اپنے رب کو
قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ	عرض کی اے میرے رب! عطا فرما مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد
اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝٣٨	بے شک تو ہی سننے والا ہے دعا کا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی والدہ کی نذر قبول فرمائی اور ہیکلِ سلیمانی میں حضرت زکریاؑ کو حضرت مریمؑ کی پرورش اور تربیت کی سعادت عطا کی۔ حضرت زکریاؑ جب بھی حضرت مریمؑ کے لیے مخصوص عبادت گاہ میں جاتے تو اُن کے پاس بے موسم کے پھل پاتے۔ ایک اور روایت کے مطابق اُن کے پاس روحانی رزق پاتے یعنی اُن سے علم و حکمت کے گراں قدر کلمات سنتے اور حیران ہو جاتے۔ ایک روز اُنہوں نے حضرت مریمؑ سے پوچھ ہی لیا کہ بے موسم کے یہ پھل یا رشد و معرفت کا یہ فیض اُن کے لیے کہاں سے جاری ہوا ہے؟ حضرت مریمؑ نے جواب دیا کہ یہ سب اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ حضرت مریمؑ کے یہ الفاظ سن کر حضرت زکریاؑ وجد میں آ گئے اور برسوں سے دل میں مچلنے والی ایک خواہش اُن کے لبوں پر آ گئی۔ عرض کیا: اے میرے رب! جب تُو حضرت مریمؑ کو اسباب کے بغیر رزقِ خاص سے فیض یاب فرما رہا ہے تو مجھے بھی باوجود میری کبر سنی اور میری زوجہ کے بانجھ پن کے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد مرحمت فرما۔ بے شک تو ہی دعا سننے اور قبول فرمانے والا ہے۔

آیات ٣٩ تا ٤١

حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت

فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىۡ فِى الۡمِحۡرَابِ ۙ	پھر پکارا زکریاؑ کو فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے عبادت گاہ میں
اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى	بے شک اللہ خوشخبری دیتا ہے آپؑ کو یحییٰؑ کی
مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ	جو کہ تصدیق کرنے والے ہوں گے اللہ کے ایک کلمہ کی
وَسَيِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۳۹﴾	اور وہ ہوں گے سردار اور عورتوں سے علیحدہ رہنے والے اور نبی صالحین میں سے۔
قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ	پوچھا زکریاؑ نے اے میرے رب! کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا

وَّقَدۡ بَلَغَنِیَ الۡکِبَرُ	حالانکہ آ پہنچا مجھے بڑھاپہ
وَامۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ؕ	اور میری بیوی بانجھ ہے
قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰہُ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾	کہافرشتے نےاِسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔
قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً	عرض کی زکریاؑ نے اے میرے رب! مقرر فرما میرے لیے کوئی نشانی
قَالَ اٰیَتُکَ	فرمایااللہ نےآپؑ کی نشانی یہ ہے
اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ	کہ آپؑ بات نہ کرسکیں گے لوگوں سے تین دن تک
اِلَّا رَمۡزًا ؕ	مگراشارہ سے
وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ کَثِیۡرًا	اورذکرکیجئے اپنے رب کا کثرت سے
وَّسَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ ﴿۴۱﴾ ع	اور تسبیح کیجئے شام اور صبح۔

ع ۱۱ ۱۲

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ایک روز دورانِ نماز فرشتوں نے حضرت زکریاؑ کو حضرت یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت زکریاؑ حیران ہوئے کہ اللہ تعالیٰ میرے آنگن میں رونق کیسے بھیجے گا جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ غیب سے ندا آئی کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو تلقین کی گئی کہ وہ اب شکرانے کے طور پر صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح کرتے رہیں۔ حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت کا ذکر عیسائیوں کو یہ باور کراتا ہے کہ معجزانہ ولادت کسی کو معبود نہیں بنا دیتی۔ نہ حضرت یحییٰؑ معبود ہیں اور نہ حضرت عیسیٰؑ جن کی معجزانہ ولادت کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

حضرت مریمؑ کی تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ	اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم!
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ	بے شک اللہ نے چن لیا ہے آپ کو
وَ طَهَّرَكِ	اور پاکیزہ کیا ہے آپ کو
وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾	اور چن لیا ہے آپ کو تمام جہانوں کی عورتوں پر۔
يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ	اے مریم! فرمانبرداری کیجئے اپنے رب کی
وَ اسْجُدِيْ	اور سجدہ کیجئے
وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾	اور رکوع کیجئے رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔
ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ	یہ ہے غیب کی خبروں میں سے، ہم وحی کرتے ہیں اِسے اے نبیؐ! آپؐ کی طرف
وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ	اور نہیں تھے آپؐ اُن کے پاس
اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ	جب وہ (قرعہ اندازی کے لیے) پھینک رہے تھے اپنے قلم
اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ	کہ اُن میں سے کون نگرانی کرے گا مریم کی
وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ	اور نہیں تھے آپؐ اُن کے پاس

اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۴	جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

اِن آیات میں حضرت مریمؑ کو فرشتوں کے ذریعہ تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت کی نوید سنائی گئی۔ شکرانہ کے طور پر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، اُس کی بارگاہ میں سجدہ کرنے اور ہیکل میں رہتے ہوئے اپنی عبادت گاہ میں باجماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ کوئی سابقہ آسمانی کتاب پڑھی اور نہ ہی کوئی تاریخی کتاب۔ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے اِن حقائق کا بیان اِس بات کی دلیل ہے کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

آیات ۴۵ تا ۴۷

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ	جب کہا فرشتوں نے اے مریم!
اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ	بے شک اللہ بشارت دیتا ہے آپ کو ایک کلمہ کی اپنی طرف سے
اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ	اُن کا نام ہے مسیح عیسیٰؑ بن مریم
وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ	بڑے رتبہ والے ہوں گے دنیا اور آخرت میں
وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝۴۵	اور ہوں گے (اللہ کے) مقربین میں سے۔
وَ یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا	اور وہ گفتگو کریں گے لوگوں سے ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں
وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۴۶	اور ہوں گے نیک لوگوں میں سے۔
قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ	پوچھا مریم نے اے میرے رب! کیسے ہوگا میرے ہاں

	لڑکا
وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ	حالانکہ نہیں ہاتھ لگایا مجھے کسی انسان نے؟
قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ	کہافرشتے نے اِسی طرح اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔
اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا	جب وہ فیصلہ فرماتا ہے کسی کام کا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ	تو بے شک وہ کہتا ہے اُس کے لیے کہ ہو جا
فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾	پس وہ ہو جاتا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مریمؑ کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کی بشارت کا ذکر ہے۔بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بغیر والد کے ہو گی۔وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہوں گے یعنی اُن کی ولادت میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ' کن وہ کردار ادا کرے گا جو بچہ کی ولادت میں والد کا ہوتا ہے۔حضرت عیسیٰؑ کی اِس طرح سے پیدائش کی خبر پر حضرت مریمؑ نے اظہارِ حیرت کیا تو اُنہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔حضرت عیسیٰؑ دنیا و آخرت میں باعزت اور اللہ تعالیٰ کی قربت والے مقام کے حامل ہوں گے۔وہ ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے معجزانہ کلام کریں گے۔ادھیڑ عمر میں اُن کی گفتگو اِس لیے معجزانہ ہے کہ جب اُنہیں آسمان پر اٹھایا گیا تو وہ جوانی کی عمر میں تھے۔جب وہ دنیا میں سیکڑوں برس بعد واپس آئیں گے تو اِسی عمر میں ہوں گے اور پھر رفتہ رفتہ ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔

آیات ۴۸ تا ۴۹

حضرت عیسیٰؑ کے معجزات

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ ﴿۴۸﴾	اور اللہ سکھائے گا حضرت عیسیٰؑ کو کتاب اور حکمت یعنی تورات اور انجیل۔

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬	اور وہ رسول ہوں گے بنی اسرائیل کی طرف
اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ	(وہ کہیں گے) یقیناً میں لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے
اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ	بے شک میں بناتا ہوں تمہارے لیے گارے سے ایک پرندے کی صورت کی مانند
فَاَنْفُخُ فِیْهِ	پھر میں پھونک مارتا ہوں اُس میں
فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ	تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا ہوا پرندہ اللہ کے حکم سے
وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ	اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور برص والے کو
وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ	اور میں زندہ کر دیتا ہوں مردہ کو اللہ کے حکم سے
وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ	اور میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو
وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ	اور جو رکھ کر آتے ہو اپنے گھروں میں
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ	بے شک اِس میں ایک نشانی ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾	اگر تم مومن ہو۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ؑ کو تورات اور انجیل یعنی احکاماتِ شریعت اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ اُن کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے ہو گی۔ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں پھونک ماریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑنا شروع کر دے گا۔ وہ مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب کریں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو

زندہ کریں گے۔ کسی مجمع میں لوگوں کو بتادیں گے کہ کیا کھا کر آئے ہو اور خوراک کا کتنا ذخیرہ گھر چھوڑ کر آئے ہو۔ یہ وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو اُن کی رسالت کے ثبوت کے طور پر دیے گئے۔

آیات ۵۰ تا ۵۱

حضرت عیسیٰؑ کی دعوت

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ	اور (کہیں گے عیسیٰؑ) میں تصدیق کرنے والا ہوں اُس کی جو میرے سامنے ہے تورات میں سے
وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ	اور تاکہ میں حلال کردوں تمہارے لیے بعض ایسی چیزیں جو حرام کردی گئیں تھیں تم پر
وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور میں لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾	پس ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری۔
اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ	بے شک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے تو عبادت کرو اُسی کی
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾	یہ سیدھا راستہ ہے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تورات کے کلامِ الٰہی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض ایسی چیزوں کو تمہارے لیے پھر سے حلال ٹھہراتا ہوں جو تمہاری نافرمانیوں کی وجہ سے تم پر حرام کردی گئیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کا رب ہے لہٰذا سیدھا راستہ یہ ہے کہ اُسی کی بندگی کرو، اُس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ گویا حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اُس کا بندہ اور رسول ہونے کا اعلان کیا۔